پہلا باب:

تاریخ قصور اور اس میں علم سیرت کی آمد

پہلی فصل: تاریخ قصور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک جائزہ

دوسری فصل: قصور میں علم سیرت کی آمد

پہلی فصل:

تاریخ قصور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک جائزہ

تاریخ قصور:

اس باب میں ہم قصور کی مختصر تاریخ پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کرنے کی کوشش کریں گے کہ اس ضلع میں علم سیرت کیسے آیا، وہ کونسی شخصیات ہیں جن کی محنت سے علم سیرت اس ضلع میں منتقل ہوا۔

اس باب میں یہ بھی وضاحت کریں گے کہ ہم نے کون کون سی کتب سے راہنمائی لی ہے۔

قصور پاکستان کے صوبہ پنجاب کا ایک قدیم ضلع ہے۔ شہر قصور کا ذکر بھی جی سے سننے والوں کے لیے ایسا سب رنگین اور دلآویز ہے کہ موضوع بدلنے کے لیے کسی بہت بڑے تمدنی نام کو بیچ میں لانے سے بات بدلتی ہے۔

ایک بھرپور تاریخ کے حامل اس شہر کی شناخت بننے والے مشاہیر کی فہرست کسی بھی دوسرے عظیم شہر سے کم نہیں ہے۔بُلھے شاہ کی مستانہ کافیوں نے اسے آتش فشانی دہانوں کا شہر بنادیا ہے۔

عہد اکبری ہیں تان سین کی جاگیر رہنے والا استاد بڑے غلام علی خاں اور میڈیم نور جہاں کا یہ شہر ''میرا سوہنا شہر قصور'' پانچ دریاؤں کے بیچ تانپورے کے منجھلے تار کی طرح ہے۔

سیاست وحکمرانی ہیں سیاسی فطانت سے لے کر محلاتی ساز شوں تک قصور کی تاریخ ایک نصابی حوالے کی مانند ہے۔

ریڈیو پر کھیم کرن فتح ہونے کی خبر نشر ہوئی تو تقسیم کے وقت کھیم کرن سے ہجرت کرکے قصور آباد ہونے والے خاندان پیدل، سائیکلوں اور گھوڑوں پر بیٹھے جوق در جوق اس قصبے میں واقع اپنے پرانے گھروں کو پہنچ گئے۔

شہر کے معرض وجود میں آنے کے بارے میں کوئی حتمی رائے دینا بہت قبل از وقت ہوگا۔ تاہم رامائن میں ہے کہ شری رام چندر جی نے اپنے بیٹے کشو کو نوازنے کے لیے ایک تیر پھینکا جو اس جگہ آن گرا اور رام چندر جی نے یہ جگہ کشو کو جاگیر کے طور پر عطا کی اور خیال کیا جاتا ہے کہ اسی نسبت سے اس کا نام کسور پڑا۔

اس کے بعد یہ شہر ہندوی لفظ کسور سے، عربی کا قصور کہلانے لگا۔ فیروز پور روڈ پر واقع ٹبہ کمال چشتی کا اونچا خرابہ، ایک پرانے شہر روہے وال کا پتہ دیتا ہے۔ عہد اکبری میں قصور روہیوال کا ایک قصبہ تھا جو اکبر نے تان سین کو عطا کیا تھا۔ ایک محلاتی بدگمانی کو رفع کرنے کی غرض سے بعد میں یہ علاقہ مغل فوج کے ایک علی زئی افغان جرنیل کو بخشا گیا۔ افغان فوجی افسروں کے یہاں آباد ہونے سے شہر کی معلوم تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔

پٹھانوں نے اس جگہ قصر نما ۱۲ قلعے (باراں کوٹ) تعمیر کیے۔ اس عہد میں رند قبیلے کے ایک بلوچ سورما پیرا بلوچ کی پٹھانوں کے ساتھ چشمک علاقے کی لوک داستانوں کا اہم موضوع ہے۔ پیرا بلوچ رات کے اندھیرے میں پٹھان امراء کے محلات میں شب خون مارتا اور ساتھ میں اپنی غریب پروری کی وجہ سے عام لوگوں میں مقبول بھی رہا۔

پٹھانوں کے ساتھ ایک جھڑپ میں پیرا مارا گیا اور قصور کے بارہ قلعوں کی پر تعش زندگی میں امن وسکون کے ایک اور عہد کا آغاز ہوا۔ تاہم لوک رزمیوں (واراں) میں آج بھی پیرا کو ایک ہیرو کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ سکھ قبیلے ''بھنگی'' کے تاریخی عہد کو بے مثل دور کہتے ہیں۔

مثل دور بھی یہاں کے پٹھان امراء کے لیے بے سکونی کا ایک باب ہے۔ یہ عہد قصور کی تاریخ میں بھاری سیاسی اور ثقافتی بحران کا زمانہ ہے۔ قصور میں سنگھاشاہی رسوخ ملتان کے نواب مظفر خاں سدوزئی کے ساتھ رنجیت سنگھ کی جنگوں کے پس منظر سے

شروع ہوتا ہے جب یہاں کے ایک جرنیل قطب الدین خان کو رنجیت سنگھ نے ملتان کے سدوزئیوں کے خلاف اس کا ساتھ دینے کا کہا اور قطب الدین نے انکار کیا۔

اس بات پر رنجیت سنگھ قصور کے رؤسا پر چڑھ دوڑا اور قطب خان کو شکست کھا کر رنجیت کا کہا ماننا پڑا۔ قطب خاں کی نصرت میں رنجیت سنگھ نے ملتان کا قلع فتح کیا اور اس کی مغل جاگیریں بحال کر دیں۔ قصور میوزیم ہیں تاریخ کے اُس دور کی مختلف انداز میں ثقافت کی جھلکیاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

انیسویں صدی کے وسط میں قصور کا قلمرو انگریزوں نے سکھوں سے چھین لیا۔ برٹش دور میں یہاں کے پٹھان رؤسا کے حکومت کے ساتھ نہایت دوستانہ روابط رہے۔

پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران رؤسائے قصور نے جنگ کے لیے خطیر چندے اکٹھے کیے اور سرکاری طور پر انھیں بھاری مراعات اور عہدوں سے نوازا گیا۔ جلیانوالہ باغ کے واقعے پر قصور میں نہایت پرجوش عوامی ردعمل سامنے آیا۔ ان مظاہروں کو قصور جلوس ایجی ٹیشن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مقامی امراء نے اسکولوں سے طلبہ کی ایک بڑی تعداد کو پکڑ کر پنجروں میں قید کر دیا اور ان پر کوڑے برسائے۔ برطانوی عہد میں قصور کے گرد ریل کی پٹڑی کا جال بچھایا گیا، جو اسے امرتسر، فیروزپور، لودھراں اور رائیونڈ سے ملاتی تھی۔

اس عہد میں قصور کو ضلع لاہور کی ذیل میں تحصیل کا درجہ ملا اور نئی طرز کے بنیادی انتظامی ادارے کچہریاں اور یونین کونسل قائم ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد یہاں کی تقریباً چوتھائی بھر غیر مسلم آبادی نے شہر چھوڑ دیا.

جب کہ ہندوستان سے فیروزپور، امرتسر اور میوات وغیرہ سے مہاجرین کی ایک بڑی تعداد یہاں مہاجر بستیوں میں آباد ہوئی۔

تقسیم کے وقت کا ےہ المناك باب بھی قابل ذکر ہے کہ جب پاکستانی پنجاب کے مختلف شہروں سے ہجرت کرکے بھارت جانے والے تارکین قصور بارڈر کے راستے ملک چھوڑ رہے تھے۔

قصور شہر کے ریلوے اسٹیشن پر تارکین سے کھچا کھچ بھری تین ٹرینوں کو روك کر مسافروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں فتح ہونے والا بھارتی قصبہ کھیم کرن ہند سے قبل قصور کے مضافاتی قصبات میں شمار ہوتا تھا۔

ریڈیو پر کھیم کرن فتح ہونے کی خبر نشر ہوئی تو تقسیم کے وقت کھیم کرن سے ہجرت کرکے قصور آباد ہونے والے خاندان پیدل، سائیکلوں اور گھوڑوں پر بیٹھے جوق در جوق اس قصبے میں واقع اپنے پرانے گھروں کو پہنچ گئے۔ مفتوحہ شہر کھیم کرن کے مکان خالی پڑے تھے۔ لوگوں نے اپنے سابقہ گھروں سے بچ رہے

سامان، کواڑ، شہتیر، یہاں تک کہ اینٹیں، اپنے آبائی گھروں کی یادگار کے طور پر ساتھ لیں اور قصور میں واقع اپنے نئے گھروں میں سجادیں۔ کھیم کرن سے قصور آئے ان گھرانوں کے لیے جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں ہاتھ آنے والا سب سے قیمتی سرمایہ یہی ہے جو آج بھی ان کے گھروں میں محفوظ ہے۔ ۱۹۷۶ء میں قصور کو ضلع کا درجہ دیا گیا

اور شہر قصور اس کا انتظامی مرکز قرار پایا۔ ضلعی مرکز بننے کے بعد شہر میں ضلعی حکومتی دفاتر کے قیام اور نئی تعمیرات کے بننے سے شہر کی ظاہری صورت میں صفائی آنے کی ایک امید قائم ہوئی لیکن اس کے باوجود بھی افسروں کی گنی چنی گزرگاہوں کے علاوہ شہر کی شاہراہیں اور گلیاں دھول اور کیچڑ ہوا میں اچھالتی رہیں۔

نصف دہائی قبل قصور میں تعمیراتی ترقی کی ایک جھلک واضح دیکھنے میں آئی ہے۔ تین سال قبل قصور کو لاہور سے ملانے والی جرنیلی سڑک، فیروز پور روڈ کے حالیہ کشادہ تر اور دورویہ سڑک میں تبدیل ہونے سے قصور کا صوبائی و ضلعی دارالحکومت لاہور سے فاصلہ نہایت سکڑ گیا ہے۔

ساتھ ہی شہر کی بیشتر نقل وحرکت اور تجارتی اہمیت کی حامل شاہراہوں کی حالت میں بھی بہتری آنے سے یہاں کی صنعت اور روزمرہ سرگرمیاں بہتر معیشت کی جانب نظر آتی ہیں۔

قصور ریلوے اسٹیشن کے جنوب مغرب میں واقع علاقہ کوٹ مراد خاں رقص وموسیقی کے حوالے سے قصور کی شناخت رہا ہے۔ افغان عہد میں کلاسیکی گائیکوں کا ایک قبیلہ، جس کا سردار مراد خان تھا، اس جگہ آباد ہوا تھا.

اس علاقے نے برصغیر پاک وہند کی موسیقی میں استاد غلام حیدر خاں، استاد بڑے غلام علی خاں، استاد چھوٹے غلام علی خاں، ظہور بخش قصوری، ملکہ ترنم نور جہاں، ظل ہما، عذرا جہاں اور ایسے لاتعداد ناموں کا اضافہ کیا۔

قصور کی روایتی صنعتوں میں چمڑے کے جوتے شہر کی خاص پہچان ہیں۔

لوک ادب وموسیقی میں بھی 'جتی قصوری'' کا حوالہ نفاست اور وقار کی علامت کے طور پر آتا ہے۔ یہاں کے جولائے (انصاری) ایک صدیوں پرانی روایت کے وارث ہیں۔

ان سب پرانی صنعتوں میں سے جو صنعتیں جدید انڈسٹری کے ساتھ مطابقت پیدا کر پائیں، باقی رہیں۔ باقی تمام صنعتیں آہستہ آہستہ معدوم ہو چکی ہیں یا معدوی کے دہانے پر ہیں۔ قصور کا تاریخی ریلوے اسٹیشن جہاں تقسیم کے وقت سرحد پار کرتے ہوئے سکھ اور ہندو تارکین کی تین ٹرینیں روک کر مسافروں کا قتل عام کیا گیا۔

کھانے پینے کے حوالے سے قصوریوں کی حس ذائقہ نہایت قابل رشک ہے۔ ملک بھر میں قصوری فالودہ کیا یک جداگانہ شناخت ہونے کے ساتھ ساتھ قصوری اندرسا، بھلے پکوڑیاں، اوجڑی اور ناشتے میں دہی قلچہ نہایت مرغوب سمجھے جاتے ہیں۔ قصور کے روایتی گھرانوں میں شام کا کھانا گھر پر پکانے کا رواج بہت کم ہے۔

کپاس اور مرچ کی کاشت یہاں نواحات کی روایتی فصلیں ہیں لیکن گزشتہ تین سے چار دہائیوں ہیں آلو، اروی، میتھی، ہلدی اور مکئ کی کاشت کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔ ملنساری، زندہ دلی اور محنت یہاں کے لوگوں کے امتیازی اوصاف ہیں۔

دوسری طرف قصور چونکہ صدیوں سے مختلف طاقتوں کی کشمکش، حویلیوں اور قلعوں میں محلاتی سازشوں کا گڑھ رہا ہے۔ اسی وجہ سے روایتی اذہان کے زبانی حوالوں میں مکر، سیاست اور دورویہ روش کے منفی خواص بھی متوازی طور پر قصور کے لوگوں سے منسوب کیے جاتے ہیں۔ ثقافتی طور پر اگر یہ قصور لاہور سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔

تاہم قصور کی بسنت ایک مدت تک لاہور میں منائے جانے والے بسنت کے تہوار کے برابر اور بعض حالات میں اس سے بھی زیادہ والہانہ طور پر منائی جاتی رہی ہے۔

قصور ریلوے اسٹیشن کے جنوب مغرب میں واقع علاقہ کوٹ مراد خان رقص و موسیقی کے حوالے سے قصور کی شناخت رہا ہے۔ افغان عہد میں کلاسیکی گائیکوں کا ایک قبیلہ، جس کا سردار مراد خان تھا، اس جگہ آباد ہوا تھا۔

اس علاقے نے برصغیر پاک وہند کی موسیقی میں استاد غلام حیدر خاں، استاد بڑے غلام علی خاں، استاد چھوٹے غلام علی خاں، ظہور بخش قصوری، ملکہ ترنم نور جہاں، ظل ہما، عذرا جہاں اور ایسے لاتعداد ناموں کا اضافہ کیا۔

جب کہ کلاسیکی رقص میں استاد فلو سے خاں جیسے لوگ یہاں پیدا ہوئے۔ سخن پروری کے حوالوں میں یہ بابا بلھے شاہ کا شہر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ وارث شاہ نے بھی اپنی ابتدائی فنی زندگی اسی شہر میں گزاری تھی۔ وارث شاہ کے استاد و مرشد مخدوم قصور سے تعلق رکھتے تھے۔

اندرون شہر کے موری دروازے کی جامع مسجد میں دو حجرے موجود ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان میں سے ایک حجرے میں بابا بلّھے شاہ مقیم رہے، جب کہ دوسرا ایک عرصہ تک وارث شاہ کی قیام گاہ رہا۔

ادب کی ان عظیم روایتوں کے تسلسل ہیں پنجابی زبان کی معاصر شاعری میں بھی قصور نے لاتعداد عظیم نام پیدا کیے۔ پنجاب کی فلم انڈسٹری لالی وڈ کے قیام کے وقت سے ہی قصور کے فنکاروں کا اس میں ایک گرانقدر حصہ رہا ہے

ایوب خان کے عہد صدارت میں معروف فلم ''جال'' کی پاکستان ہیں نمائش پر جو تنازعہ کھڑا ہوا۔اس کے روح رواں قصور کے معروف فلم سٹار یوسف خان تھے۔ان مظاہروں کو ''جال ایجی ٹیشن'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔اس ایجی ٹیشن کا مقصد پاکستانی فلمی صنعت کی بقااور خود انحصاری کے لیے بھارتی فلموں کی پاکستان میں نمائش پر پابندی کے لیے جدوجہد کرنا تھا۔ اسی تنازعے میں فلمی صنعت مختلف دھڑوں میں تقسیم ہو گئی اور بڑی تعداد میں فنکاروں اور فلم بینوں کوزدوکوب کیا گیا۔

اس شہر نے ترقی، تمدن اور تہذیب کے مراحل کی کم و بیش سبھی ناہمواریوں کا تجربہ کیا ہے۔اس لیے قصور اپنے آغوش ہیں ایک بڑے شہر کی رنگارنگی اور چھوٹے شہروں والی سادگی اور روایتی پسندی، ہر دو ذائقے نہایت حسین توازن کے ساتھ لیے ہوئے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پنجاب کی سیاسی، معاشی اور ثقافتی تاریخ کے حوالوں یا عصری احوال میں سے قصور کو منہا کرکے ایک مکمل رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ (۲)

دوسری فصل

قصور میں علم سیرت کی آمد

قصور برصغیر کا ایک شہر تھا۔ پہلے برصغیر میں علم سیرت پر کچھ عرض کرتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے دنیا کی طرف بھیجے گئے تو وہ سرزمین برصغیر پاک وہند کے جنوبی علاقہ سری لنکا میں اتارے گئے۔ (۳)

حضرت حوا سعودی عرب کے شہر جدہ میں اتاری گئیں۔ان دونوں کی ملاقات جدہ میں ہوئی۔ عرب اور ہندوستان سے تعلق رکھنے والی شخصیات کی یہ پہلی ملاقات تھی

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں حجر اسود کا نزول بھی آدم علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور یہ پتھر سری لنکا اور جنوبی ہندوستان سے ہوتا ہوا بیت اللہ (خانہ کعبہ) تک پہنچا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جو جنت کے پودوں کے پتے تھے ان کی وجہ سے اس سرزمین پر خوب سرسبزی ہوئی۔ یہاں سے یہی پھل، مصالحہ جات عرب جاتے تھے اور وہاں سے پوری دنیا میں بھیجے جاتے تھے۔

ہندوستان کی پیداوار اور دوسری چیزوں کی ضرورت اہل یورپ اور اہل مصر کو ہمیشہ سے رہی ہے۔ یہ مال عرب تاجروں کے ذریعے ہندوستان کی بندرگاہوں سے یمن اور وہاں سے شام اور پوری دنیا میں جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب اور ہندوپاک کے تعلقات آدم علیہ السلام کے زمین میں بسانے سے ہی موجود ہیں۔

جب رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ رسالت ونبوت کے آخری رسول و نبی بن کر تشریف لائے تو اہل ہندوستان کو یہ خبر اسی وقت پہنچ گئی تھی۔

عرب تاجروں کے ذریعے اسلام ہندوستان میں پہنچ چکا تھا کیونکہ تجارتی قافلے مالا بار، لنکا، مالدیپ، انڈونیشیا اور چین کے علاقوں تک پہنچے تھے۔ معجزہ شق القمر سے متاثر ہو کر مالا بار کر راجا موڑا نے اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں لنکا کے راجا نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ (۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو غزوۃ ہند میں شرکت کرنے کی ترغیب دلائی تھی اور انھیں بشارتوں سے نوازا تھا۔ امام نسائی نے سنن نسائی میں اس کے بارے میں تین احادیث بیان کی ہیں۔

ان میں سے دو احادیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور تیسری حدیث کے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ان بشارتوں کی روشنی میں خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہی ہندوستان میں اسلام کی کرنیں پھیلنا شروع ہوئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مغربی ہندوستان بمبئی اور گانا میں مسلمانوں کی آبادیاں وجودییں آچکی تھیں۔ ان میں سے اکثر تابعین تھے۔

برصغیر میں علم سیرت کا ابتدائی دور:

ا۔ ہندوستان میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی آمد

حضر عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے لے کر عباسی حکومت کے زوال تک بالخصوص ہندوسان میں شمالی حصے میں متعدد صحابی، تابعین اور تبع تابعین تشریف لائے جو صحابہ کرام یہاں آئے، ان کی تعداد ۲۵ ہے۔

۱۲ صحابہ کرام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں، ۵ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں، ۳ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں، ۴ معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے خلافت میں اور یزید بن معاویہ کے عہد میں یہاں آئے۔ (۷)

ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

بڑی تعداد میں تابعین و تبع تابعین نے بھی ہندوستان کا رخ کیا، جن کا شب و روز کا مشغلہ ہی دین کی اشاعت اور دلوں کو فتح کرنا تھا۔

یہ باشندگان ہند کو شائستگی کی اعلیٰ اقدار سے بہرہ مند کرنے کی سعی کرتے تھے۔ بلاد عرب سے ہندوستان تشریف لانے والے تابعین کی تعداد تقریباً ۴۲ بیان کی جاتی ہے۔

سعید بن ہشام بن عامر انصاری، مہلب بن ابی صفرہ، موسی بن یعقوب ثقفی، یزید بن ابی کتبہ السکسکی، المفصل بن المھلب بن ابی صفرہ، عمرو بن مسلم الباہلی وغیرہ کا ہندوستان آنا ثابت ہے۔

انھوں نے اپنے اخلاق و کردار اور علمی خوبیوں سے ہندوستان کو فیض پہنچایا اور یہاں کے باشندوں کے اندر جوش ایمانی پیدا کر کے انھیں کفر والحاد سے نکال کر راہ ایمانی پر لا کھڑا کیا۔ (۹)

خلافت راشدہ سے لے کر فتح سندھ تک کے ان مجاہدین اور علما کبار کی دینی و علمی سرگرمیوں اور ان کے ثرات کا جائزہ لیتے ہوئے مولانا عزیز لکھتے ہیں:

''خلافت راشدہ اور اموی دور حکومت میں اقلیم ہند پر جن عسکری کوششوں کی ابتدا ہوئی تھی۔ وہ اگرچہ بہت منظّم اور وسیع پیمانہ پر نہ تھیں، مگر ان کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

محمد بن قاسم رحمۃ اللہ کے ساتھ جو تابعین سندھ کی مہم پر آئے ان میں ایک ابوشیبہ یوسف بن ابراہیم التمیمی الجوہری تھے۔ یہ نہ صرف جنگی معرکوں میں شریک ہوئے بلکہ تعلیم وتدریس کا کام بھی جاری کیے ہوئے تھے۔

دوسرے تابعی زیاد بن الحواری، العبدی تھے۔ ان کا شمار جلیل القدر تابعی کے ساتھ بڑے محدثین میں ہوتا تھا۔ ایک تابعی زائدہ عمر الطائی الکونی تھے جن کے ذمہ ''ملتان'' کے نو مسلموں کو اسلامی احکام کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری دی گئی تھی۔

محمد بن قاسم کے دوش بہ دوش جہاد میں شرکت کا شرف ابو قیس زیاد بن رباح القیشی بصری کو بھی حاصل تھا۔ انھوں نے ابوہریرہ وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا تھا اور حسن بصری وغیرہ نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔

سلیمان بن عبدالمالک کے عہد میں یزید بن ابی کبشہ الشامی، سندھ کے والی خراج بن کر آئے۔ یہ بڑے پایہ کے محدث تھے ۱۸۰۔

ھ ولید بن عبدالمالک کے زمانہ خلافت میں سعید بن اسلم بن ذرع الکلابی یہاں کے گورنر بن کر آئے۔ درس حدیث ہی ان کا اوّلین مقصد تھا۔ اسی طرح ایک تابعی اسید بن اخنس بن شریک الثقفی تھے۔

عبدالمالک بن مروان کے زمانہ حکومت میں یہاں والی مقرر ہو کر آئے۔ انھوں نے بھی یہاں اشاعت علم کی طرف بڑی توجہ دی۔ (۱۰)

۲۔ عالم اسلام کے علماو سیرت نگاروں کا ہندوستان میں قیام:

حضرت امام حسن بصری (۲۱۔۱۱۰/۷۲۸ئ) کے دو کبار شاگردوں کا ہندوستان سے بڑا گہرا تعلق رہا۔

ان کے واسطے سے امام بصری کے فیوض وبرکات ہندوستان میں عام ہوئے۔ ان میں سے ایک حضرت امام ابوحفص ربیع بن صبیح بصری ہیں۔ وہ یہیں ۱۶۰ھ/۷۷۶ء میں فوت ہوئے۔

یہ گجرات میں جہاد کے لیے آئے تھے، جس کی قیادت عبدالملک سمعی کر رہے تھے۔ پھر انھوں نے یہیں اختیار کیا اور درس وتدریس کا شغل جاری کیا۔

آپ علم حدیث کے ان ممتاز لوگوں میں ہیں جنھیں دوسری صدی میں جمع وتدوین حدیث کا شرف حاصل ہے۔(۱۱)

دوسرے امام ابو موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ بصری (م ۱۵۵ھ/۷۷۱ئ) ہیں۔انھوں نے ایک عرصے تک ہندوستان میں علم حدیث کا درس دیا اور یہیں سکونت اختیار کی۔(۱۲)

۳۔ کتب ستہ میں ہندوستانی سیرت نگاروں کی مرویات:

امام بخاریؒ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۶۹ئ) نے اپنی الجامع میں مذکورہ دونوں حضرات سے احادیث نقل کی ہیں۔

صحاح کے علاوہ حدیث کے دوسرے مجموعوں میں بھی ان کے طرق سے حدیثیں ملتی ہیں

ثانی الذکر سے مروی حدیث بخاری، کتاب الصلح، کتاب مناقب الحسن والحسین اور کتاب الفتن کے علاوہ ترمذی، ابوداؤد اور سنن نسائی میں ملتی ہے۔

۴۔ ضلع قصور میں علم سیرت نگاری:

وہ عظیم سیرت نگار جنھوں نے قصور میں علم سیرت عام کیا۔

حکیم سید عبدالحہ حسنی (متوفی ۱۳۴۱ئ) فرماتے ہیں:

۹ جمادی الاولی ۱۲۴۸ء اپنے ننھیال بانس بریلی میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز اپنے برادر اکبر مولانا حسید احمد حسن عرشی (متوفی ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ئ) سے کیا.

اس کے بعد فرخ آباد اور کان پور تشریف لے گئے اور دونوں شہروں کے اساتذہ سے مختلف علوم میں استفادہ حاصل کیا۔۱۲۶۹ھ میں دہلی تشریف لائے اور صدر الافاضل مفتی صدر الدین آزردہ (متوفی ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ئ) کی خدمت میں ایک سال ۸ ماہ رہ کر علوم عقلیہ ونقلیہ میں اکتساب فیض کیا۔

علاوہ ازیں ان کے شیخ زید العابدین انصاری، شیخ عبدالحق بنارسی تلمیذ امام سوکانی، شیخ یحییٰ بن محمد اکاذی، علامہ سید نعمان خیر الدین آلوسی (مفتی بغداد) علامہ شیخ حسین بن محسن انصاری اور مولانا شاہ محمد یعقوب بن مولانا شیخ محمد افضل فاروقی سے حدیث میں سند واجازت حاصل کی۔

۲۱ سال کی عمر میں علوم متداولہ سے فراغت حاصل کرکے دہلی سے اپنے وطن قنوج تشریف لے گئے اور قنوج میں کچھ عرصہ قیام کے بعد بسلسلہ تلاش معاش ریاست بھوپال چلے گئے۔

بھوپال کے آپ نے تین سفر کیے اور آخر ان کا نکاح نواب شاہجہان بیگم سے ہوا جو بیوہ ہو چکی تھیں۔ انھوں نے نواب صاحب کی دیانت و قابلیت دیکھ کر شریکِ امور سلطنت بنایا جس کی وجہ سے آپ دین و دنیا کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے۔

مولانا سید نواب صدیق حسن قنوجیؒ کی دینی خدمات:

شریکِ امور سلطنت ہونے کے بعد حضرت نواب صاحب نے دین اسلام کی خدمت میں وہ حصہ لیا جس کی مثال تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

دوسرے الفاظ ہیں نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ قلب انسانی پر اس کا وہم گزرا۔

خدمت قرآن و حدیث میں نواب صاحب نے زر کثیر صرف کر کے تفسیر و حدیث کی ضخیم کتابیں چھپوا کر علمائے کرام میں مفت تقسیم کیں۔

نیل الاوطار، تفسیر ابن کثیر اور فتح الباری شرح صحیح البخاری، یہ تینوں کتابیں نیل اوطار: ۲۵ ہزار روپے، تفسیر ابن کثیر: ۲۰ ہزار روپے، فتح الباری کا نسخہ ۶ سو روپے میں مصر سے خریدا اور ہزاروں کی تعداد میں یہ تینوں کتابیں چھپوا کر علما میں مفت تقسیم کیں.

ہندوستان میں فتح الباری سب سے پہلے جماعت اہلحدیث کے جلیل القدر عالم دین، محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال کی وافرانہ ضیافتوں کے طفیل پہنچی۔

تصانیف:

مولانا سید نواب صدیق حسن قنوجیؒ صاحب کا شمار صاحب تصانیف کثیرہ میں ہوتا ہے۔

آپ نے مختلف موضوعات پر عربی، فارسی اور اردو میں ۲۲۲ کتابیں تالیف فرمائیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

کثیر تعداد میں ان موضوعات پر کتابیں لکھیں:

”عربی، فارسی، اردو، میزان، تفسیر، حدیث، عقائد، فقہ، تردید، تقلید، سیاست، التاریخ و سیر، مناقب، علوم و ادب، اخلاق، تردید، شیعت، تصوف“۔(۱۶)

سیرت کی چند مشہور تصانیف:

سید نواب صدیق حسن قنوجیؒ صاحب نے سیرت اور متعلقات سیرت پر (۳۳) چھوٹی بڑی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف فرمائیں۔

وفات:

مولانا سید نواب صدیق حسن قنوجیؒ صاحب نے ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ مطابق ۷ افروری ۱۸۹۰ء کو ۵۹ سال کی عمر میں بھوپال میں وفات پائی۔ (۱۷)

۲۔ شیخ الکل حضرت مولانا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ

شمس العلما مولانا سید محمد نذیر حسین عرف حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ پھاٹک حبش خاں گلی سرس والی متصل مکان جناب مولوی حفیظ اللہ خاں صاحب

مشہور واعظ دہلوی رحمۃ اللہ جس میں اب مولوی سید محمد ابوالحسن صاحب رحمۃ اللہ نبیرہ حضرت میاں صاحب کے نام نامی سے منسوب ہے۔

آپ کرایہ کے مکان میں ہمیشہ تاحیات رہے۔ ذاتی مکان آپ کا کوئی نہ تھا۔ اسی مکان کے بلائی منزل پر ایک کوٹھڑی تھی اور اس کے آگے چھپّر کا سائبان تھا اور اس کوٹھڑی کے اندر ایک پلنگ پر آرام فرمانا تھا اور اسی پلنگ کے برابر میں ایک جائے نماز بچھی رہتی تھی اور چاروں طرف کتابیں رکھی رہتی تھیں

آپ کا نام نامی آفتاب کی طرح اب بھی روشن ہے اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب نواسہ حضرت شاہ مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی سے سند حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور بیعت مسنونہ کی اجازت حاصل فرمائی۔

جس کا شجرہ بیعت مطبوعہ روائداد چہار سالہ کتب خانہ نذیریہ عامہ ص ۱۴ بابت جنوری ۱۹۳۴ء لغایۃ ستمبر ۱۹۳۷ء پر مرقوم ہے۔ تقریباً اسی سال درس وتدریس کی خدمات انجام فرمائی۔ صدہا طلبہ وعلما فیض یاب ہوئے۔

جناب مولوی بشیر الدین صاب مرحوم ومغفور خلف الرشید شمس العلما حضرت مولانا مولوی حافظ محمد نذیر احمد صاحب (ج ۲ ص ۲۵۷) اور حسرت العالم بوفاۃ محدث العالم باہتمام مولوی سید محمد عبدالرؤف صاحب نے طبع

جو نواسے حضرت مولانا سید محمد شریف حسین صاحب ابن مولانا شیخ الکل حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مختصر حالات روئداد چہار سالہ بابت ماہ جنوری ۱۹۳۲ء لغایہ ستمبر ۱۹۳۷ء ص: ۳ پر درج ہیں۔

حضرات شائقین دارالمطالعہ نذیر عامہ مس ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ مولفہ: عاجز سید محمد عبدالرؤف۔ (۱۸)

بر صغیر میں جہاں بھی کتاب وسنت کا منہج نظر آ رہا ہے۔اس کے پیچھے میاں صاحب کے شاگردوں کی محنت کارفرما ہے۔ہزاروں کی تعداد میں میاں صاحب نے شاگرد تیار کیے۔

میاں نذیر حسین محدث دہلی رحمہ اللہ تاریخ اسلام کا ایک سنہرا باب ہیں۔جنھوں نے غربت میں تین مرلہ زمین پر مشتمل مسجد میں بیٹھ کر محدثین، محققین، مناظرین اور مدرسین کی ایسی کھیپ تیار کی جن کی محنت سے قیامت تک لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

آخر وہ کیا منہج تھا جس پر چل کر میاں صاحب نے یہ عظیم کارنامہ سرانجام دا۔اس پر تفصیل جاننے کے لیے راقم کے مفصل مضمون (محدثین، محققین، مناظرین اور مدرسین تیار کرنے میں میاں صاحب کا طریقہ کار) کا مطالعہ کریں۔

شاہ محمد اسحاق کے شاگردوں کا سلسلہ بہت وسیع ہے جس کے گہرے اثرات موجودہ ہندوستان اور پاکستان میں علم سیرت کے فروغ واشاعت سلسلہ ہائے تدریس کی صورت میں موجود ہے جس کی تفصیل ایک مستقل کتاب کی متقاضی ہے۔

تاہم ان میں اہم حضرات میاں سید نذیر حسین دہلوی، ان کے شاگرد علامہ وحید الزماں (مترجم کتب حدیث)، علامہ شمس الحق عظیم آبادی، انھوں نے ابوداؤد کی مفصل شرح عربی میں غایۃ المقصود کے نام سے لکھی اور خود ہی اس کا اختصار عون المعبود کے نام سے کیا۔ان کے شاگرد عزیز علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے ترمذی کی شرح بنام ''تحفۃ الاحوذی'' لکھی۔

اسی طرح مولانا عبدالحہ لکھنوی نے علم سیرت میں وسیع ذخیرہ چھوڑا جس میں التعلیق الممجد علی موطا محمد الرفع والتکمیل فی الجرح والتکمیل ظفر الامانی فی شرح المختصر المنسوب للجرجانی فی المصطلح الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر شامل ہیں۔

قصور میں علم سیرت کے مراکز:

قصور ایسی جگہ واقع ہے کہ اس کے ارد گرد علم سیرت کے بہت بڑے بڑے مراکز پائے جاتے ہیں مثلاً جنوب میں فیروز پور، لکھوکے، دہلی، مشرق میں امرتسر، شمال میں لاہور اور مغرب میں اوکاڑہ۔

قصور کا پہلا شخص جس نے علم سیرت کی خاطر سفر کیا پھر قصور میں آکر علم سیرت کو عام کیا۔یہ تعین کرنا نہایت مشکل ہے۔عمومی طور پر جن قدیم علمائے کرام نے قصور میں علم حدیث کو عام کیا۔مختلف علاقوں میں مختلف علمائے کرام کی محنت نظر آتی ہے۔اس تفصیل کی روداد پیش خدمت ہے۔

۱۔ حلقہ قصور:

پارٹیشن سے تقریباً سوسال پہلے حسین خانوالا کے علمائے کرام نے دہلی اور لکھو کے مراکز دینیہ سے علم سرت کو حاصل کیا پھر قصور کی ہر طرف علم سیرت کو عام کیا۔

حسین خانوالا کے علمائے کرام میں بعض کا تذکرہ آگے مسلسل آرہا ہے مثلاً مولانا فضل حق، مولانا علاؤالدین رحمہما اللہ۔

سٹی قصور میں مولانا عبدالقادر قصوری رحمہ اللہ اور ان کے خاندان کے علمائے کرام کی خدمات ہیں۔ تفصیل کے لیے قصوری خاندان کا مطالعہ کیا جائے۔

نیز ان کے بعد درج ذیل علمائے کرام کے نام سامنے آتے ہیں۔

مولانا محی الدین لکھوی، مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا صوفی ولی محمد فتوحی ولا، مولانا محمد حیات قصوری، مولانا عبدالقدوس گوڑ گانوی، مولانا محمد داؤد ارشد کوٹلوی، مولانا محمد عبداللہ حسینوی، مولانا محمد عبدالرحیم رحمانی حسینوی، مولانا محمد عبداللہ کچہ پکہ ، سید سعید احمد مشہدی بھمبہ کلاں۔

۲۔ حلقہ چونیاں:

اس حلقے میں روپڑی علمائے کرام تشریف لائے تھے مثلاً عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ اور ان کے خاندان نے بھوئے اصل میں اقامت کی۔ اسی طرح حافظ محمد سلیمان بھوجیانی کی خدمات بہت ہیں۔ نیز اس علاقے میں درج ذیل علمائے کرام کے نام آتے ہیں۔

مولانا عبدالواحد روپڑی، مولانا محمد کنگن پوری (یہ مبارکپور کے محدثین سے فیض یافتہ تھے مثلاً عبدالرحمٰن مبارکپوری اور عبید اللہ مبارکپوری رحمہم) اصوفی دین محمد گہلن ہٹھاڑ، مولانا محمد جمشیری، مولانا محمد امین گہلن ہٹھاڑ، مولانا ولی اللہ بھاگیوال، حافظ عبدالرحمٰن فتح محمد کلاں، مولاناامام دین بن غلام محمد، میاں سراج دین آ کی کے، مولانا ابوداؤد عبداللہ بابر خانوی، مولانا عبداللہ بابر خانوی، حاجی شیخ شمس الدین شامکوٹی میاں فتح دین چھانگامانگا، مولنا ثنائی اللہ بقاپوری، حافظ نور محمد میواتی۔

خواجہ غلام محی الدین قصوری، ۱۲۷۰ھ

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۷۰ھ)، جن کا لقب دائم الحضوری ہے۔ وہ اپنے آقا و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح فریاد کرتے ہیں:

گناہ گار سیاہ کار شفاعت یارسول اللہ

خراب وخستہ وخوارم شفاعت یارسول اللہ

تراثانی نہ شد پیدانہ درد نیانہ در عقبی

توئی در گراں یکتا شفاعت یارسول اللہ

شھابیکس نوازی کن طبیبا چارہ سازی کن

دوائے درد عصیانم شفاعت یارسول اللہ

قصوری راحضوری کن دوائے درد دوری کن

دلم تاریک نوری کن شفاعت یارسول اللہ

یہ اشعار اس بات پر دلیل ہیں کہ خواجہ صاحب رحمۃاللہ کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں وبے ہوئے تھے۔ان کی کاوشوں سے قصور میں قرآن وسنت پھر فقہ حنفی کو ترویج ملی۔

باب دوم

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی کتب کے ماخذ اور مؤلفین کا تعارف

فصل اول:

کتب سیرت کے ماخذ

فصل دوم:

مؤلفین کا تعارف

فصل اول:

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی کتب کے ماخذ:

سیرت کا مفہوم (پس منظر)

اردو میں لفظ ''سیرت ''کا استعمال عام طور پر انسان کے چال چلن اور عادات واطوار کے معانی میں ہوتا ہے لیکن لغت کے ماہرین نے اس کے معنی الگ الگ بیان کیے ہیں۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق سیرت کے معنی طریقہ ،راستہ ،روش اور کل وصورت کے ہیں۔ڈاکٹر حمید اللہ نے جو فن سیرت میں اہم مقام رکھتے ہیں۔سیرت کے معنی طرزِ عملاًاور برتاؤ کے بیان کیے یں۔

مؤلف لسان العرب نے سیرت کے معنی اچھے چال چلن کے لکھے ہیں۔ ''تاج العروس'' میں سیرت کے معنی طریقہ اور برتاؤ کے درج ہیں۔ سیرت کا لفظ سوانح حیات کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ (۲) قرآن مجید میں لفظ ''سیرت' ہیئت وحال (طہ ۲۱) اور ''گھوم پھر کر غور وفکر کرنے ''کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ (النحل ۳۶) دراصل سیرت کا اصل مادہ ''سیر '' ہے، جس کے معنی چال کے ہیں۔ اسی لیے ہماری زبان میں اچھے چال چلن کو حسن سیرت کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سیرت کا لفظ چال چلن، روش، طریقہ، برتاؤ، شکل وصورت، ہیئت، کرار، طرز زندگی اور عادات واخلاق کے لیے بولا جاتا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے سیرت کے یہ تمام معنی اور مفہوم صرف پیغمبر خدا حضرت محمد کے لیے مخصوص اور محدود ہیں۔

سیرۃ النعمان'' (علامہ شبلی نعمانی)، ''سیرت سید احمد شہید'' (مولانا سید ابوالحسن ندوی)''، ''سیرت شبلی'' (اقبال سہیل)، ''سیرت محمد علی'' (رئیس احمد جعفری)، ''سیرت اقبال'' (محمد طاہر فاروقی) ہیں۔ تاہم آج کسی مضاف الیہ کے بغیر لفظ ''سیرت'' بولا جاتا ہے تو اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی مراد ہوتی ہے۔'' (۸)

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لفظ سیرت کا اطلاق معروف معنی میں حضور اکرمؐ کی سیرت طیبہ پر ہی ہوتا ہے۔ البتہ استثنائی صورت میں غیر نبی کے حالات زندگی کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ہمارے ادب میں غیر نبی کی شخصی سیرتوں کے لیے سوانح عمری کا لفظ لکھا جاتا ہے۔

قرآن سیرت نبویہ کا پہلا مستند ماخذ ہے۔ مستند سیرت نگاروں نے اس کے لیے بنیادی مآخذ قرآن ہی کو قرار دیا ہے اور سیرت کو قرآن کی نزولی ترتیب اور شان نزول کے آئینے میں دیکھا ہے بعض علما نے پورے قرآن کو نعت اور مدح نبویؐ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ بد قرآن در شان محمدؐ۔

یہ حقیقت ہے کہ سیرت نبویہؐ کے مراحل ومنازل اور حالات وواقعات اور منزل بہ منزل قرآن مجید نازل ہوتا رہا اور صاحب سیرت اور امت کی رہنمائی کرتا رہا یوں تو سیرت کے ذخیر میں اس نوع کی کچھ کتابیں ملتی ہیں، لیکن ماضی قریب میں امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی اور حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی نے قرآنی سیرت نبویہ پر بہت اچھا کام کیا ہے۔ (۹)

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی ''رسول رحمت'' میں لکھا ہے۔ ''قرآن دنیا کی واحد کتاب ہ جو ہر سوال کا جواب دیتی ہے کہ اس کالا نے والا کون تھا؟ کیسے زمانے میں آیا؟ کس ملک میں پیدا ہوا؟ اس کے خوش ویگانہ کیسے تھے؟ قوم ومرزبوم کا کیا حال تھا؟ اس نے کیسی زندگی بسر کی۔ اس نے دنیا کے ساتھ کیا کیا اور دنیا نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ اس کی باہر کی زندگی کیسی تھی اور گھر کی معاشرت کا کیا حال تھا؟ اس کے دن کیسے بسر ہوئے تھے اور راتیں کن کاموں میں کٹتی تھیں؟ اس نے کتنی عمر پائی؟ کون کون سے اہم

واقعات اور حوادث پیش آئے؟ پھر جب دنیا سے جانے کا وقت آیا تو دنیا اور دنیا والوں کو کس عالم میں چھوڑ گیا؟ اس دنیا پر جب پہلی نظر ڈالی تھی تو دنیا کیا حال تھا؟ اور جب وائس نظر وداع ڈالی تو وہ کہاں سے کہاں تک پہنچ چکی تھی؟ غرض ایک وجود، مقاصد وجود اور اعلام صداقت و عظمت کے لیے اس کے وقائع میں جن جن باتوں کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ سب کچھ قرآن ہی کی زبانی دنیا معلوم کر سکتی ہے۔''

سیرت کے ماخذ:

سیرت کے ماخذ درج ذیل ہیں۔

۱۔ تفسیر قرآن میں سیرت کے پہلو:

سیرت کا پہلا ماخذ قرآن ہے۔ قرآن کریم کی جو تفاسیر خود رسول خدا اور آپ کے صحابہ سے منقول ہیں وہ بھی سیرت نبویہ کا اصل ماخذ ہیں۔ احکام قرآنی کو واضح کرنے کا کام نبیؐ سے بڑھ کر اور کون کر سکتا تھا۔ قرآن میں اللہ تعالی نے آپؐ کے بارے میں فرمایا ہے: ''ہم نے آپ پر ذکر (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لیے اس کی تفسیر بیان کریں۔ (۔ النحل۔ ۴۴) تفسیری احادیث میں مختلف آیات اور سورتوں کے نزول کا پس منظر، زمانہ اور موضوع و مباحث پر روشنی ڈالی جاتی ہے تو سیرت نبویؐ کے وہ مقام اور مواقع مزید واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔ نیز تفاسیر میں مفسیرین، وحی کی حقیقت، طریقے اور کیفیات بھی واضح کر دیتے ہیں۔ محدثین نے اپنی کتابوں میں تفسیری روایات کو یکجا کر دیا ہے، جیسے امام بخاری نے کتاب '' تفسیر القرآن '' کے عنوان سے تفسیری روایات کو جمع کر دیا ہے، بعض محدثین نے مستقلاً تفسیر لکھ دی ہے اور صحابہ وتابعین سے منقول تفسیری روایات کو جمع کر دیا ہے۔ [۱۰]

مفسرین تفسیرِ قرآن کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات مبارکہ کے مختلف گوشوں اور معاصر حالات پر روشنی ڈالتے ہیں، جس کے بغیر متعلقہ آیات کو سمجھنا ممکن نہیں ہو پاتا۔

(۱) تفسیر ابن کثیر: یہ کتب تفاسیر میں سرفہرست ہے۔ یہ حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) کی تصنیف ہے۔

(۲) تفسیر کبیر: دوسری کتاب امام رازی کی تفسیر کبیر ہے۔ اس کا اصل نام ''مفاتیح الغیب'' ہے۔

(۳) تفسیر ابی السعود: اس تفسیر کا پورا نام ''ارشاد العقل السلیم الی مزایا القرآن الکریم'' ہے۔۔

یہ قاضی ابوالسعود محمد المادی الحنفی (م ۹۵۱ھ) کی تصنیف ہے۔

(۴) تفسیر القرطبیؒ: اس کا پورا نام ''الجامع الاحکام القرآن'' ہے۔ یہ اندلس کے مشہور اور محقق عالم علام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ (متوفی ۶۷۱ھ) کی تصنیف ہے۔

اردو زبان کی مشہور و معروف تفاسیر میں مولانا اشرف علی تھانوی کی ''بیان القرآن''، مفتی محمد شفیع صاحب کی ''معارف القرآن'' مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی'' تفہیم القرآن'' مولانا آزاد کی ''ترجمان القرآن'' کو شامل کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ حدیث نبویؐ میں سیرت کے پہلو:

سیرت کا دوسرا آماخذ احادیث نبویؐ ہیں۔ ''سیرت نگاری کے مصادر ہیں ایک بنیادی مصدر ذخیرہ حدیث ہے۔ ابتداً اسلام میں تفسیر، حدیث، سیرت ایک ہی حلقہ درس کے اسباق تھے، بعد میں جدا جدا فن کی حیثیت سے مدون ہوتے گئے۔ (۱۱) تمام کتب احادیث میں بہت بڑا اور مستند سیرت نبویؐ کا ذخیرہ موجود ہے، جس سے آپ کی حیات مبارکہ کی جامع فکر اخذ ہوتی ہے اور وہ بھی سندوں کے ذریعہ انتہائی مستند انداز میں ۔ (۱۲) کتب احادیث کے کئی ابوار ایسے ہیں جو راست طور سے سیرب نبویؐ پر روشنی ڈالیے ہیں، جیسے کتاب المغازی، کتاب الجہاد، کتاب النکاح وغیرہ۔ ڈاکٹر صلاح الدین ثانی رقم طراز ہیں: '' صحیح بخاری ہیں پہلا باب ہی وحی سے متعلق ہے۔ اسی طرح کتاب الانبیاء میں آں حضرت کی زبان سے دیگر انبیا کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب المناقب ہیں ایک باب آں حضرت کے اسمائے گرامی سے متعلق ہے۔ اسی طرح آپ کے خاتم النبین ہونے کا ایک مستقبل باب ہے۔ ایک باب آپ کی فصاحت سے متعلق ہے اور ایک باب ہیں علامات نبوت کا بیان ہے۔ پھر کتاب المغازی ہیں آپؐ کے غزوات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اسی طرح صحیح مسلم کی کتاب الایمان ہیں آنحضرتؐ پر نزول وحی کا باب ہے۔ دیگر کتاب احادیث میں بھی اسی قسم کے ابواب ہیں۔ محمد فاروق نے لکھا ہے ''علامہ سیوطی کے بیان کے مطابق قولی و عملی تمام احادیث کی تعداد دولاکھ سے کچھ زیادہ ہے۔ علامہ مناوی کہتے ہیں کہ یہ تعداد مصنف کی اپنی معلومات کے لحاظ سے ہے۔ یہ نہیں کہ احادیث کی تعداد فی الواقع بس اتنی ہی ہے۔'' علماء نے صحت، حسن اور ضعف کے اعتبار سے کتب حدیث کو درج ذیل طبقات ہیں تقسیم کیا ہے۔

طبقۂ اولیٰ: اس طبقہ میں صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مؤطا امام مالک کا شمار ہوتا ہے۔

طبقۂ دوم: ابوداؤد، ترمذی اور نسائی کا شمار طبقۂ دوم ہیں ہوتا ہے۔

طبقۂ سوم: دارمی، ابن ماجہ، بیہقی وغیرہ کا شمار طبقۂ سوم ہیں ہوتا ہے۔

طبقۂ چہارم: ابن مردویہ، ابن شاہین، ابن عساکر وغیرہ کا شمار طبقہ چہارم ہیں ہوتا ہے۔

۳۔ کتب مغازی و سرایا میں سیرت کے پہلو:

سیرت نگاری کا ایک اہم ماخذ و مصدر وہ کتب مغازی و سرایا ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات پر روشنی ڈالتی ہیں۔ حضورؐ کی حیات نبویہؐ کا ایک بڑا حصہ غزوات اور قتال فی سبیل اللہ میں صرف ہوا ہے۔ للہذا ان عنوانات پر تحریر کی گئ کتب بھی سیرت نگاری کا بہترین مآخذ ہیں۔ سیرت نبویؐ کے لیے ابتدا ''مغازی'' یعنی غزوات کا لفظ استعمال ہوتا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ پچھلے زمانوں یں حکمرانوں کی بڑی وجہ یہی تھی کہ اس نے جنگیں کی ہوں۔ یہی کسی شخص کے بڑا ہونے کا اسٹیٹس مقرر تھا۔ اسی رسم کے تحت آپ کے مغازی کا پہلے رواج تھا۔ (۱۳) علامہ سید سلیمان ندوی نے خطبات مدارس میں ان کتب مغازی کا تذکرہ کیا ہے۔ مغازی عروۃ بن زبیر (م ۸۴ھ)، مغازی زہری (م ۱۲۴ھ)، مغازی موسیٰ ابن عقبہ (م ۱۴۱ھ)، مغازی ابن اسحاق (م ۱۵۰ھ)، مغازی زیاد بکائی (م ۱۸۳ھ)، مغازی واقدی (م ۲۰۷ھ) وغیرہ قدیم (کتب مغازی) ہیں۔

زیر نظر رسالہ سرکار دو عالم ﷺ کے میلاد پاک پر ایک بہترین اور قدیم تصنیف ہے۔ اس کتاب میں ۵۷ فصول ہیں۔ مصنف نے حضور نبی کریم ﷺ کا وسیلہ، حلیہ مصطفیٰ ﷺ کے علاوہ نور مصطفیٰ ﷺ کا پشت در پشت منتقل ہونا جیسے اہم موضوعات کو قلمبند کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ محبوب رب دو جہاں پر درود و سلام کی اہمیت اور اس کے باعث ملنے والے اجر و ثواب کو بھی کتاب کی زینت بنایا گیا ہے۔ (۳۲)

۱. حضور نبی کریم ﷺ کا وسیلہ
۲. ولادت کے وقت معجزات
۳. حلیہ مبارک
۴. قرآن میں آپ ﷺ کی صفات حمیدہ
۵. ولادت کے متعلق اشعار
۶. وسیلہ کی برکات
۷. شب ولادت کے عجائبات
۸. نور مصطفیٰ کا پشت در پشت منتقل ہونا
۹. سیدہ آمنہ کی زبان سے ولادت کا بیان
۱۰. ولادت پر خوش ہونے اور خرچ کرنے کا انعام
۱۱. میلاد کی خوشی میں جنت

۱۲. صفات و معجزات مصطفیٰ ﷺ
۱۳. پیر کے دن کی اہمیت
۱۴. تنگدستی کا علاج
۱۵. خصائص مصطفیٰ
۱۶. شجرہ نسب
۱۷. نور محمدی ﷺ کی تخلیق
۱۸. توسل انبیاء
۱۹. اسم محمد واحمد کی برکت
۲۰. نور محمد ﷺ کی تقسیم
۲۱. ساری کائنات بنائی
۲۲. کثرت سے درود پڑھنے پر انعام ربانی
۲۳. نبی کریم ﷺ قبر انور میں زندہ ہیں
۲۴. نور محمدی ﷺ کا منتقل ہونا
۲۵. ولادت پر فرشتوں کا خوشی اور تسبیح کرنا
۲۶. حضرت عبداللہ کا وصال
۲۷. حضرت عبداللہ کے وصال پر فرشتوں کی بارگاہ الٰہی میں عرض
۲۸. سیدہ آمنہ کو ہر ماہ انبیاء کا بشارت دینا
۲۹. ولادت سے قبل بارہ راتوں کے واقعات
۳۰. والادت مصطفیٰ ﷺ
۳۱. حالات و صفات مصطفیٰ ﷺ میں
۳۲. کامل وجود والے نور
۳۳. حضور نبی کریم ﷺ کو عطائے خدا
۳۴. شب ولادت معجزات کا ظہور
۳۵. حضرت حلیمہ اور رضاعت
۳۶. حضور نبی کریم ﷺ کی پہلی گفتگو

۳۷. چار سال کی عمر میں والدہ کے پاس

۳۸. شق صدر

۳۹. والدہ محترمہ اور دادا جان کا انتقال

۲۔ حسن المقصد فی عمل المولد از امام جلال الدین سیوطی

"حسن المقصد فی عمل المولد" امام جلال الدین سیوطیؒ کی میلاد الرسولؐ اور اس کی شرعی حیثیت میں لکھی گئی ایک نہایت اہم تصنیف ہے۔ اس رسالہ کی اہمیت اسی بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس قدر عظیم دینی شخصیت میلاد کے موضوع پر قلم اٹھائے تو یقیناً اس کا مقام بھی بڑا اہم ہوگا۔

اس کتاب میں امام صاحب نے "شیخ تاج الدین فاکہانی" کی "میلاد الرسول" کے موضوع پر لکھی گئی کتاب "المورد فی الکلام علی عمل المولد" جس میں فاکہانی نے میلاد منانے کو بدعت مذمومہ قرار دیا ہے۔ اس کا مکمل رد کیا ہے اور میلاد پر خوشی منانے کو مستحسن قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ امام صاحب نے علامہ ابن الحاج کی میلاد پر گفتگو اور تنقید کو بھی کتاب میں شامل کیا ہے۔ اس کے ساتھ ابن حجر عسقلانی کا موقف بھی بیان کیا ہے۔ حدیث سے میلاد کا ثبوت اور سرکار دو عالم کا خود عقیقہ کرنا بھی شامل ہے۔ مختصر یہ کہ یہ میلاد پاک کے حوالے سے چھوٹی مگر جامع کتاب ہے۔

اس کتاب کا عربی نسخہ دار الکتب العلمیہ نے بیروت، لبنان ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۵ء میں بھی شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا عبدالاحد قادری نے ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق اپریل ۲۰۰۵ میں قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور سے شائع کیا ہے

ابواب و فصول

اس میں درج ذیل ابواب و فصول شامل ہیں۔ (۳۳)

۱. تقریب عید میلاد

۲. تاریخ میلاد

۳. میلاد پاک کے موضوع پر پہلی کتاب

۴. میلاد پاک کے انعقاد پر فاکہانی کا رسالہ

۵. فاکہانی کے رسالہ کا رد

۶. اقسام بدعت

۷. حرام و مکروہ باتیں

۸. میلاد پر خوشی کرنا مستحسن ہے

۹. علامہ ابن الحاج کی میلاد پر شاندار گفتگو

۱۰. ماہ ربیع الاول کی تکریم

۱۱. علامہ ابن الحاج کی میلاد پر تنقید

۱۲. ابن الحاج کی تنقید پر جواب

۱۳. علامہ ابن حجر مکی عسقلانی کا موقف

۱۴. حدیث سے میلاد کا ثبوت

۱۵. سرکار دو عالم ﷺ کا خود عقیقہ کرنا

۱۶. ابو لہب کے عذاب میں تخفیف

۱۷. دمشقی کی روح پرور نعت میلاد

۱۸. فائدہ

۳۔المولد النبیؐ از ابن حجر مکیؒ

ہمارے مقالے میں شامل تیسری کتاب علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکیؒ کی تصنیف ہے۔آپؒ نے میلاد النبیؐ کے حوالے سے جو کتاب لکھی اس کا نام "مولد النبیؐ" رکھا اس عربی نسخہ مرکز تحقیقات اسلامیہ شادمان لاہور نے شائع کیا ہے اور اس کا اردو ترجمہ مولانا عبدالاحد قادری نے ربیع الاول ۱۴۲۶ھ بمطابق اپریل ۲۰۰۵ میں قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور سے شائع کیا ہے

ابوب و فصول

زیر نظر تصنیف میں نبی کریم ﷺ کی خصوصیات اور اُن کا نسب شریف بیان کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ نور محمدیؐ کا حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عبدالمطلب تک منتقل ہونے کے ساتھ وہ سب ارہاصات نبوی بھی شامل کتاب ہیں جو وقت ولادت رونما ہوئے۔اس کتاب کے ابواب و فصول کی تفصیل درج ذیل ہے۔(۳۴)

۱. رسول اللہ ﷺ کا اعزاز واکرام

۲. اللہ نے آپ ﷺ کو مصطفیٰ بنایا

۳. نبی کریم ﷺ کی خصوصیات

۴. نبی کریم ﷺ کا نسب شریف

۵. حقیقت محمدیہ ﷺ کو نور سے ظاہر فرمایا

۶. وجود مسعود کی تخلیق

۷. نور محمدی ﷺ پیشانی آدم میں

۸. نور مصطفیٰ ﷺ حضرت آدمؑ سے حضرت عبدالمطلب تک

۹. نور کی برکت سے ابرہہ ہلاک

۱۰. نور محمدی ﷺ حضرت عبداللہ کی پیشانی میں

۱۱. حضرت عبداللہ کی حضرت آمنہ سے شادی

۱۲. سمندری مخلوق نے آمد پر مبارک باد دی

۱۳. حضرت آمنہ کو بشارت اور نام محمد ﷺ رکھنے کا حکم

۱۴. حضرت عبداللہ کا وصال

۱۵. ولادت مبارک اور عجائبات ولادت

۱۶. مشرق و مغرب روشن

۱۷. شام کے محلات چمک اٹھنے کی وجہ

۱۸. نبی کریم ﷺ زمین کے مالک و بادشاہ ہیں

۱۹. ولادت کے بعد سجدہ کیا

۲۰. مشرق و مغرب تک سیر کراؤ

۲۱. ایوان کسری میں زلزلہ

۲۲. شیطان کا رونا

۲۳. مختون شدہ پیدا ہوئے

۲۴. اسم گرامی محمد ﷺ رکھنے کے اسباب

۲۵. تاریخ ولادت

۲۶. ابو لہب کے عذاب میں تخفیف

۲۷. حضرت حلیمہ کا پرورش کرنا

۲۸. حضرت حلیمہ کی اونٹنی نے کعبہ کو سجدہ کیا

۲۹. اونٹنی میں نئی طاقت اور گفتگو کرنا

۳۰. حضرت حلیمہ کے گھر برکتوں کا نزول

۳۱. شق صدر

۳۲. بادل کا سایہ کرنا

۳۳.	چاند سے باتیں کرنا

۳۴.	نبی کریم ﷺ کی پہلی گفتگو

۳۵.	حضرت آمنہ کا وصال

۳۶.	حضرت عبدالمطلب کا وصال

۳۷.	پہلا سفر ملک شام اور بحیرا کا پہچاننا

۴۔ المورد الروی فی مولد النبیؐ از ملا علی قاریؒ

ملا علی قاریؒ کی یہ میلاد النبیؐ پر لکھی گئی تصنیف بھی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں وہ حمد باری تعالیٰ کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے رحمت عالم ﷺ کو اس دنیا میں مبعوث فرما کر نہ صرف مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائی بلکہ مشرکوں پر حجت بھی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو پہچان لیں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی باقی انبیاء کرام پر فضیلت بھی بیان کی ہے مصنف یہ ذکر بھی قلمبند کیا ہے کہ محفل میلاد النبی ﷺ پہلی تین صدیوں میں کس سے منقول نہیں اور پھر بلاد اسلامیہ میں اوائل دور سے محفل میلاد کا ذکر خیر بھی مصنف کی اس نادر تصنیف کا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اہم موضوعات جو شامل کتاب ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ (۳۵)

اس کا عربی نسخہ مرکز تحقیقات اسلامیہ شادمان لاہور نے ۱۹۸۰ میں شائع کیا ہے اور اس کا اردو ترجمہ مولانا عبدالاحد قادری نے ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق اپریل ۲۰۰۵ میں قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور سے شائع کیا ہے

ابوب و فصول

۱.	بعثت مصطفیٰ ﷺ مسلمانوں کے لیے ہدایت اور مشرکوں پر حجت ہے۔

۲.	نبی کریم ﷺ کی فضیلت باقی انبیاء پر

۳.	محفل میلاد النبی ﷺ پہلی تین صدیوں میں کسی سے منقول نہیں

۴.	مصر اور شام کے لوگوں کا میلاد منانا

۵.	اندلس (اسپین) کے بادشاہ محفل میلاد کیسے مناتے تھے۔

۶.	ہندوستان میں محفل میلاد النبی ﷺ

۷.	عجم میں محافل میلاد النبی ﷺ

۸.	بادشاہ ہمایوں کا میلاد منانا

۹.	اہل مکہ کا میلاد النبی ﷺ منانا

۱۰.	اہل مدینہ کے ہاں محفل میلاد النبی ﷺ

۱۱. معنوی نوری کی ضیافت

۱۲. مولود شریف پڑھنا

۱۳. حضور نبی کریم ﷺ کب پیدا ہوئے۔

۱۴. امام غزالی کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی پیدائش کا ذکر

۱۵. نبی کریم ﷺ کی روح کی تخلیق کے بارے میں امام سبکی کا بیان

۱۶. حقیقت محمدیہ ﷺ کے بارے امام قسطلانی کا بیان

۱۷. حضور نبی کریم ﷺ کی دیگر انبیاء پر سبقت کیسے

۱۸. نور محمدی ﷺ سب سے پہلی مخلوق

۱۹. نور محمدی کے بعد سب سے پہلی مخلوق کونسی ہے۔

۲۰. نور محمدی ﷺ کی پیشانی آدم میں چمک

۲۱. حضرت حوا کا حق مہر

۲۲. حضرت آدم کا نبی کریم ﷺ سے توسل

۲۳. اصلاب طاہرہ میں نور کی جلوہ گری

۲۴. حضور نبی کریم ﷺ کا درجہ

۲۵. عدنان کے بعد نسب پاک میں علماء کا اختلاف ہے

۲۶. حضرت عبد المطلب اور اصحاب فیل

۲۷. حضرت عبد المطلب کی نذر اور بیٹے کو ذبح کرنا

۲۸. دیت کی مشروعیت

۲۹. نذر کا سبب

۳۰. سیدنا عبد اللہ کا آمنہ بنت وہب سے شادی کرنا

۳۱. سیدہ آمنہ کا نور مصطفیٰ ﷺ سے حاملہ ہونا

۳۲. نور محمدی ﷺ کا ظہور

۳۳. نور محمدی ﷺ کے وقت ظہور میں اختلاف

۳۴. دعائے ابراہیم

۳۵. بشارت عیسیٰ

۳۶. حضور نبی کریم ﷺ کا میلاد اہل مکہ کے لیے فتح اور خوشحالی کا سبب بنا

۳۷. حضرت عبداللہ کا وصال

۳۸. حضرت عبداللہ کا ترکہ

۳۹. حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ

۴۰. ابو لہب کا حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش پر خوشی منانا

۴۱. اہل کتاب حضور نبی کریم ﷺ کی میلاد کی خوشی مناتے ہیں

۴۲. میلاد النبی ﷺ کے دن ایوان کسریٰ میں زلزلہ

۴۳. میلاد النبی ﷺ کے دن فارس کا آتش کدہ بجھ گیا اور بحیرہ ساوہ کا پانی خشک ہو گیا

۴۴. شیطانوں کو شہاب ثاقب سے مارنا

۴۵. شب ولادت شیطان کا رونا

۴۶. کیا نبی کریم ﷺ مہر نبوت کے ساتھ پیدا ہوئے یا پیدائش کے بعد مہر نبوت ملی ؟

۴۷. نبی کریم ﷺ مختون پیدا ہوئے۔

۴۸. حضور نبی کریم ﷺ کا نام محمد ﷺ رکھنا

۴۹. حضرت عبدالمطلب کا عجیب و غریب خواب

۵۰. اسماء مصطفیٰ کی تعداد

۵۱. نبی کریم ﷺ کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی

۵۲. کیا حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت نوشیرواں کسریٰ کے دور میں ہوئی۔

۵۳. کیا ماہ ربیع الاول میں نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی

۵۴. حضور نبی کریم ﷺ کے مقام پیدائش کے بارے میں اختلاف علماء

۵۵. مدت رضاعت کے دوران نبوت کے دلائل

۵۶. حضرت حلیمہ کے ہاں برکتوں کا نزول

۵۷. زمانہ شیر خوارگی میں آپ ﷺ کے معجزات

۵۸. فرشتے جھولا جھلاتے

۵۹. حضور نبی کریم ﷺ کا سب سے پہلا کلام

۶۰. بادل کا سایہ کرنا

۶۱. شق صدر

۶۲. حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ محترمہ کی وفات

۶۳. حضرت عبد المطلب کا وصال

۶۴. حضور نبی کریم ﷺ کا ملک شام کی طرف جانا

۶۵. حضور نبی کریم ﷺ کی سیدہ خدیجہ سے شادی

۶۶. تعمیر کعبہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی شرکت

۶۷. حضور نبی کریم ﷺ پر وحی کی ابتداء

۵۔الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد از محمد بن جعفر الکتانیؒ

یہ ۱۴ فصول پر مشتمل نہایت مختصر لیکن جامع کتاب ہے۔ مترجم نے اس کتاب کے آغاز میں انتساب، تقدیم اور پیش گفتار بھی شامل کیا ہے اور تقدیم میں علامہ مفتی محمد خان قادری نے عربی الفاظ اور جملوں کا اردو ترجمہ بیان فرمایا ہے۔ جس سے کتاب کے متن اور ترجمے کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس کا عربی نسخہ ثمن النحشہ خمس فرنکات نے ۱۳۴۵ میں شائع کیا اور اس کا اردو ترجمہ علامہ محمد شہزاد مجددی نے مکتبہ دار اخلاص ریلوے روڈ لاہور سے ۲۰۰۲ء میں شائع کیا۔

ابواب و فصول

اس کتاب میں محمد بن جعفر الکتانی نے حضور ﷺ کی پیدائش سے قبل اور بعد میں رونما ہونے والے خوارق عادات واقعات، شمائل نبویؐ، خصائص نبویؐ، درود و سلام کی فضیلت بیان کی ہے۔ اس کتاب میں فصول وابواب کی درجہ بندی درج ذیل ہے۔ (۳۶)

۱۔ فصل اول

اول الخلق

۲۔ فصل دوم

ظہور تجلیات نبوت

۳۔ فصل سوم

تحویل نور رسالت

۴۔ فصل چہارم

سیدہ آمنہ کی آغوش میں

۵۔ فصل پنجم

سرکار چلے آتے ہیں

۶۔ فصل ششم

محفل میلاد شریف

۷۔ فصل ہفتم

اللہ کے احسان عظیم کی تعظیم

۸۔ فصل ہشتم

صبح شب ولادت

۹۔ فصل نہم

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن

۱۰۔ فصل دہم

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم

۱۱۔ فصل یازدہم

کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ

۱۲۔ فصل بارہویں

تاجداروں کے آقا ہمارے نبی

۱۳۔ فصل سیزدہم

ایمان کی جان

۱۴۔ فصل چہاردہم

دعاء صلوٰۃ وسلام

حاصل کلام

عرب ممالک میں آئمہ محدثین اور علماء ربانین نے آقاؐ کے میلاد کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ میلاد کے بیان کو بلاد عربیہ میں مولد، موالید یا مولود پڑھنا کہتے ہیں اس لیے ایسی کتابوں یا مضامین کو جس میں حضور ﷺ کے میلاد کے واقعات مذکور ہوں۔ آپؐ کی برکات کا تذکرہ ہو تو اس کو مولود کہا جاتا ہے۔ اہل عرب میں جو اہل محبت ہیں ان کے ہاں اکثر و بیشتر اب بھی یہی طریقہ رائج ہے کہ جب میلاد پاک کا مہینہ شروع ہو جاتا ہے تو وہ محافل میلاد میں ذوق و شوق سے مولود پڑھے جاتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت کے واقعات کو بیان کرنا مولد یا مولود کہلاتا ہے، اردو میں اس کو میلاد نامہ کہتے ہیں۔

زیر نظر مقالہ کی میلاد النبیؐ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب کے اس باب میں عرب مصنفین اور ان کی کتب کا تعارف بیان کیا گیا ہے۔ ان عرب مصنفین میں ابن جوزی، جلال الدین سیوطی، ابن حجر مکی، ملا علی قاری اور محمد بن جعفر الکتانی شامل ہیں۔ یہ سب ائمہ و محدثین اپنے دور کی نامور شخصیات ہیں جو کسی تعارف سے کی محتاج نہیں۔ ان کی تصانیف محبت رسولؐ سے بھرپور ہیں اور سب نے اپنی کتب میں خلقت نور محمدی سے لے کر آپ ﷺ کے پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کے سفر آپؐ کے فضائل و برکات، قبل از ولادت واقعات بعد از ولادت واقعات، شمائل نبویؐ کے علاوہ بلاد اسلامیہ میں میلاد النبیؐ کے منائے جانے کا ثبوت بڑے مدلل انداز میں قرآن و حدیث اور آئمہ و محدثین کے اقوال کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ ان کی یہ تصانیف نہ صرف اُن کے اپنے زمانے بلکہ بعد میں آنے والے زمانے کے لیے بھی مشعل راہ ہیں۔

بحثیت مسلمان محبت رسول ﷺ ہی ایمان کی شرط اولین ہے۔ جس کی تکمیل ذکر محبوب کے بغیر ممکن نہیں اور اس محبت کے اظہار کا بہترین طریقہ جشن میلاد النبی ﷺ کا ذکر اور اس کی خوشی منانا ہے۔ مادہ پرستی کے اس دور میں اس طرح کی تصانیف مسلمانوں کے دلوں میں محبت رسولؐ کو فروغ دینے کا انتہائی موثر اور تیر بہدف نسخہ ہے۔ عرب مصنفین کی ان کتب سے یہ بات واضح ہے کہ جشن میلاد النبی ﷺ کوئی نئی چیز نہیں بلکہ ہر دور کے لوگوں کا معمول رہا ہے۔

باب دوم

میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں

میلاد النبیؐ کے جواز اور عدم جواز کے دلائل

فصل اول: میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں عدم جواز کے دلائل

فصل دوم: میلاد النبی پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں جواز کے دلائل

اللہ رب العزت نے کائنات کو حسن و جمال اور رعنائیوں سے بھرپور بنایا۔ اس جہان میں انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور ساری مخلوقات کو بنی نوع انسان کے تابع بنایا۔ لیکن اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو اس کائنات کی اصل نور محمدیؐ ہے اور وہ نور جو امر کن کا مظہر ہے۔ اللہ رب العزت نے یہ سب کچھ اپنے حبیب حضرت محمدؐ کے لیے پیدا کیا اور سرکار دو عالم حضرت محمدؐ کو اپنی ذات کا مظہر بنایا۔

ماہ ربیع الاول وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اسی وجہ سے یہ مہینہ خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ مسلمان اس ماہ مقدس میں انتہائی عقیدت و احترام اور تزک و احتشام سے حضور ﷺ کا میلاد مناتے ہیں اور اس تحدیث نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ تاریخ اسلام کے ہر دور میں علماء و مشائخ بھی اس سعادت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں۔

میلاد النبی ﷺ ایسا اہم موضوع ہے کہ اس کو محققین نے ہر دور میں اپنی تحقیق کے لیے منتخب کیا اس لیے اس موضوع پر عربی، اردو اور فارسی میں کتب لکھی گئیں اور ان میں اعتقادی، نظریاتی اور علمی مباحث موجود ہیں۔

زیر نظر مقالہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں مترجم عربی کتب جن میں جواز اور عدم جواز کے موضوعات کو زیر بحث لایا جائے گا۔ اُن مترجم عربی کتب میں مولد العروس از ابن جوزی، حسن المقصد فی عمل المولد از امام جلال الدین سیوطی، مولد النبیؐ از ابن حجر مکی، المورد الروی از ملا علی قاری اور الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد از محمد بن جعفر الکتانی شامل ہیں۔

فصل اول
میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں عدم جواز کے دلائل

حسن المقصد فی عمل المولد از امام جلال الدین سیوطی

حسن المقصد فی عمل المولد میں امام جلال الدین سیوطیؒ میلاد النبی ﷺ کے عدم جواز کے دلائل بیان کرتے ہیں جو کہ فاکہانی نے اپنے رسالے میں دیئے ہیں۔ شیخ تاج الدین عمر بن علی لخمی اسکندری معروف بہ فاکہانی متاخرین مالکیوں میں سے ہے۔

میلاد پاک کے انعقاد پر فاکہانی کا رسالہ "المورد فی الکلام علی عمل المولد" کے نام سے مرتب کیا ہے۔ مولف لکھتے ہیں:

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں سید المرسلین کی اتباع کی ہدایت فرمائی"۔

اور ارکان دین کی طرف ہدایت دے کر ہماری مدد و نصرت فرمائی اور ہمارے لیے سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنا آسان فرمایا، حتی کہ ہمارے دل علم شریعت اور حق کے پختہ دلائل کے نور سے معمور ہوگئے اور دین میں بدعات و خرافات کے ایجاد کرنے سے ہمارے باطن کو پاک کیا، میں اللہ تعالیٰ کے لیے حمد و شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے یقین کی روشنی عطا کر کے اور دین متین کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی توفیق دے کر احسان و کرم فرمایا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے، رسول اور اولین و آخرین کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر، ان کے آل و اصحاب اور ازواج مطہرات امہات المومنین پر قیامت تک پیہم انوار کی بارش فرمائے۔ (۱)

میلاد منانا بدعت ہے

مقصود اصلی یہ ہے کہ ایک مبارک جماعت کی طرف سے بار بار اس اجتماع کے بارے میں سوال کیا گیا ہے جو لوگ ماہ ربیع الاول میں کرتے ہیں اور اسے میلاد کہتے ہیں۔ کہ آیا شریعت میں اس کی کوئی اصل بھی ہے یا یہ چیز دین میں بدعت، نو پید اور نو ایجاد امر ہے؟ انہوں نے اس کا جواب تفصیل اور وضاحت سے طلب کیا ہے۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کی توفیق و اعانت پر اعتماد کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرے علم میں مذکورہ میلاد کی کتاب و سنت میں کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی یہ تقویٰ شعار اکابرین امت اور دیندار علماء ملت میں کسی سے منقول ہے بلکہ یہ ایک ایسی بدعت ہے جسے بیکار اور بے عمل لوگوں اور خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے والوں نے رواج دیا ہے اور شکم پروری کرنے والے لوگ اس کا اہتمام و انصرام کرتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ہم نے میلاد پر احکام خمسہ کا اجراء کیا اس طرح کہ یا تو یہ واجب ہوگا یا مندوب، یا مباح، یا مکروہ ہوگا یا حرام۔ تو معلوم ہوا کہ اس کا واجب نہ ہونا اجماعاً ثابت ہے اور یہ مندوب بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ مندوب اسے کہتے ہیں جو شریعت کا مطلوب ہو لیکن اس کے تارک پر ذم و عتاب نہ ہو اور اس عمل کی نہ تو شریعت نے اجازت دی ہے اور نہ ہی میرے علم کے مطابق یہ صحابہ کرام اور دیندار تابعین کا فعل رہا ہے۔

اور فاکہانی اس عمل پر یہ دلیل دیتے ہیں کہ نہ یہ مباح ہو سکتا ہے کیونکہ مومنین کا اجماع ہے کہ دین میں بدعت رائج کرنا جائز نہیں۔ اب صرف مکروہ حرام باقی رہ جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ان دونوں کی بابت دو فصلوں میں کلام ہوگا۔ ان دونوں حالتوں میں اختلاف کیا جائے گا۔ (۲)

پہلی حالت

یہ کہ کوئی شخص اپنے اور اپنے اہل و عیال اور اصحاب کے مال سے محفل میلاد منعقد کرے اور اس کھانے پینے سے تجاوز نہ کرے، نہ ہی کسی گناہ کا ارتکاب کرے تو یہ بدعت سیہ مکروہہ ہے۔ کیونکہ متقدمین فقہاء اسلام اور علماء ذوی الاحترام کے عمل سے ثابت نہیں۔

دوسری حالت

یہ کہ اس میں گناہ کا ارتکاب کرنے کے ساتھ ایسا غیر معمولی اہتمام و انصرام کرے کہ چندہ دینے والا چندہ تو دے لیکن اس کا دل اس پر تیار نہ ہو اور اسے مال کے کم ہونے کا رنج ہو۔

اس بات کو ثابت کرنے کے لیے مصنف درج ذیل دلیل بیان کرتا ہے:

"کہ کسی دھونس اور دباؤ کے ذریعے مال لینا تلوار کے ذریعے مال لینے جیسا ہی ہے خاص کر جب اس میں شکم سیری کے علاوہ دف اور مجیرہ کے ساتھ گانا باجا، بے ریش لڑکوں اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ اجتماع جھوم جھوم کر، لپٹ لپٹ کر ناچنا، خوف قیامت کو بھلا کر لہو و لعب میں مشغول ہونا بھی شامل ہے"۔ (۳)

عورتوں کے اجتماع کے حوالے سے فاکہانی کی رائے

فاکہانی عورتوں کے اجتماع کے حوالے سے رائے کا اظہار کرتا ہے کہ تنہا عورتوں کا اجتماع بھی حرام ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(القرآن۸۹: ۱۴)

تو اللہ کا یہ فرمان بھول کر خوشی و مسرت میں گانے میں اور ذکر و تلاوت میں اپنی آوازوں کو بلند کریں۔ اس صورت میں اس کی حرمت کوئی اختلاف نہیں ہے۔ نہ ہی کوئی غیرت مند مرد اسے پسند کر سکتا ہے۔ ہاں جن کے دل گناہوں کی آلائش کی وجہ سے مردہ ہو چکے ہوں وہ اسے حرام تو کجا عبادت سمجھتے ہیں۔

شیخ قشیری کے اشعار

اسی ضمن میں ہمارے شیخ قشیری نے بہترین اشعار کہے ہیں جو ان کی طرف سے ہمیں عطا کردہ اجازت میں شامل ہیں فرماتے ہیں:

امام ابو عمرو بن علاء کا قول

فاکہانی یہاں امام ابو عمرو بن علاء کا قول بیان کرتے ہیں:

علامہ ابن الحاج کی میلاد پر تنقید

علامہ ابن الحاج میلاد پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

المورد الروی فی مولد النبی ﷺ

میلاد شریف کی اصل تین فضیلت والے زمانوں میں کسی سے منقول نہیں۔

علامہ ملا علی القاری اپنی تصنیف المورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں شیخ امام علامہ شمس الدین محمد السخاوی نے فرمایا کہ

حاصل کلام

احکام الٰہیہ سے مزین اسلام کے اصول و قوانین ہر شرعی عمل کی بنیاد ہیں۔ اور یہی دین اسلام کی حقانیت و صداقت کی وہ بین دلیل ہے جو اسے دوسرے تمام ادیان باطلہ سے ممتاز کرتی ہے۔ جہاں اسلام قوانین کی بنیاد احکام الٰہیہ پر ہے وہاں سنت رسول ﷺ بھی بنیاد شریعت ہیں۔ اس باب میں ہم نے مصنفین کی مترجم عربی کتب میں سے عدم جواز میلاد النبی ﷺ کا جائزہ لیا ہے۔

میلاد النبی ﷺ کے عدم جواز پر فاکہانی کے دلائل واضح ہیں کہ وہ اس کو بے کار اور بے عمل لوگوں نے رواج دیا ہے اور اس کے متعلق کوئی حکم بھی موجود نہیں۔ یہ بدعت ہے اور اس پر وہ اُن اصلاح طلب امور کو وجہ بناتے ہیں کہ محفل میلاد کا موسم آتے ہی لوگ ڈھول ڈھمکے اور مٹکے لے کر جھوم جھوم کر رقص و سرود کی ایسی محفلوں کا انعقاد کرتے ہیں جو کہ شریعت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ ان سارے اعتراضات کو امام جلال الدین سیوطی نے پہلے تفصیل سے بیان کیا ہے اور پھر ان سارے اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے کہ ہر زمانہ میں بعض مقامات پر جاہل اور مقام و تعظیم رسالت سے بے خبر لوگ جشن میلاد کو گوناگوں منکرات، بدعات اور محرمات سے ملوث کرکے بہت بڑی نادانی اور بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ انتہائی افسوس ناک اور قابل مذمت ہے۔

فصل دوم

میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں جواز کے دلائل

ا۔ مولد العروس از ابن جوزی

میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی کتب میں مولد العروس از ابن جوزی اہم مقام رکھتی ہے۔ ابن جوزی نے اس کتاب میں ولادت مصطفیٰ ﷺ پر پیش آنے والے خوارق عادت واقعات اور عجائبات کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔

ابن جوزی نے مولد العروس کے نام سے جو رسالہ لکھا ہے اس کی ترتیب و تدوین مولانا محمد عبد الاحد قادری نے کی ہے۔ اس رسالہ میں ابن جوزی جواز میلاد النبیؐ کو درج ذیل عنوانات کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔

i۔ ولادت کے وقت کے معجزات

ابن جوزی فرماتے ہیں:

صاحب کتاب نے ولادت باسعادت کے وقت کے معجزات کو شاعری کی صورت میں بھی شامل کتاب کیا ہے۔ جس میں وہ حضور ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے تو مشارق و مغارب حالت سجود میں آپؐ کے مشتاق ہوئے۔ فرشتوں نے سری و جہری طور پر آپ ﷺ کی آمد کا اعلان کیا۔ جنت کے دربان رضوان کو حکم ہوا کہ وہ جنت عدن سے پرندوں کو بھیجے تاکہ وہ اپنی چونچوں سے موتی برسائیں۔ پھر جب حضرت آمنہؓ نے آپ کو جنم دیا تو ایک نور اُن کے جسم سے نکلا جس کی روشنی میں انہوں نے بصریٰ کے محلات تک کو دیکھ لیا۔ حضرت آمنہؓ کے گرد فرشتوں نے اپنے پروں کو بکھیر دیا اور حضورؐ کی شان میں تسبیح پڑھنے لگے۔

ماہ ربیع الاول کو حضورؐ سے نسبت کی وجہ سے بلند شان نصیب ہوئی۔ حضورؐ کی شان بیان کرنے کے لیے جو کچھ مسرت مدح میں کہا گیا ہے ہمارے خالق اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

سیدہ آمنہ کی زبان سے ولادت کا بیان

سیدہ آمنہ نے فرمایا کہ :

i۔ ولادت پر خوش ہونے اور خرچ کرنے کا انعام

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ :

ii۔ میلاد کی خوشی میں جنت

ابن جوزی میلاد منانے پر اجر کی بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

جو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادت کے لیے کوئی عمل کرتا ہے تو وہ سعادت مند ہے اور خوشی، عزت اور خیر و فخر کو پالے گا۔ جنت عدن میں موتی سے مرصع تاج اور سبز لباس کے ساتھ داخل ہوگا۔ اس کو محل عطا کیے جائیں گے جو بیان کرنے کے لیے شمار نہیں کیے جائیں گے۔ ہر محل میں کنواری حور ہے۔ خیر الانام ﷺ پر صلوٰۃ بھیجو، یقیناً آپ ﷺ کی ولادت کے باعث بھلائی عام پھیلائی گئی اور جس نے بھی آپ ﷺ پر ایک دفعہ صلوٰۃ بھیجی ہمارا رب کریم اس کو دس مرتبہ جزا دے گا۔

iii۔ ولادت پر فرشتوں کا خوشی اور تسبیح کرنا

فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں تسبیح و تکبیر و تہلیل کے ساتھ آوازوں کو بلند کیا۔ جنت کے دروازے کھول دیئے اور تمام جہانوں کے سردار سیدنا محمد ﷺ کی ولادت کی خوشی کے باعث جہنم کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ اے کریم ! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی شفاعت کو ہمارے بارے میں قبول فرما۔ جب حمل آمنہ مکمل ہوا تو ہر ماہ آسمان میں کوئی منادی کرتا ہے کہ حبیب اللہ ﷺ کا فلاں فلاں وقت گزر گیا ہے۔

ولادت مصطفیٰ ﷺ

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں۔ ربیع الاول کی بارہویں رات جب وقت ولادت قریب آیا تو وہ پیر کی رات تھی جس میں مجھ پر رعب طاری ہوا تو میں نے اپنے اوپر اور اپنی تنہائی پر آنسو بہائے۔ میں اسی حالت میں تھی کہ دیوار شق ہوئی اور اس سے ایسی عورتیں برآمد ہوئیں جو کھجور کے لمبے درخت کی طرح ہیں اور عبد مناف کی بیٹیوں کے مشابہ سفید صنوبر کے درخت کی طرح ہیں اور ان سے کستوری کی خوشبو مہک رہی ہے۔ انہوں نے شیریں کلام کے ساتھ مجھے سلام کیا اور کہا: خوف و غم نہ کرو۔ میں نے ان کو کہا: آپ کون ہیں؟ جواباً انہوں نے کہا:

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ

جب وقت ولادت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے میری نگاہ سے حجاب اٹھا دیا، تو میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا اور تین جھنڈے بھی دیکھے جن کو مشرق، مغرب اور بیت اللہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔ فرشتوں کو فوج در فوج دیکھا۔ سبز رنگ کی ٹانگوں والے اور یاقوت جیسی چونچوں والے پرندوں نے فضا کو بھر دیا جو مختلف زبانوں میں تسبیح الٰہی کر رہے ہیں۔ مجھے پیاس نے غلبہ کیا تو ایک پرندہ جس کے پاس سفید موتی میں سے پانی کا گھونٹ تھا۔ میرے پاس آیا اور بالکل وہی مجھے دیا تو یہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ میں نے پی لیا تو میرا دل فرحاں و شاداں ہو گیا اور میں نے اپنے رب کی حمد بیان کی۔ (۱۳)

حاصل کلام

عرب ممالک میں آئمہ محدثین نے آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے میلاد کے موضوع پر بہت سی کتب تصنیف کی ہیں۔ اہل عرب میں جب میلاد پاک کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو محافل میلاد میں آپؐ کے اوصاف حمیدہ اور ولادت باسعادت کے واقعات کا ذکر بڑے ذوق شوق اور والہانہ انداز سے کیا جاتا ہے۔

قرآن و سنت کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندوں کا ذکر کرنا بھی عبادت ہے بلکہ اللہ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں جابجا اپنے صالح اور مقرب بندوں کا ذکر فرمایا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا ذکر خاص طور پر قرآن مجید میں موجود ہے اور قرآن حکیم ان کی ولادت اور سیرت دونوں کو بیان کرتا ہے۔

اسی طرح قرآن مصطفیٰ ﷺ کی زبان اقدس سے جاری ہوا تو یہ آپ ﷺ کی بھی سنت ہو گی۔ اس بنا پر حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات اور اس کی جزئیات کا بیان نہ صرف سنت الٰہیہ ہے بلکہ سنت مصطفیٰ ﷺ بھی ہے۔ حضور ﷺ کے ولادت کے وقت، ولادت سے پہلے اور آپ ﷺ کی زندگی کے واقعات کا ذکر کرنا نہ صرف باعث اجر و ثواب ہے بلکہ باعث خیر و برکت بھی ہے۔

۲۔ حسن المقصد فی عمل المولد از امام جلال الدین سیوطی

امام جلال الدین سیوطیؒ نے میلاد کے موضوع پر کی ہیں۔ ان میں سے زیر نظر رسالہ "حسن المقصد فی عمل المولد" کو ہم نے اپنے مقالے کا حصہ بنایا ہے۔ اس کتاب میں علامہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں میلاد اور اس کی شرعی حیثیت کو بیان کیا ہے۔ زیر نظر کتاب میں امام صاحب نے شیخ تاج الدین المعروف بہ فاکہانی کے رسالے المورد کا رد کیا ہے۔ جس میں فاکہانی نے جشن میلاد کو محض بیکار اور بے عمل لوگوں کا شیوہ قرار دیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی میلاد النبی ﷺ کے جواز کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

تقریب عید میلاد

میلاد پاک دراصل ایک ایسی تقریب مسرت ہوتی ہے جس میں لوگ جمع ہو کر بقدر سہولت قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور حضور ﷺ کے ظہور کے سلسلہ میں جو خوشخبریاں احادیث و آثار میں آئی ہیں اور جو خوارق عادات اور نشانیاں ظاہر

ہوئی ہیں، انہیں بیان کرتے ہیں پھر شرکائے محفل کے آگے دستر خوان بچھایا جاتا ہے۔ وہ حسب ضرورت اور بقدر کفایت ماحضر تناول کرتے ہیں اور دعائے خیر کرکے اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔ عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں منعقد کی جانے والی یہ تقریب سعید، بدعت حسنہ ہے جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا، اس لیے کہ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم، شان اور آپ کی ولادت باسعادت پر فرحت و انبساط کا اظہار پایا جاتا ہے۔

تاریخ میلاد

میلاد پاک کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی ابتداء اربل کے حکمران سلطان مظفر نے کی جس کا پورا نام ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی ہے۔ اس کا شمار عظیم المرتبت بادشاہوں اور فیاض امراء میں ہوتا ہے۔ اس نے کئی اور نیک کارنامے بھی سرانجام دیئے اور یادگاریں قائم کیں، کوہ تاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کرائی۔

ابن کثیر ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

سبط ابن الجوزی نے مراۃ الزمان میں لکھا ہے:

سلطان مظفر کے ہاں میلاد پاک میں شریک ہونے والے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے خود شمار کیا کہ شاہی دستر خوان میں پانچ سوختہ بکریاں، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ آبخورے اور تیس ہزار ٹوکرے شیریں پھلوں سے لدے ہوئے پڑے تھے۔

مزید لکھتے ہیں کہ میلاد پاک کی تقریب پر، سلطان کے ہاں بڑے بڑے جید علماء کرام اور جلیل القدر صوفیاء آتے، جنہیں وہ خلعت و اکرام شاہی سے نوازتا تھا صوفیاء کے لیے ظہر سے لے کر فجر تک محفل سماع ہوتی، جس میں وہ بنفس نفیس شریک ہوتا اور صوفیاء کے ساتھ مل کر وجد کرتا تھا۔ ہر سال میلاد پاک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا۔ باہر سے آنے والوں کے لیے اس نے ایک مہمان خانہ مخصوص کر رکھا تھا، جس میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ بلا لحاظ و مرتبہ، مختلف اطراف و اکناف سے آکر ٹھہرا کرتے۔ اس مہمان خانہ پر ہر سال ایک لاکھ دینار خرچ ہوتا تھا۔ اسی طرح ہر سال دو لاکھ دینار فدیہ دے کر فرنگیوں سے اپنے مسلمان قیدی رہا کراتا اور حرمین شریفین کی نگہداشت اور حجاز مقدس کے راستے میں (حجاج کرام کے لیے) پانی مہیا کرنے کے لیے تین ہزار دینار سالانہ خرچ کیا کرتا تھا۔

یہ ان صدقات و خیرات کے علاوہ ہے جو پوشیدہ طور پر کیے جاتے، اس کی بیوی ربیعہ خاتون بنت ایوب جو سلطان ناصر الدین (ایوبی) کی ہمشیرہ تھی۔ بیان کرتی ہے کہ اس کی قمیض موٹے کرباس (کھدر کی قسم کے کپڑے) کی ہوتی تھی جو پانچ درہم سے زیادہ لاگت کی نہیں ہوتی تھی۔ کہتی ہیں کہ ایک بار میں نے انہیں روکا تو انہوں نے کہا کہ میرے لیے پانچ درہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ و خیرات کر دینا، اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑے پہنا کروں اور کسی فقیر اور مسکین کو خیر باد کہہ دوں۔ (۱۵)

میلاد پاک کے موضوع پر پہلی کتاب

ابن خلکان نے حافظ ابوالخطاب ابن دحیہ کے تذکرے میں لکھا ہے کہ:

فاکہانی کے رسالہ کا رد

فاکہانی اپنے رسالے میں لکھتے ہیں:

فقلت و باللہ التوفیق لا اعلم لھذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنۃ۔ (۱۷)

"میرے علم کے مطابق اس میلاد کی کتاب وسنت میں کوئی اصل نہیں ہے"۔

اس کے رد میں امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ نفی علم نفی وجود کو مستلزم نہیں تو اس کا جواب بھی ما سبق کے

بیان

سے ظاہر ہو گیا ہے کہ مزید یہ کہ حافظ ابوالفضل ابن حجر نے سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے اس کی ایک اصل کا استخراج کیا ہے اور میں نے بھی ایک دوسری اصل مستنبط کی ہے۔ان کا قول ہے:

أما قولہ: بل ھو بدعۃ احدثھا البطالون وشھوۃ نفس اعتنی بھا الاکالون۔ (۱۸)

"ایک ایسی بدعت ہے جسے بیکار اور بے عمل لوگوں اور خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے والوں نے رواج دیا ہے"۔

میلاد شریف رائج کرنے والا ایک عادل و عالم بادشاہ تھا جس نے میلاد پاک کو تقرب الی اللہ کی نیت سے منایا اور علماء و صلحاء بلا کراہت اس میں حاضر ہوتے تھے۔ بالخصوص ابن دحیہ کو تو اتنا پسند آیا کہ انہوں نے اس موضوع پر اس کے لیے ایک کتاب تصنیف کی، یہ علماء کرام (جو اس میں حاضر ہوتے تھے) اس سے راضی تھے اسے جائز سمجھتے تھے اور اس کا انکار نہیں کرتے تھے۔

علماء کے نزدیک اقسام بدعت

نووی نے "تہذیب الاسماء واللغات" میں لکھا ہے کہ شریعت میں بدعت اس نوپید اور نو ایجاد چیز کو کہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے مبارک عہد میں نہ ہو۔اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ بدعت حسنہ

۲۔ بدعت قبیحہ (۱۹)

شیخ عزالدین بن عبدالسلام "القواعد" میں بیان کیا کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱۔ واجبہ

۲۔ محرمہ

۳۔ مستحبہ

۴۔ مکروہہ

۵۔ مباحہ (۲۰)

مزید فرماتے ہیں:

"اس کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ بدعت کو قواعد شریعہ پر پیش کریں، اگر قواعد ایجاب میں داخل ہو تو واجبہ، قواعد تحریم میں داخل ہو تو محرمہ، قواعد استحباب میں

آئے تو مُستَحَبَّہ اور اگر قواعد کراہت میں داخل ہو تو مکروہ ورنہ مباح ہے"۔

امام بیہقی نے مناقب شافعی میں اپنی سند کے ساتھ امام شافعی سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

یعنی یہ ایسی نئی چیز ہے جو پہلے نہ تھی اور اگر ہو گئی تو بھی اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اس بنیاد پر جسکا بیان گزرا۔ امام شافعیؒ کا کلام ختم ہوا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میلاد مباح و جائز ہو سکتا ہے۔ یہی وہ بدعت ہے جسے ہم بدعت مکروہہ کہتے ہیں یعنی یہ بدعت کی وہ قسم ہے جس میں کتاب و سنت، اجماع امت میں کسی کی مخالفت نہیں۔ بس یہ ایک ایسی نیکی ہے جو زمانہ نبوی میں تو نہیں تھی لیکن بعد میں اس کا انعقاد ہوا۔ شرطیکہ کسی بھی خلاف شرع کام سے بچا جائے تو میلاد کی محفل میں کھانا کھلانا اور حضور ﷺ کے اوصاف و خصائل کا تذکرہ کرنے کے لیے اجتماع کرنا محمود و مستحسن ہے۔

امام شافعیؒ کی عبارت میں ہے:

میلاد پر خوشی کرنا مستحسن ہے

امام جلال الدین سیوطی شیخ تاج الدین فاکہانی کی میلاد پر تنقید کا جواب دیتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ

امام سیوطی صاحب اس دلیل کا جواب یہ دیتے ہیں کہ

نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک ہمارے لیے سب سے بڑی نعمت اور آپ ﷺ کی وفات ہمارے لیے سب سے بڑی تکلیف ہے لیکن شریعت نے نعمت پر شکر و حمد اور مصیبت پر صبر و رضا اور اخفاء کی تلقین فرمائی ہے جیسا کہ ولادت کے وقت عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے یہ کسی کی پیدائش پر خوشی و شکر کے اظہار کا نام ہے۔ لیکن کسی کی موت کے وقت اظہار غم کی محفل منعقد کرنے اور کھانا کھلانے کا حکم نہیں دیا ہے۔ بلکہ آہ و فغاں اور نوحہ کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اس مہینہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کرنا مستحسن و محمود ہے نہ کہ آپ ﷺ کے وصال حزن و ملال کرنا۔

علامہ ابن الحاج کی میلاد پر گفتگو

امام ابو عبداللہ بن الحاج نے اپنی کتاب المدخل میں میلاد پاک پر گفتگو کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس محفل میں میلاد شریف کے شعار (جیسے اجتماع، جلوس، جلسہ، نعرہ اور جھنڈا) کا اظہار کرنا اور شکر خداوندی بجالانا لائق مدح اور اس میں شامل منکرات و فواحش قابل مذمت ہیں۔

ابن الحاج فصل فی المولد (یہ فصل میلاد کے بیان میں ہے) کہ تحت فرماتے ہیں کہ

علامہ صاحب کی اس گفتگو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آلات طرب و سماع کو اس بزرگ مہینے سے کوئی نسبت نہیں جس میں اللہ رب العزت نے سردار دو جہاں ﷺ کو پیدا فرما کر ہم پر احسان عظیم فرمایا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس میں کثرت سے عبادت و خیرات کے ذریعہ اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں۔ اگرچہ نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ میں دیگر مہینوں سے زیادہ عبادت نہیں فرمائی تو اس کا سبب صرف نبی کریم ﷺ کی اپنی امت پر رحمت و شفقت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے امت پر فرض ہو جانے کے ڈر سے بہت سے اعمال ترک فرمادیئے۔ لیکن جب پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس مہینہ کی فضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

ذاک یوم ولدت فیہ۔ (۲۵)

”یہ میری پیدائش کا دن ہے“۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم اس مہینے کا احترام کریں کیونکہ اس مہینے میں اس رحمت عالم کی ولادت باسعادت ہے۔ اولاد آدم میں سے ہر کوئی روز محشر آپؐ کی شفاعت کے طلبگار ہوں گے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

انا سید ولد آدم ولا فخر، آدم و من دونہ تحت لوائی۔ (۲۶)

”بلا فخر کہتا ہوں کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں حضرت آدمؑ اور ان کے تمام لوگ قیامت کے دن میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے“۔

حضور ﷺ پیر کے دن روزہ رکھتے کیونکہ اس فضیلت والے دن آپ ﷺ کی ولادت ہوئی۔ حضور ﷺ فضیلت والے اوقات میں زیادہ عبادت و خیرات فرماتے تھے۔

حضور نبی اکرم ﷺ فضیلت کی وجہ سے اس مہینے میں زیادہ سخاوت فرماتے جیسے کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ أجود الناس بالخیر وکان أجود مایکون فی رمضان۔ (۲۷)

”رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے بالخصوص رمضان المبارک میں آپ اور زیادہ سخاوت فرماتے تھے“۔

علامہ ابن الحاج کا موقف

ابن الحاج کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ انہوں نے میلاد پاک کی مذمت نہیں کی بلکہ ان محرمات و فواحش کی برائی کی جو اس میں شامل ہو گئے۔

اب الحاج کے موقف کو بنظر غائر دیکھیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک میلاد منانے میں کوئی قباحت نہیں قباحت تو نیت فاسدہ کی وجہ سے ہے۔ اس سلسلے میں شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر سے بھی سوال کیا گیا تو وہ جواب دیتے ہیں کہ

حدیث سے میلاد کا ثبوت

اس کے بعد ابن حجر نے صحیحین کا حوالہ بھی دیا ہے کہ:

علامہ ابن حجر عسقلانی کے اس قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میلاد النبی ﷺ منانا خلاف شریعت کام نہیں ہے لیکن میلاد کی محفل میں ایسے کاموں تک ہی محدود رہنا چاہیے جن سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہی سمجھا جائے جیسے کہ تلاوت کرنا، کھانا کھلانا، صدقہ کرنا اور سرور دو عالم حضرت محمد ﷺ کی شان بیان کرنا اور ایسے کاموں سے بچنا چاہیے جو حرام یا مکروہ ہو یا ان میں خلاف اولیٰ کوئی کام ہو۔

سرکار دو عالم ﷺ کا خود عقیقہ کرنا

اس ضمن میں امام جلال الدین سیوطی نے بھی میلاد کے جواز کے لیے ایک اصل کا استنباط کیا ہے۔ امام بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ

> نبی کریم نے نبوت کے بعد اپنا عقیقہ فرمایا حالانکہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپکی پیدائش کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا تھا اور عقیقہ دوبارہ نہیں ہوتا، تو یہ اسی پر محمول کیا جائے گا کہ آپنے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے کہ اس نے آپکو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور امت کے لیے ولادت پاک پر شکر خداوندی بجالانا شروع فرمانے کے لیے دوبارہ عقیقہ فرمایا۔ جیسا کہ آپ بنفس نفیس اپنے اوپر درود پڑھا کرتے تھے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم میلاد پاک میں اجتماع کرکے، لوگوں کو کھانا کھلا کر اور دیگر جائز طریقوں سے خوشی و مسرت کا اظہار کرکے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ (۳۰)

ابولہب کے عذاب میں تخفیف

امام القراء حافظ شمس الدین ابن جزری اپنی کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف میں فرماتے ہیں کہ

ابو لہب جیسا کافر قرآن پاک نے جس کی مذمت فرمائی ہے:

ابو لہب کے عذاب میں تخفیف کے واقعہ کے بعد امام جلال الدین سیوطی نے حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی کی

روح پرور نعت بھی جو انہوں نے میلاد کے متعلق اپنی کتاب "مورد الصادی فی مولد الہادی" میں لکھی ہے وہ بھی بیان کی ہے۔

دمشقی کی روح پرور نعت میلاد

حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے اپنی کتاب "مورد الصادی فی مولد الہادی" میں لکھا ہے:

"یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ابو لہب پر ہر پیر کے دن عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔

کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا"۔

اس کے بعد انہوں نے یہ شعر کہے ہیں:

میلاد النبی ﷺ منانے کے جواز پر دلائل دیتے ہوئے ابن الحاج نے لکھا ہے کہ:

اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاول اور پیر کے روز ہوئی اور رمضان المبارک شریف میں ہوئی ہے جو قرآن کے نزول کا مہینہ ہے اور جس میں لیلۃ القدر پائی جاتی ہے، نہ حرمت والے مہینوں (اشہر حرم) میں، نہ ہی پندرہ شعبان المعظم کی رات کو، نہ ہی جمعۃ المبارک کے دن یا شب جمعہ کو اس کا جواب چار وجوہ سے دیا جا سکتا ہے۔

ا۔ یہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں کو پیر کے دن تخلیق فرمایا۔ اس میں بڑے تنبیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں خوراک، رزق، میوہ جات اور خیرات کی چیزیں تخلیق فرمائی ہیں بنی نوع انسان کی نشو و نما اور گزار ان وابستہ ہے جن سے ان کے نفوس خوش ہوتے ہیں۔

۲۔ یہ کہ ربیع کی لفظ میں اس کے اشتقاق کی نسبت سے ایک اچھا اشارہ اور نیک فال پائی جاتی ہے۔

۳۔ یہ کہ ربیع متوسط اور سب سے بہتر موسم ہے اور آپ کی شریعت بھی متوسط اور سب سے بہتر ہے۔

۴۔ یہ کہ اللہ نے آپ کے ذریعہ اس وقت کو فضیلت عطا فرما دی، جس میں آپ کی ولادت ہوئی، اگر آپ کی ولادت باسعادت رمضان المبارک وغیرہ مذکورہ اوقات میں ہوئی ہوتی، تو یہ وہم ہوتا کہ آپ ﷺ ان اوقات کی فضیلت کی وجہ سے افضل و اعلیٰ ہو گئے ہیں۔

۳۔ مولد النبی ﷺ از علامہ شہاب الدین

مولد النبی ﷺ کے مصنف علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی جو کہ نامور محدث اور فقیہ بھی ہیں اپنی کتاب مولد النبی ﷺ کے شروع میں اما بعد کے بعد اللہ وحدہ لاشریک کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد حضور ﷺ کی شان بیان کرتے

ہیں کہ محبوب رب کائنات میں وہ سب کمالات و صفات جمع تھے جو انبیاء کرام اور مقرب فرشتوں میں ہیں۔آپؐ کو انبیاء کرام کا امام بنایا اور قیامت تک کے لیے حضور ﷺ کی شریعت مطہرہ کو محفوظ فرمادیا۔ جس طرح حضور ﷺ کی شریعت تمام شریعتوں میں بہتر اور واضح ہے۔اسی طرح حضور ﷺ کی امت تمام امتوں سے بہتر اور افضل ہے۔قرآن حکیم فرقان مجید جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب معظم حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی وہ سب نازل شدہ کتابوں میں سے افضل ہے اور اس میں تغیر و تبدل ممکن نہیں کیونکہ یہ وہ الہامی کتاب ہے کہ جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ا(القرآن ۹: ۱۵)

اس کتاب میں حضور ﷺ کی تعظیم کا بھی ذکر ہے۔آپ ﷺ کے کمال، قدر و منزلت اور حسن اخلاق پر سینکڑوں آیات گواہ ہیں اس میں ایسی مباحث بھی موجود ہیں جن کی حقیقت تک رسائی ممکن نہیں۔

مولد النبی ﷺ میں مصنف علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی میلاد النبی ﷺ کے جواز میں درج ذیل ارہاصات کو قلمبند کرتے ہیں:

رحم مادر میں جلوہ گری اور آسمانوں سے ندا

جس رات آپ ﷺ اپنی والدہ کے رحم میں جلوہ فرما ہوئے وہ جمعۃ المبارک کی رات تھی رجب المرجب کا مہینہ تھا۔اس رات آسمانوں اور زمینوں میں یہ ندا کی گئی:

ولادت مبارک اور عجائبات ولادت

حضرت آمنہؓ جب نور محمدی ﷺ سے سرفراز ہوئیں تو حمل کے نو ماہ مختلف کرامات اور عجیب و غریب نشانیاں دیکھتی رہیں۔ پھر وہی کیفیت آن پہنچی جو ولادت کے وقت عورتوں پر ہوا کرتی ہے۔اس تکلیف کا کسی کو علم نہ تھا۔اس وقت سیدہ آمنہؓ ایک ڈرانے والی آواز سنی پھر کیا دیکھتی ہیں کہ ایک سفید رنگ کے پرندے نے اپنے پروں کو آپ کے دل پر پھیرا پس آپ کا خوف جاتا رہا پھر دیکھا تو ایک سفید رنگ کا برتن نظر آیا جس میں دودھ تھا۔آپ کو پیاس محسوس ہو رہی تھی۔آپ نے وہ نوش فرمالیا۔ پھر سیدہ آمنہؓ نے کھجور کی مانند لمبی پتلی دراز قد عورتیں دیکھیں۔انہیں دیکھ کر بہت متعجب ہوئیں۔

اسے لوگوں کی نظروں سے چھپالو۔ سیدہ آمنہؓ نے ہوا میں کچھ مرد کھڑے دیکھے۔ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کٹورے ہیں۔ان سے قطرے ٹپک رہے ہیں جو مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار ہیں۔آپ نے پرندوں کا ایک غول دیکھا جو آپ کی طرف بڑھا۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپ کے حجرہ کو ڈھانپ لیا، ان کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے۔اس

وقت سیدہ آمنہؓ نے زمین کا چپہ چپہ دیکھا۔ انہیں تین جھنڈے دکھائی دیئے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا تھا۔ آپ کو درد زہ ہوا تکلیف سخت تھی۔"

مشرق و مغرب روشن

نبی کریم ﷺ ان کمالات سے موصوف پیدا ہوئے جو آپ کے عظیم کمال کے لائق تھے اور اعلیٰ سیادت کے لیے ضروری تھے۔ ان اوصاف میں سے چند یہ ہیں:

ایوانِ کسریٰ زلزلہ

وقت ولادت رونما ہونے والے واقعات اور معجزات کا ذکر کرتے ہوئے علامہ صاحب یہودی اور عیسائی علماء کی اُن

بشارات

کا بھی ذکر کرتے ہیں جو ان علماء نے حضور ﷺ کی ولادت کے متعلق دی تھیں۔ جیسے کہ یہودی اور عیسائی علماء کی ایک جماعت نے آپ کی ولادت کی خبر دی اور ان تمام نے اس بات پر اتفاق کیا کہ بنی اسرائیل کے ملک کا خاتمہ ہو جائے گا ان میں سے بعض آپ پر ایمان بھی لائے۔ ولادت باسعادت کی رات کسریٰ کا ایوان لرز اٹھا جس سے زیادہ مضبوط اور کوئی عمارت نہ تھی۔ اس میں دراڑیں پڑ گئیں اور اس کے چودہ کنگرے (چھوٹے چھوٹے مینار) گر پڑے جو اس طرف اشارہ تھا کہ کسریٰ کے حکمرانوں میں سے چودہ آئیں گے۔

ابو لہب کے عذاب میں تخفیف

یہ واقعہ "حسن المقصد فی عمل المولد" میں امام جلال الدین سیوطی نے بھی اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ امام القراء حافظ شمس الدین ابن جزری کی کتاب "التعریف بالمولد الشریف" کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ جس میں ہر پیر کے روز ابو لہب جیسے کافر کے عذاب میں تخفیف کا ذکر ہے۔ اسی طرح "مولد النبی ﷺ" از علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکیؒ بھی ابو لہب کے عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اُس نے حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا اور جس انگلی سے لونڈی کو آزاد کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ ہر سوموار کے دن انہی انگلیوں سے اسے سیراب کیا جاتا ہے۔ (۳۷)

۴۔ المورد الروی فی مولد النبی ﷺ

اپنے زمانے کے وحید العصر، فرید الدہر، محقق، مدقق، مصنف مزاج، محدث، فقیہ، جامع العلوم عقلیہ و نقلیہ اور متضلع سنت نبویہ جماہیر اعلام اور شاہیر اولی الحفظ والافہام میں سے ہیں۔ علی بن سلطان محمد ہروی نزیل مکہ المعروف ملا علی قاری، نور الدین لقب والے عظیم شخصیت اپنی تصنیف المورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں فرماتے ہیں کہ:

ملا علی قاری اپنی تصنیف مولد الروی فی مولد النبی ﷺ میں اپنے مشائخ علماء میں سے صاحب فہم شمس الدین محمد السخاوی کا بیان قلمبند کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کہ مکہ مکرمہ میں کئی سال تک میں محفل میلاد کی شرکت سے مشرف ہوااور مجھے معلوم ہوا کہ یہ محفل پاک کتنی برکتوں پر مشتمل ہے اور بار بار میں نے مقام مولد کی زیارت کی اور میری سوچ کو بہت فخر حاصل ہوا۔ فرمایا:

مولد شریف کے عمل کی اصل تین فضیلت والے زمانوں میں سے کسی بزرگ سے منقول نہیں اور یہ عمل بعد میں نیک مقاصد کے حصول کے لیے شروع ہوااور اس میں خلوص نیت شامل ہے۔ پھر ہمیشہ اہل اسلام تمام علاقوں اور بڑے بڑے شہروں میں حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد کے مہینے میں محفلیں برپا کرتے ہیں اور عجیب و غریب رونقوں اور نئے نئے عمدہ کھانوں کا اہتمام کرتے ہیں اور ان دنوں طرح طرح کے صدقات و خیرات کے ذریعے خوشیوں کا اظہار اور نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کے میلاد پاک کو کارِ ثواب سمجھتے ہیں اور ان پر اس کی برکتیں اور عام فضل و کرم ظاہر ہوتا ہے۔

امام شمس الدین بن الجزری المقری نے فرمایا کہ:

ومن خواصہ انہ امان تام فی ذالک العام۔ (۳۸)

محفل میلاد پورے سال کے لیے امن وامان اور مقاصد حاصل کرنے کے لیے مجرب نسخہ ہے۔

مصر اور شام کے لوگوں کا میلاد النبی ﷺ منانا

علامہ سخاویؒ نے فرمایا:

مصر کے بادشاہ ہمیشہ حرمین شریفین کے حقیقی خادم رہے ہیں اور اللہ کی توفیق سے انہوں نے بہت ساری برائیوں اور خرابیوں کا خاتمہ کیا۔ بادشاہ رعایا کا ایسے خیال رکھتا ہے جیسے باپ اپنی اولاد کا خیال رکھتا ہے اور انہوں نے اپنے آپ کو عدل و انصاف کے لیے وقف کر رکھا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے لشکر اور مدد سے قوت دی جیسے کہ بادشاہ نیک بخت و شہید ظاہر المصدق ابو سعید جقمق محفل میلاد کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور ہمیشہ اپنے نبی کریم ﷺ کے راستے کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ ان کے دور حکومت میں قراء کی جماعت یقیناً تیس سے اوپر تھی۔ سو ہر خوبی کے ساتھ ان کو یاد کیا جاتا ہے اور ہر لمبی چوڑی پریشان کن باتوں سے ان کو بچایا جاتا ہے۔ (۳۹)

اندلس (اسپین) کے بادشاہ محفل میلادؐ کیسے مناتے تھے

اندلس اور مغرب (یورپ) کے بادشاہ اس رات کو شاہسواروں کے ساتھ محفل میلاد النبیؐ میں شامل ہوتے، اس محفل میں بڑے بڑے علماء آئمہ اور ان کے ساتھی ہر جگہ سے جمع ہوتے اور کافروں کے درمیان کلمہ ایمان بلند کرتے میرے خیال میں رومی بھی اس سے پیچھے نہیں رہتے تھے اور باقی بادشاہوں کے ساتھ قدم بقدم چلتے۔ (۴۰)

ہندوستان میں محفل میلاد النبی ﷺ

ہندوستان کے لوگ جیسا کہ مجھے بعض نقد و جرح کرنے والے اور لکھنے والوں نے بتایا دوسروں سے بہت آگے تھے۔
ہمارے شیخ المشائخ مولانا زین الدین محمود ہمدانی نقشبندیؒ کا واقعہ ہے کہ سلطان زمان، خاقان دوران ہمایوں بادشاہ (اللہ تعالیٰ اس پر رحم و کرم کرے اور اس کو اچھا ٹھکانہ دے) نے ارادہ کیا کہ وہ بھی شیخ صاحب کے ساتھ شامل ہو جائے اور اس سلسلہ میں اس کو شیخ کی مالی امداد کا موقع مل جائے لیکن شیخ نے اس کا انکار کر دیا اور یہ بات بھی رد کر دی کہ بادشاہ خود ان کے پاس یہ مدد لے کر حاضر ہو، اللہ تعالیٰ رحمٰن کے فضل و کرم سے استغناء کا یہ عالم تھا، اب بادشاہ نے اپنے وزیر بیرم خان سے کہا کہ اس جگہ محفل میلاد کا اہتمام لازمی ہے اگرچہ تھوڑے وقت کے لیے ہی ہو، وزیر نے سن رکھا تھا کہ شیخ محفل میلاد کے علاوہ خوشی اور غمی کی کسی محفل میں شریک نہیں ہوتے، صرف محفل میلاد کی تعظیم کرتے ہیں۔ وزیر نے بادشاہ کو مشورہ دیا تو بادشاہ نے شاہانہ اسباب کے ساتھ تیاری کا فرمان جاری کیا کہ طرح طرح کے کھانے مشروبات اور دوسرے لوازمات کا اہتمام کیا جائے اور یہ کہ علمی مجلس میں خوشبو کا بندوبست کیا جائے، بڑے بڑے اکابر اور عوام میں اعلان کر دیا گیا شیخ بھی بعض دوستوں کے ہمراہ حاضر ہوئے، بادشاہ نے دست ادب سے لوٹا پکڑا اور اس کے ساتھ معاون اور وزیر نے طشت پکڑی، اس امید سے کہ شیخ کا لطف اور نظر عنایت حاصل ہو، دونوں نے شیخ محترم کے ہاتھ دھلائے چونکہ دونوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے تواضع کی، اس کی برکت سے ان کو عظیم مقام اور شان و شوکت حاصل ہوئی۔ (۴۱)

اہل مکہ کا میلاد النبی ﷺ منانا

امام سخاویؒ نے فرمایا:

اہل مکہ خیر و برکت کی کان ہیں، یہ سارے کے سارے لوگ ہمیشہ ''سوق اللیل'' میں واقع رسول اللہ ﷺ کے مقام ولادت پر تمام لوگوں کے ہمراہ جاتے ہیں اور ہر ایک اس مقصد کو حاصل کرتا ہے۔ عید کے دن اس کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کوئی نیک یا بد اور کم نصیب یا سعادت مند پیچھے نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ حجاز مقدس کا گورنر بھی بلاناغہ حاضر ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب شریف مکہ کی اس جگہ اور اس وقت پر تشریف آوری نہیں ہوتی۔ اس نے کہا: کہ قاضی مکہ وہاں کے عالم البرہانی الشافعیؒ: کا وہاں پر آنا اور آنے والوں کی اکثریت کو کھانا کھلانا اور بہت سارے لوگ جو صرف زیارت کے لیے آتے ہیں ان کو اچھے کھانے اور مٹھائیاں دینا اور اس مقام پر میلاد کی صبح عوام کی مدد کرنا، اس امید پر کہ اس سے مصیبتیں ٹلتی ہیں۔ یہ جاری و ساری ہے، اس کے بیٹے الجمال نے اس سلسلے میں اس کی پیروی کی ہے وہ غریب اور مسافر کی خبر گیری کرتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اب ان کھانوں کا صرف دھواں رہ گیا ہے اور مذکورہ چیزوں میں سے پھلوں کی خوشبو رہ گئی ہے اور تب حالت یہ ہے کہ جیسے کسی نے کہا:

اما الغیام فانہا کغیا مہم

واری نساء الحہ غیر نساء ہم (۴۲)

"یہ خیمے تو ان خیموں کی طرح ہیں لیکن میرے خیال میں قبیلے کی عورتیں ان کی عورتیں نہیں رہیں"۔

اہل مدینہ کے ہاں محفل میلاد النبی ﷺ

اہل مدینہ (اللہ انہیں خیر کثیر عطا فرمائے) محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرتے ہوئے اس پر پوری توجہ دیتے ہیں۔ ریاست (اربل) کے بادشاہ مظفر نے اس سلسلہ میں ہمیشہ کامل تر شایان شان اور حد سے بڑھ کر اہتمام کیا، جس کی بنا پر امام نووی (شارح صحیح مسلم) کے شیخ علامہ ابو شامہ (جو صاحب استقامت تھے) نے اپنی کتاب (الباعث علی البدع والعوادث) میں اس بادشاہ کی تعریف کی، حسن نے بھی ایسے ہی کہا ہے "محفل میلاد مستحب ہے، اس کا اہتمام کرنے والے کی قدر اور تعریف کی جائے گی"۔ (۴۳)

امام سخاوی کا فرمان

ملا علی قاری میلاد النبیؐ منانے کے جواز میں امام سخاوی کا فرمان شامل کتاب کرنے سے پہلے امام صاحب کا علمی مقام بیان کرتے ہیں کہ:

امام سخاویؒ نے اس بحث سے صرف نظر کرتے ہوئے کہا بلکہ مشائخ الاسلام کے شیخ بلند مرتبت ائمہ کے خاتم ابوالفضل ابن حجر اللہ ان کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور ان کو جنت کے باغ میں سکونت بخشے۔ ایسا امام جس کی طرف سے ہر بڑے عالم اور امام کو سہارا ملتا ہے وہ صحیحین کی روایت پر مروی حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے:

نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود یوم عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے ہیں، آپ نے ان سے اس بارے میں پوچھا: تو انہوں نے کہا: یہ دن ہے جس میں اللہ سبحانہ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰؑ کو نجات دی سو ہم اللہ تعالٰی کے شکر کے طور پر اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں تم سے بڑھ کر موسیٰؑ کا حقدار ہوں"۔

تو آپ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس روزے کا امت کو حکم دیا۔

جہاں تک سماع اور کھیل کود کا تعلق ہے تو کہنا چاہئے کہ اس میں سے جو مباح اور جائز ہے اور اس دن کی خوشی میں مدد و معاون ہے تو اس کو میلاد کا حصہ بنانے میں کوئی حرج نہیں اور جو حرام اور مکروہ ہے اس سے منع کیا جائے۔ یونہی جس میں اختلاف ہے بلکہ ہم تو اس مہینے میں تمام شب و روز میں یہ عمل جاری رکھتے ہیں جیسا کہ ابن جماعہ نے فرمایا:

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ زاہد، قدوۃ، معمر ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالرحیم بن ابراہیم بن جماعۃ جب مدینہ النبی ﷺ میں تھے تو میلاد نبوی ﷺ کے موقع پر کھانا تیار کرکے لوگوں کو کھلاتے اور فرماتے اگر میرے بس میں ہوتا تو پورے مہینے کے ہر دن محفل میلاد کا اہتمام کرتا۔

امام سخاوی فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ کا میلاد اہل مکہ کے لیے فتح اور خوشحالی کا سبب ہے۔

جس سال حضور نبی کریم ﷺ کا حمل بطن مادر میں منتقل ہوا جیسا کہ منقول ہے قریش پر بڑا سخت اور قحط کا دور تھا۔ اب ان کی زمین ہری بھری ہو گئی ان کے درخت پھلوں سے لد گئے اور اہل مکہ بہت زیادہ خوشحال ہو گئے یہاں تک کہ اس سال کا نام ''الفتح والا بتھاج'' پڑ گیا۔ (۴۵)

ورب الکعبۃ وھو امام الدنیا و سراج اھلھا

''رب کعبہ کی قسم محمد ﷺ کا حمل ٹھہرا گیا، وہ امام دنیا ہیں اور دنیا والوں کے چراغ ہیں''۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ

ملا علی قاری بیان کرتے ہیں کہ شب ولادت اللہ رب العزت نے ستاروں سے چراغاں کا اہتمام کیا اس سلسلے میں وہ درج ذیل آئمہ کرام کی کتب میں درج روایت کا ذکر کرتے ہیں کہ امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ

ابو لہب کا حضور نبی کریمؐ کی پیدائش پر خوشی منانا

ابو لہب کا حضور ﷺ کی پیدائش پر خوشی منانے کے اسی واقعے کو ملا علی قاری نے بھی اپنے رسالے میں شامل کیا ہے اور اس میں صاحب کتاب نے اس واقعے کو ابو الفرج بن جوزیؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ

جب شب میلاد کو حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت میلاد کی خوشی منانے پر اس کافر ابو لہب کو یہ بدلہ ملا کہ جس کی مذمت قرآن میں نازل ہوئی ہے تو آپ ﷺ کے مسلمان امتی کو خوشی منانے پر کس قدر اجر و ثواب ملے گا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشیاں مناتا ہے اور حسب توفیق آپ ﷺ کی محبت میں مال خرچ کرتا ہے مجھے اپنی عمر کی قسم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی جزا یہ ہو گی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اپنی نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کرے گا۔

اہل کتاب حضور نبی کریم ﷺ کی میلاد کی خوشی مناتے ہیں

حاکم نے اپنی صحیح کے اندر سیدہ عائشہؓ کی یہ روایت بیان کی کہ

آج عبداللہ بن عبدالمطلبؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے''۔

وہ یہودی کو لے کر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچے اور عرض کیا: بچہ باہر لا کر ہمیں دکھائیں۔ وہ باہر لائیں، لوگوں نے آپ ﷺ کی پیٹھ مبارک سے کپڑا ہٹا کر مہر نبوت کا ابھرا ہوا ٹکڑا دیکھا۔ یہودی بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب ہوش میں آیا تو اس سے کہا گیا: تیرا برا ہو کیا ہوا؟ کہنے لگا:

ذہبت النبوۃ واللہ من بنی اسرائیل۔ (۴۸)

”اللہ کی قسم! نبوت بنی اسرائیل سے گئی“۔

اے جماعت قریش! بخدا اب تمہاری شان و شوکت اتنی بڑھ جائے گی کہ اس کی خبر مشرق و مغرب تک پہنچے گی۔

اسی طرح حضورؐ کی پیدائش سے پہلے بہت سے یہودی راہبوں اور عیسائی پادریوں نے نبی آخر الزمان کے آنے کی نوید سعید سنائی تھی۔ ان ہی ارہاصات نبوی میں ایوان کسریٰ میں زلزلہ اور فارس کے آتش کدے کا بجھ جانا اور بحیرہ ساوہ کے پانی کا خشک ہو جانا شامل ہے۔

میلاد النبیؐ کے دن فارس کا آتش کدہ بجھ گیا اور بحیرہ ساوہ کا پانی خشک ہو گیا

بیہقی دلائل نبوۃ میں ابو نعیم سے روایت بیان کرتے ہیں:

۵۔ الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد

الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد محمد بن جعفر الکتانی کا میلاد النبی ﷺ پر لکھا ہوا مختصر مگر جامع رسالہ ہے۔ اس میں انہوں نے نہایت عقیدت اور احترام سے اُن سارے واقعات کو قلمبند کیا ہے جو دوسرے عرب مصنفین نے بھی فرداً فرداً اپنی کتب میں تحریر کیا ہے۔

ان میں وہ سب خوارق عادات واقعات شامل ہیں جو رسول ﷺ کی ولادت سے پہلے اور ولادت کے بعد رونما ہوئے۔ سیدہ آمنہؓ نے جو کچھ دوران حمل دیکھا اور محسوس کیا اُن سب واقعات کو بھی صاحب کتاب نے نہایت عقیدت اور احترام سے شامل کتاب کیا ہے۔ مترجم علامہ شہزاد مجددی نے بھی سیدہ آمنہؓ کی آغوش میں کے عنوان کے تحت اس کا ترجمہ بہت احسن طریقے سے کیا ہے۔

سیدہ آمنہؓ کی آغوش میں

اور جب اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق حضرت سیدنا عبداللہؓ کا نکاح مخدومہ عالم سیدہ بی بی آمنہؓ سے ہوا اور جناب عبداللہ نے ان سے اختلاط کیا اور مجامعت فرمائی۔ تو یہ معزز نوران کی طرف منتقل ہو گیا اور سیدہ آمنہؓ امید سے ہوئیں۔

اکثر آئمہ کی تصریح کے مطابق حضور ﷺ کے علاوہ نوع انسانی میں سے کوئی اور آپ کے بطن مبارکہ میں نہیں ٹھہرا۔ جب یہ نور جناب عبداللہ سے سیدہ آمنہؓ کی طرف منتقل ہوا تو یہ جمعۃ المبارک کی رات یا ماہ محرم رجب المرجب کی یکم اور شب دو شنبہ تھی۔ اس وقت (ابوین بنی علیہ السلام) شعب ابی طالب میں درمیانی ستون (جمرۃ الوسطیٰ) جیسے مقدس مقام کے قریب مقیم تھے۔

ساری دنیا کے بت منہ کے بل گر پڑے۔ بادشاہان عالم کی شان و شوکت ماند پڑ گئی اس صبح کو دنیا کا ہر بادشاہ گونگا ہو گیا اور پورا دن گفتگو نہ کر سکا البتہ اپنا مدعا اشاروں سے ظاہر کرتا تھا۔ قریش مکہ کا ہر مویشی اس رات بول اٹھا اور ہر ایک نے کہا۔ رب کعبہ

کی قسم ! اللہ کے رسول ﷺ اور کامل عالم کے امام، شکم مادر میں تشریف لے آئے ہی جبکہ ایک روایت میں ہے: عالم کے چارہ گر اور اہل عالم کے مہر منیر اپنی والدہ کے شکم میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔

ایسے ہی اس رات کوئی گھر ایسا نہ تھا جو چمک نہ گیا ہو اور کوئی خطہ زمین نہ تھا جس میں روشنی اور فرحت سرایت نہ کر گئی ہو۔

اس سے پہلے اہل مکہ سخت تنگی اور طویل معاشی بدحالی میں مبتلا تھے۔ حضور ﷺ کی صورت میں انہیں "خیر کثیر" مل گئی اور عطیات و عنایات کے خزانے ان پر لٹا دیئے گئے۔ لہٰذا اس سال کا نام یعنی "منۃ الفتح والابتہاج" "کشائش و خوشحالی والا سال" رکھ دیا گیا۔ کیونکہ اس سال پرچم حمد اور تاج کرامت والے (نبی علیہ السلام) رحم مادر میں متمکن ہوئے۔ (۵۰)

سیدہ آمنہؓ بارہا خواب میں اپنے وجود سے روشن انوار کو نکلتے ہوئے دیکھتی تھیں، جس کی تابانیوں سے مشرق و مغرب جگمگا اٹھے تھے۔ صحیح ترین اقوال و روایات کے مطابق سیدہ کو حاملہ ہوئے دو ماہ مکمل ہوئے تھے کہ حضورؐ کے والد گرامی سیدنا عبداللہؓ، نہایت پاکیزہ اور پسندیدہ حالت میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت اٹھائیس برس تھی۔

آپ کو شہر فضیلت مآب مدینہ منورہ میں آپ کے والد جناب عبدالمطلب کے ننھیال بنو عدی بن النجار کے مکانات میں سے ایک مکان میں دفن کیا گیا۔ آپ کا مدفن آج تک ایک لمبی سی گلی میں ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ تو کیا ہی سعادت ہے اس خوش نصیب کی جو ان کی بارگاہ میں حاضری کا قصد کرے۔

اس کے بعد امام محمد بن جعفر الکتانی ملائکہ کی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اُس عرض کا ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت عبداللہ کی وفات پر بارگاہِ خداوندی میں کی اور اس واقعہ کو ابو نعیمؒ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے امام جلال الدین سیوطی نے اپنی تصنیف الخصائص الکبریٰ میں بھی بیان کیا ہے:

فقالت الملائکۃ الھنا و سید نا بقے نبیک ھذا یتیماً فقال اللہ انا لہ ولی وحافظ و نصیر۔ (۵۱)

"فرشتوں نے کہا: یا اللہ تیرا نبی ﷺ یتیم پیدا ہوگا: اللہ پاک نے فرمایا: میں ان کا محافظ و نگہبان اور مددگار ہوں۔"

پس تم سب میرے محبوب پر خوب صلوۃ و سلام بھیجو اور ان کے اسم پاک سے احتراماً برکتیں حاصل کرو اور اس سال اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام عالم کی حاملہ خواتین کو حکم دیا کہ وہ لڑکوں کو جنم دیں یہ سب آپ کی عظمت کے اظہار کے لیے تھا تاکہ قیامت تک اس کا شہرہ کتب سیر و تاریخ میں ہوتا رہے۔

سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں:

قسم بخدا! میں نے اس سے زیادہ ہلکا پھلکا اور عظیم برکت والا حمل نہیں دیکھا۔ آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے انہیں کہیں آنے جانے، چلنے پھرنے اور دوڑ دھوپ والے کاموں میں کوئی رکاوٹ نہیں آئی۔ جب آپ کو امید سے ہوئے چھ ماہ

گزر گئے تو خواب میں ایک آنے والا آیا اور ان سے کہا: اے آمنہ ! بے شک تم بہترین خلائق اور سرور کونین کے حمل سے ہو۔جب تم اسے جننے کا شرف حاصل کر لو تو اس کا نام "محمد" رکھنا اور اپنے معاملے کو پوشیدہ رکھنا اور وضع حمل سے پہلے کسی سے بھی اپنا حال بیان نہ کرنا۔

اور ابو نعیم اصفہانی نے عمرو بن قتیبہ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے:

اور ابو نعیم ہی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے:

پھر میں نے دیکھا کہ سفید مشروب ہے جو میرے خیال میں دودھ تھا مجھے پیاس لگ رہی تھی سو میں نے اسے پی لیا۔ یہ شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ پھر بہت زیادہ نور میرے اوپر چھا گیا۔ پھر میں نے سرو قد عورتیں دیکھیں جو بنو ہاشم کی دوشیزاؤں جیسی تھیں۔انہوں نے چاروں اطراف سے میرے گرد حلقہ بنا لیا۔ میں سخت تعجب کے عالم میں تھی: میرے اللہ! انہوں نے مجھے کیسے جان لیا؟

یہ بات ظاہر ہے کہ ولادت باسعادت اور معراج النبی ﷺ والی دونوں راتیں دنیا کی دیگر تمام راتوں سے بلا حیل و حجت افضل ہیں۔ جیسا کہ واضح اور روشن ہے کہ جو کچھ ان دو راتوں میں پیش آیا ہے اور وقوع پذیر ہوا ہے وہ ان دو کے علاوہ میں ناپید ہے۔

اسی طرح وہ دن جو ان راتوں کے اختتام پر طلوع ہوا، باقی تمام ایام سے افضل ہے اور اس بات کا اظہار اسی موقع پر مناسب لگتا ہے اور یہ سب کچھ اگر واقعتاً ایسا ہی ہے تو یہ دو راتیں اسی قابل ہیں کہ ان کی مثل (ہر سال) آنے والی رات کو شب عید کی طرح منایا جائے اور نیکی و بھلائی کے موسم کے طور پر اسے اپنایا جائے۔اور اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے اس میں اللہ کی کتاب مقدس بکثرت پڑھی جائے۔اس کی نصف شب میں وہ امور بجالائے جائیں جو فرحت، مسرت اور اس کی فضیلت پر دلالت کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ کا اس نعمت عظمیٰ کے ملنے پر شکر ادا کیا جائے جو اس نے خاص میلاد کی رات (شب میلاد النبیؐ) کو عنایت فرمائی۔

اس کے لیے ایسا طریقہ اپنایا جائے جو خلاف شرع نہ ہو اور نہ ہی میلاد منانے والے کو ڈانٹ ڈپٹ اور ملامت کی جائے۔

امام محمد بن جعفر الکتانی فرماتے ہیں کہ

> عن جابر ان النبی ﷺ قال: انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع و مشفع ولا فخر۔ (۵۴)
>
> "حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور اس پر فخر نہیں کرتا میں خاتم النبیین ہوں اور اس پر فخر نہیں کرتا۔ میں پہلا شفاعت کرنے والا اور میں ہی وہ پہلا (شخص) ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور اس پر کوئی فخر نہیں کرتا۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ اطاعت گزار کے لیے نبی کریم ﷺ کے انعامات اس کی کارکردگی سے کئی درجہ بہتر، افضل، کثیر اور شاندار ہوں گے کیونکہ عطا سخی کے شایان شان ہوتی ہے اور تحفہ دینے والے کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے۔

محافل میلاد کے بارے میں لوگ بہت زیادہ باتیں کرتے ہیں۔ جیسا کہ عام طور پر اس میں چراغاں کرنے کا رجحان ہے جو ساعتوں اور بصارتوں کے لیے باعث فرحت ہوتا ہے۔ صدقات و خیرات کے علاوہ مبنی بر عقیدت اعمال کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ نعتیہ قصائد پڑھے جاتے ہیں، بلند آواز سے خیر والخلائق پر صلوۃ و سلام بھیجا جاتا ہے اور اس کے علاوہ وہ امور جن کی شریعت میں ممانعت نہیں اور عرف و عادت میں بھی جن کا بجالانا معیوب نہ ہو۔ ائمہ محققین اور اکابر علوم ظاہر و باطن کے ارشادات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ ایسے اعمال بجالانے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسے اعمال اگر اچھی نیت سے ہوں تو کرنے والے کے لیے بہترین اجر کی امید اور توقع ہے۔

والاعمال بالنیات، ولکل امریء مانوی ومارآہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن۔(۵۵)

"اور اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے اور جس (عمل) کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔"

اس عمل کو ہرگز بری بدعت یا ناپسندیدہ عمل نہیں کہنا چاہئے کیونکہ جب اس کافر (ابولہب) کو جس کی ساری عمر رحمت عالم ﷺ کے ساتھ عداوت میں گزری۔ اور اس نے آپ ﷺ کو اذیت پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت نصیب ہو گئی۔ اس نے خواب میں اپنے بھائی سیدنا عباسؓ کو یہ خبر دی کہ ہر دوشنبہ (پیر) کی رات اس کے عذاب میں بہت کمی کر دی جاتی ہے کیونکہ اس نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری سنانے والی کنیز "ثویبہ" کو اس خبر کے سنانے کی وجہ سے آزاد کر دیا تھا۔

تو اس مومن کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ جو سرکار دو عالم ﷺ کے ارشادات کی تصدیق کرنے والا ہے۔ آپ کی دعوت بر حق پر ایمان رکھنے والا ہے۔ اور آپ ﷺ کی کامل محبت تک رسائی کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے والا ہے اور آپ کی شان و عظمت کی خوشی میں ہر مناسب طریقہ اختیار کرنے والا ہے۔

امام حلبی نے السیرۃ الحلبیہ میں یہ روایت بیان کی ہے کہ

دیکھو اس عظیم الشان کرم نوازی کا ربط اس گنہگار شخص کی ذات سے کس طرح بے اختیار قائم ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کے گناہوں کا نام و نشان مٹ گیا اور اس کا ٹھکانہ شقاوت سے سعادت کی طرف منتقل ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ اس نے امام الانبیاء کے اسم عظیم کی تعظیم کی اور اپنی محبت و عقیدت بھری آنکھوں سے مس کیا اور کمال اشتیاق و مروت سے اس پر درود پڑھا۔ تو اس کا کیا عالم ہو گا جو آپ ﷺ کی محبت میں اپنا کثیر مال و زر صرف کرے اور اپنی تمام عمر ان کی اطاعت و پیروی میں بسر کرے اور

کثرت سے آپ کی ذات پر صلوٰۃ وسلام پڑھے اور آپ کے اہل بیعت و قرابت سے عقیدت رکھے اور آپ کی ذات سے بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق رکھنے والی ہر چیز کو محترم سمجھے۔

اللہ کے احسان عظیم کی تعظیم

اسی طرح حضورؐ کا میلاد پڑھتے ہوئے عین ذکر ولادت کے وقت نعتیہ قصائد اور صلوۃ وسلام پڑھتے ہوئے قیام کرنے کا معمول بھی چلا آرہا ہے۔ یہ مروّجہ قیام اسلاف کے ہاں رائج نہیں تھا بلکہ ان کے بعد والے بزرگوں نے اسے اختیار کیا۔

اور یہ باری تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدیہ تشکر ہے جو اس نعمت کبریٰ اور عطیہ عظیم کے عطا فرمانے پر (ہماری طرف سے) تشکر کا بجا طور پر حق دار ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر وہ لاثانی احسان ہے جو اس نے بلا استحقاق، کسی ظاہری، سبب اور ان کے کسی کمال و خوبی کو ملحوظ رکھے بغیر فرمایا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت انسؓ سے مروی ہے:

بعض سیرت نگار اتنا اضافہ کرتے ہیں:

خوش آمدید! اے نبی مختار! خوش آمدید! اے صالحین کے سردار!

صبح شب ولادت

سب متقدمین و متاخرین کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پیر (دوشنبہ) کے روز ہوئی۔ امام محمد بن جعفر الکتانی بھی مختلف احادیث مبارکہ کی روشنی میں حضور پرنور ﷺ کی تاریخ ولادت کا بیان اپنی اس تصنیف میں کرتے ہیں جیسے کہ صحیح حدیث (مسلم) کے مطابق بلاشک وشبہ آپ کو ولادت باسعادت دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی۔ جبکہ بعض اہل علم فرماتے ہیں:

حدیث شریف کے بیان کی روشنی میں صبح صادق کے آثار ظاہر ہو چکے تھے، یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن تمام ائمہ محدثین کے نزدیک فضائل میں ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جاتا ہے۔ اس دوسرے قول پر اکثر علماء کا اتفاق ہے اور انہوں نے اس کی تصدیق کی ہے جبکہ مذکورہ بالا حدیث مسلم سے بھی اس احتمال کی تائید ہو گئی ہے جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا تھا۔

اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ولادت مبارکہ مکہ معظّمہ میں رات کے آخری پہر (صبح صادق کے وقت) ایک بلند پہاڑی کے قریب اس مشہور مقام پر ہوئی جو آج کل (مصنف کے زمانہ میں) مسجد میلاد النبیؐ کے نام سے مشہور ہے۔ جبکہ قبل ازیں یہ ایک رہائش گاہ اور مکان تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ خیزران نے حصول ثواب و قرب الٰہی کے لیے یہاں مسجد بنوادی تھی۔

اکثر علماء کی رائے ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت موسم بہار میں ربیع الاول شریف کے مہینے میں ہوئی۔ پھر کچھ نے کہا سات ربیع الاول کو ہوئی۔ ایک رائے یہ ہے کہ آٹھ ربیع الاول کا دن تھا اکثر محدثین اور اہل تحقیق بھی اس طرف گئے ہیں۔ جبکہ اہل مکہ ۱۲ ربیع الاول ہی مانتے ہیں اور اسی پر عمل پیرا ہیں۔

حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو عام الفیل میں، مگر ہوئی ہاتھیوں کے آنے سے پہلے اور اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کے وجود اقدس کی بدولت ہی تو ہاتھیوں کو مکہ سے دور دھکیل دیا تھا۔

آپ ﷺ کی پیدائش بغیر کسی ناپاکی اور کدورت کے نہایت پاکیزگی کی حالت میں ہوئی، آپ اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے جو کہ قبلہ دعا بھی ہے اور عزت و تفکر والا مقام بھی ہے۔ آپ کی بقیہ انگلیاں بند تھیں۔ نہایت خشوع و خضوع، عاجزی و انکساری اور تڑپ کے ساتھ لوازمات بندگی و علامات عبدیت لیے صرف اور صرف اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ ہو کر غیر سے مکمل انقطاع کی کیفیت میں مسرور و مختون (ختنہ شدہ) دست الٰہیہ سے آراستہ و پیراستہ معطر و معنبر ہو کر، عنایت ازلی کا سرمہ آنکھوں میں لگا کر جلوہ فرما ہوئے۔

نورِ مصطفیٰ ﷺ جب سیدہ آمنہؓ کی گود میں آگیا تو اس کی چمک دمک سے پورا عالم بقعہ نور بن گیا۔ یہ نور ظاہر انوار ہی تھا مگر اس کی حقیقت کچھ اور وہی تھی۔ بصارت کو بصیرت کے ساتھ ہم رنگ کر کے کل جسمانی ظلمات کو منور کر دینا معمولی نور کا کام نہیں۔ یہ اس ذات مقدس کا نور تھا جو انا من نور اللہ کی مصداق ہے۔ یہ نور اجسام کے اندر سرایت کیے ہوئے تھا۔ غرض یہ کہ اس روز عالم میں ایک خاص قسم کی روشنی ہوئی تھی جس کے ادراک میں عقل خیرہ ہے۔

امام محمد بن جعفر الکتانی بھی ابن جوزی، ابن حجر مکی اور ملا علی قاری کی طرح سیدہ آمنہؓ کو صبح شب ولادت پیش آنے والے خوارق عادت واقعات قلمبند کرتے ہیں جیسے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے ظہور قدسی کے وقت ایک ایسا نور دیکھا، جس کی تابانیوں میں انہیں شام کے محلات دکھائی دینے لگے، اور ولادت باسعادت کے وقت ساری زمین جگمگا اٹھی، ستارے خوشی اور عقیدت واحترام کے مارے آپ کی طرف جھکنے لگے، یہاں تک کہ آپ کے قرب و وصال کے حصول کے لیے عین ممکن تھا کہ وہ ارض خاکی پر گر جاتے۔

جب ولادت باسعادت کی مبارک رات تھی تو سارے عالم میں عجیب و غریب علامات اور خرق عادت امور و واقعات کا ظہور ہوا۔ یہ آپ کی نبوت کی ابتداء اور آپ کے ظہور قدسی کے اعلان واحترام کے طور پر تھا۔

ان علامات میں سے ایک فارس کے آتشکدہ کا بجھ جانا بھی ہے۔ جس کی وہ لوگ عبادت کرتے تھے اور صبح و شام اسے روشن رکھتے تھے یہ آتش کدہ ہزار سال سے بجھا نہیں تھا اور اس کے آغاز سے لے کر اب تک اس کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ عام طور پر یہ طویل عرصے تک بجھنے کا نام نہیں لیتا تھا، اور بجھنے پر اسے فوری طور پر تقریباً گھڑی بھر میں پھر بھڑکا دیا جاتا تھا۔

ان ہی علامات میں سے ایک دریائے ساوہ کے پانی کا خشک (جذب) ہو جانا ہے۔

آج کل شہر ''ساوہ'' اسی مقام پر آباد ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا درود و سلام ہو۔ ہر لمحہ و لحظہ اس کے پیارے نبی و حبیب ﷺ پر۔

ان عجیب علامات میں سے ایک وادی "سماوہ" کا سیراب ہونا بھی ہے جو کوفہ کے قریب ایک بے آب و گیاہ بستی تھی اور اس سے قبل اس میں پانی کا ہونا سننے اور دیکھنے میں نہیں آیا تھا لیکن شب ولادت شریفہ کی صبح یہاں سے موجیں مارتا، لہراتا اور بل کھاتا ہوا ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔

سرکار دو عالم ﷺ کو آٹھ خواتین نے دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا، پہلے سات دن آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہؓ نے، پھر ابولہب کی آزاد کردہ کنیز "ثویبہ" نے چند ماہ شرف رضاعت حاصل کیا۔ تاآنکہ حضرت حلیمہ شفیقہؓ پہنچ گئیں۔ حلیمہ سعدیہؓ وہ ہیں جنہیں سرکار دو عالم ﷺ کی ذات سے بڑی سعادتیں، برکتیں اور مرادیں حاصل ہوئیں۔ آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے کہ بنو سعد کی ایک اور خاتون نے آپ کو دودھ پلا کر دارین کی سعادتیں حاصل کر لیں۔

ایک خاتون "ام فروہ" نامی نے بھی شرف رضاعت حاصل کیا اور تمام نعمتیں سمیٹ لیں۔ مشہور قبیلہ بنی سلیم کی تین کنواری خواتین نے بھی یہ سعادت حاصل کی۔ ان میں سے ہر ایک کا نام عاتکہ تھا۔ ان تینوں خواتین نے آپ کو کسی کی آغوش میں گزرتے ہوئے دیکھ کر (فرط عقیدت سے) اپنا اپنا پستان پیش کیا اور آپ ﷺ کے دہن اقدس لگایا، ان میں دودھ اتر آیا اور آپ ﷺ نے نوش فرمایا۔

بعض علماء کا کہنا ہے، درج ذیل مشہور حدیث میں کمال مہربانی سے آپ نے ان ہی خواتین کو یاد فرمایا ہے:

انا ابن العواتک من سلیم۔ (۵۹)

"میں بنو سلیم کی عفت مآب خواتین کا بیٹا ہوں"۔

اور جس بھی خوش بخت خاتون نے نبی اکرم ﷺ کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا، اسے دولت ایمان نصیب ہوئی اور اس نے اپنے مالک حقیقی سے تعلق جوڑ لیا۔

اس سعادت عظمیٰ سے قبیلہ بنو سعد سے تعلق رکھنے والی حضرت حلیمہؓ کو مشرف کیا گیا۔ حضرت بی بی حلیمہؓ اپنے قبیلہ کی نہایت سرکردہ خاتون تھیں۔ اپنے عزیز و اقارب میں بے حد احترام و عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے بڑھنے اور نشوونما پانے کی رفتار عام بچوں سے زیادہ تھی۔ بعد میں اکثر حلیمہؓ ان کی زبان مبارک سے یہ سنا کرتی تھی۔

آٹھویں مہینے میں آپ ﷺ نے بولنا شروع کر دیا اور نویں مہینے میں فصیح کلام فرمانے لگے۔ جو کلام سب سے پہلے زبان مبارک سے ادا فرمائے وہ یہ تھے:

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ (۶۰)

اللہ سب سے بڑا اور عظمت والا ہے۔ اور تمام تعریفیں بکثرت اسی کی ہیں اور اللہ کی پاکی ہے صبح بھی اور شام بھی۔

امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا جھولا شریف فرشتے جھلایا کرتے تھے۔ خطیب بغدادی، ابن عساکر اور امام اور بیہقی وغیرہم نے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ اپنے پالنے میں ہوتے تھے تو چاند آپ سے باتیں کرتا تھا اور آپ کو رونے سے روکتا تھا۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ اس سے باتیں اور گفتگو فرماتے ہوئے انگشت مبارکہ سے جس طرف اشارہ فرماتے وہ اس طرف ہو جاتا تھا اور آپ ﷺ چاند کے بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہونے کی زوردار آواز سماعت فرمایا کرتے تھے۔

حاصل کلام

حضور ﷺ کی ذات کائنات کی جملہ خوبیوں اور محاسن کا جامع ہے جن کا ذکر ازل سے تا امروز اہل ایمان کا شیوہ رہا ہے۔ بلاشبہ ذکر مصطفیٰ ﷺ ہی ذکر خدا ہے اور یہ محبت رسول کا ذیعہ ہے اسی لیے مصنفین عرب نے جواز میلاد کے ثبوت کے لیے بہت سی تصنیفات تصنیف کی جن میں قبل از ولادت کے معجزات، بعد از ولادت کے معجزات سرکار دو عالم ﷺ کا خود عقیقہ کرنا اور دیگر کئی دلائل دیئے ہیں جن سے میلاد النبی ﷺ کے جواز کو ثابت کیا ہے۔

حضور ﷺ کے میلاد منانے کے کئی طریقے رائج ہیں لیکن ایک معروف طریقہ جو قرون اولیٰ سے چلا آرہا ہے محافل میلاد کا انعقاد ہے۔ ان پاکیزہ محافل میں آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ، فضائل و خصائل، کمالات اور ولادت باسعادت کے واقعات کا تذکرہ نظم اور نثر کی صورت میں بڑے ذوق و شوق اور والہانہ انداز سے کیا جاتا ہے۔ ماہ ربیع الاول میں خصوصیت کے ساتھ یہ سلسلہ اپنے عروج کو پہنچ جاتا ہے۔ ان محافل کا ذکر ملا علی قاری نے اپنی تصنیف المورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں تفصیلاً کیا ہے جس میں وہ بلاد اسلامیہ کی محافل میلاد کی تاریخ بیان کی ہے۔

ذکر مصطفیٰ ﷺ کا یوں تو ہر گوشہ اپنے اندر بے پناہ عظمتیں رکھتا ہے لیکن وہ گوشہ جسے ہم میلاد النبی ﷺ سے تعبیر کرتے ہیں۔ جس میں اہل ایمان اللہ رب العزت کے اس عظیم احسان کو یاد کرتے ہیں۔ وہ ماہ ربیع الاول میں جو نعمت عظمیٰ ہمیں عطا کی گئی اور اس کے ساتھ کیا کیا عجائبات ظہور پذیر ہوئے ان کا حسین تذکرہ ان عرب مصنفین نے انتہائی دل آویز پیرائے میں بیان کیا ہے۔

میلاد النبی ﷺ منانے پر اجر کے سلسلے میں ایک مشہور واقعہ ہے جو صحیح بخاری کتاب النکاح میں نقل کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ تمام کتب فضائل و سیر اور تاریخ کی کتابوں میں رقم ہے۔ وہ ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہے اس کا ذکر زیر نظر مقالہ میں شامل عربی مترجم کتب میں بھی شامل ہے۔ اس طرح ان سب دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے یوم ولادت پر خوشی کا اظہار کریں، کھانا کھلائیں، دیگر عبادات کریں اور تاکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس نعمت عظمیٰ کا شکرانہ ادا کرنے میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔

باب سوم

میلاد النبیؐ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب کے مشتملات

فصل اول : میلاد النبیؐ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں مذکور قبل از ولادت مشتملات کا تذکرہ

فصل دوم : میلاد النبیؐ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں مذکور بعد از ولادت مشتملات کا تذکرہ

ذکر مصطفیٰ ﷺ ایسا ذکر ہے کہ جو ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کا تذکرہ آپؐ کے وجود میں لانے سے بھی بہت پہلے کر دیا تھا۔ عرش بریں پر اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوبؐ کا نام بھی رقم کیا۔ جنت کے پتے پتے پر آپؐ کا اسم گرامی جلوہ گر رہا۔ آج اگر امت مسلمہ آپؐ کی ولادت باسعادت کی خوشی مناتی ہے اور اس سلسلے میں محافل کا انعقاد کرتی ہے تو یہ اسی نوری سلسلے کی ایک کڑی ہے جو ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ ذکر محبوب خدا ایک محبوب و پسندیدہ عمل ہے۔

زیر نظر مقالہ میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی عربی مترجم کتب کے متعلق ہی ہے۔ جس کے دوسرے باب میں ہم نے میلاد النبی ﷺ کے جواز اور عدم جواز کے ذکر کے بعد اب ہم ان کتب کے اُن مشتملات کا ذکر کریں گے جو حضور ﷺ کی زندگی کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اس میں حضور ﷺ کے وجود پُر نور کی تخلیق، اس نور کا پشت در پشت منتقل، قبل از ولادت کے واقعات، بعد از ولادت کے واقعات، بچپن کے واقعات اور آپ ﷺ کے فضائل و کمالات پر مشتمل موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔

فصل اول
میلادالنبیؐ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں مذکور
قبل از ولادت مشتملات کا تذکرہ

۱۔ مولدالعروس از ابن جوزی

ابن جوزی حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے قبل کے واقعات اپنے رسالے مولدالعروس میں کچھ اس طرح نقل کرتے ہیں:

نور مصطفیٰ ﷺ کا پشت در پشت منتقل ہونا

روایت ہے کہ جب حضرت آدمؑ کی اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمائی تو آپ ﷺ کا نور ظاہر ہوا اور جب یہ نور حضرت شیثؑ کے پاس منتقل ہوا تو وہ نور حسن و جمال کے اعتبار سے واضح ہوا اور جب نور حضرت نوحؑ کے پاس منتقل ہوا تو آپ نور مصطفیٰ ﷺ کے طفیل جودی پہاڑ پر سکونت پذیر ہوئے اور جب نور حضرت ابراہیمؑ کے پاس منتقل ہوا تو آگ ٹھنڈی اور گل و گلزار ہو گئی جب نور حضرت اسماعیلؑ کے پاس منتقل ہوا تو اس کی برکت سے قربانی دیئے گئے اور صبر پایا۔ جب نور حضرت عبدالمطلب کے پاس منتقل

ہوا تو انہوں نے تنگی کے بعد فراخی کو پایا۔ نور مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ہاتھی لوٹا یا گیا۔ ابرہہ کو مکمل شکست ہوئی اور بیت اللہ خوشی سے جھوم اٹھا۔ صفا پہاڑ نور مصطفیٰ ﷺ سے جگمگا اٹھا اور جمال کے دولہا کی ولادت کے ساتھ کمرہ خاص روشن ہو گیا۔ (۱)

پیر کے دن کی اہمیت

شجرہ نسب

محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان اور یہ حضرت اسماعیل بن ابراہیمؑ کے فرزند ارجمند ہیں۔ (۳)

شجرہ مصطفیٰ ﷺ کے بیان کے بعد ابن جوزیؒ نے حضور ﷺ کی مدح بیان کی ہے جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ آپؐ کا نسب ایسا ہے جو تمام مخلوق کے اندر با کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو فضائل کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور ان فضائل کے نور میں ایک نور شریعت بھی ہے۔ آپؐ کا نسب عالی ہے اور آپؐ کی مثل اللہ تعالیٰ نے کوئی اور تخلیق ہی نہیں کیا۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کے وہ پیارے محبوب ہیں کہ جس پر خود رب دوجہاں نے درود و سلام پڑھا ہے۔

نورِ محمدی ﷺ کی تخلیق

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو وہ سرچشمہ حسن بنایا کہ جہاں سے کائنات کے حسن کے تمام جمالیاتی سوتے پھوٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی ﷺ کو اس وقت تخلیق کیا جب اس کائنات ہست و بود میں اور کچھ بھی نہ تھا۔ حتی کہ ابھی نظام کن فیکون کا اجراء بھی نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی ﷺ کی تخلیق کے بعد مدتوں تک اسے اپنے حجابات عظمت میں رکھا۔ پھر جب طویل زمانوں کے بعد ارواح انبیاء کی تخلیق کا عمل مکمل ہوا تو اس نور محمدی ﷺ کو عالمِ ارواح میں منتقل کیا گیا۔ پھر اسے وہیں شرف نبوت سے بہرہ یاب فرما کر ارواح انبیاء کے لیے منبع فیض بنایا گیا۔ صحابہ کرامؓ سے اس حقیقت کے اشارات ملتے ہیں۔

نور محمدی ﷺ کی تقسیم

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں:

اس حدیث مبارکہ کو آج تک اتنے کثیر آئمہ و محدثین نے نقل کیا ہے کہ یہ تلقی بالقبول کا درجہ رکھتی ہے اور اس وجہ سے شہرت و ثقاہت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ جیسے کہ امام قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں بھی بیان کیا ہے۔ (۷)

اسی خاطر ساری کائنات بنائی

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا تو اس کو حکم دیا کہ لکھو، قلم نے عرض کی: کیا تحریر کروں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میری مخلوق میں میری توحید ''لاالہ الااللہ'' کو تحریر کرو تو قلم، اللہ تعالیٰ کے کلام کو سو ہزار سال (ایک لاکھ سال) لکھنے کے بعد ساکن ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا، لکھو قلم نے عرض کیا: یارب! اور میں کیا لکھوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لکھو!

''محمد رسول اللہ'' (۸)

قلم نے عرض کیا: محمد ﷺ کون ہیں؟ جن کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے قلم! ادب سیکھو، میری عزت و جلال کی قسم! اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں اپنی مخلوق میں سے کسی ایک کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اس وقت قلم ہیبت الٰہی اور صفت رسول ﷺ کے باعث دو حصوں میں پھٹ گئی، یہاں تک کہ زبردست گرجنے والے بادل کی طرح اس میں شدید حرکت ہوئی اور پھر اس نے ''محمد رسول اللہ ﷺ'' لکھا جس نے بھی حضور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجی تو روز

قیامت اس کے ہاں آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت ہے۔

نور محمدی ﷺ کا منتقل ہونا

جب نور محمدی ﷺ پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضرت عبدالمطلبؓ کی پیشانی میں چمکا تو حضرت عبدالمطلبؓ کی شان ہی نرالی تھی۔ حضرت عبدالمطلبؓ بھی اپنے ساتھ کسی نورانی طاقت کو محسوس کرتے۔ جب حضرت عبدالمطلب شکار کی غرض سے باہر نکلتے تو شیر آپ کے پاس آکر کہتے: اے عبدالمطلب! ہم پر سوار ہو جاؤ تاکہ ہم نور محمد ﷺ سے متشرف ہوں۔ پھر حضرت عبدالمطلب نے ایک یثربی عورت سے شادی کی اور وہ حضرت عبداللہ، والد رسول اللہ ﷺ سے حاملہ ہوئیں۔ حضرت عبداللہ کا حسن و جمال بڑھنے لگا اور نور محمد ﷺ آپ کے چہرہ پر اپنے کمال میں چاند کے دائرہ کی مانند تھا۔ اس وقت حضرت عبدالمطلب نے آپ کی شادی آمنہ بنت وہب سے کر دی۔ کہا گیا ہے کہ جب آپ نے حضرت آمنہ سے شادی کی تو سو مکی عورتیں کف افسوس ملتے ہوئے اور شوق نور مصطفیٰ ﷺ کی خاطر مر گئیں۔

سیدہ شفاء جب حضور نبی کریم ﷺ سے حاملہ ہوئیں تو آپؓ کی شان ہی نرالی تھی۔ آپؓ نے اولاد عدنان کے سردار محمد ﷺ کے ذریعے آرزو کو پالیا۔ آپؓ وہ ہستی ہیں جن کو اللہ رب العزت نے دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت دی۔ پھر اللہ رب العزت کا حکم پورا ہوا اور عظیم رسول، بشیر و نذیر، سراج منیر، سیدنا محمد ﷺ اپنی والدہ کے حمل میں تشریف لے آئے۔

آپ ﷺ کے حمل کے مہینوں میں حضرت آمنہؓ نے کوئی تھکاوٹ اور تنگی محسوس نہیں کی۔ اسی طرح آپؓ کے حمل کے نو ماہ گزر گئے اور جب ربیع الاول میں آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے تو آپؓ سعادت مند ہو گئیں۔ آپؓ نے نبی کریم ﷺ کو ختنہ زدہ، سرمہ و تیل لگے ہوئے جنا۔

حضرت عبداللہؓ کا وصال

راوی کہتا ہے کہ جب سیدہ آمنہؓ کے حمل کا چھٹا مہینہ شروع ہوا تو حضرت عبدالمطلب نے اپنے فرزند ارجمند رسول اللہ ﷺ کے والد محترم حضرت عبداللہؓ کو بلایا اور کہا کہ میرے بیٹے اس مولود کی ولادت کا وقت قریب آگیا ہے۔ لہٰذا مدینہ طیبہ جاؤ اور ہماری خوشی کی ضیافت کے لیے کھجوریں خرید کر لاؤ۔ حضرت عبداللہؓ نے سفر کی تیاری فرمائی لیکن مکہ و مدینہ کے درمیان انتقال فرما گئے۔ پاک ہے وہ ذات جو زندہ ہے اور اس پر موت وارد نہیں ہوتی ہے۔ (۹)

حضرت عبداللہؓ کے وصال پر فرشتوں کی بارگاہ الٰہی میں عرض

راوی کہتا ہے کہ جب حضرت عبداللہ نے وصال فرمایا تو فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں فریادی آوازوں کو بلند کیا اور عرض کی:

یا سیدی! مولائی! الٰہی تیری مخلوق میں آپ کا مصطفیٰ ﷺ تن تنہا رہ گیا ہے اور اسی طرح جن و انس اور وحشی جانوروں نے عرض کی اور ان میں سے ہر ایک محمد ﷺ کے یتیم ہونے کی وجہ سے محزون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

> ''اے ملائکہ! رک جاؤ اور میرے بندو! خاموش ہو جاؤ، یہ چیز میری قدرت اور ارادہ سے ہے میں اس کے والدین سے زیادہ حقدار ہوں۔ میں اس کا خالق، رازق، محافظ، نگہبان اور اس کے دشمنوں کے خلاف حامی و ناصر ہوں۔ موت میرے بندوں کے لیے حتمی اور لازمی ہے۔ لہٰذا تم اس سے محتاط رہو کیونکہ موت کسی کو باقی نہیں چھوڑے گی، ہر عیب سے وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے بندوں کے لیے موت کا حکم ارشاد فرمایا''۔ (۱۰)

سیدہ آمنہؓ کو ہر ماہ انبیاء کا بشارت دینا

راوی کہتا ہے کہ حمل آمنہؓ کے پہلے مہینہ میں حضرت آدمؑ تشریف لائے اور سیدنا محمد خیر الانام ﷺ کے متعلق خبر دی۔ دوسرے ماہ حضرت ادریسؑ تشریف لائے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فضل و کرم اور شرف عالی کو خبر دی۔ تیسرے ماہ میں حضرت نوحؑ تشریف لائے اور بتایا کہ آپ کا فرزند ارجمند فتح و نصرت کا مالک ہے۔ چوتھے مہینے میں حضرت ابراہیمؑ نے تشریف لا کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدر و شرف جلیل کے متعلق آگاہ فرمایا۔ پانچویں مہینہ میں حضرت اسماعیلؑ نے آکر آپ کو بتایا کہ جن سے آپ حاملہ ہیں وہ صاحب مکارم و عزت ہے۔ چھٹے مہینہ میں حضرت موسیٰؑ نے تشریف لا کر محمد مصطفیٰ ﷺ کی قدر و جاہ عظیم کے متعلق آپ کو بتایا۔ ساتویں مہینہ میں حضرت داؤدؑ نے آکر بتایا کہ جس سے آپ حاملہ ہیں۔ وہ مقام محمود، حوض کوثر، لواء الحمد، شفاعت عظمیٰ اور روز ازل کا مالک ہے۔ آٹھویں مہینہ میں حضرت سلیمانؑ نے آکر بتایا کہ آپ نبی آخر الزمان سے حاملہ ہوئیں۔ نویں مہینہ میں حضرت عیسیٰؑ نے تشریف لا کر خبر دی کہ آپ کے فرزند ارجمند قول راست اور دین رائج کے مالک ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نبی نے یہ فرمایا:

"اے آمنہ! آپ کو بشارت ہو کہ آپ سید الدنیا والاخرہ (دنیا اور آخرت کے سردار سے حاملہ ہیں اور جب آپ ان کو جو جنم دیں تو ان کا نام "محمد ﷺ" رکھنا"۔ (۱۱)

اس روایت کو ابن اسحاق نے بھی اپنی سیرۃ کی کتاب میں نقل کیا ہے۔ (۱۲)

ولادت سے قبل بارہ راتوں کے واقعات

جب نویں مہینہ ربیع الاول کی پہلی رات ہوئی تو سیدہ آمنہؓ کو سرور مسرت حاصل ہوئی۔ دوسری رات میں آرزو کے پانے کی بشارت دی گئی۔ تیسری رات میں کہا گیا کہ آپ اس سے حاملہ ہیں جو ہماری حمد و شکر بجالائے گا۔ چوتھی رات میں آپ نے آسمانوں سے تسبیح ملائکہ سنی۔ پانچویں رات میں حضرت ابراہیمؑ کو یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ اے آمنہ! مدح و عزت کے مالک کے باعث خوش ہو جاؤ۔ چھٹی رات میں فرحت و برکت مکمل ہو گئی۔ ساتویں رات میں نور چمکا اور مدہم نہیں ہوا۔ آٹھویں رات میں جب آپ کے جنم دینے کا وقت ہوا تو فرشتوں نے سیدہ آمنہؓ کے گرد طواف کیا۔ نویں رات میں سیدہ آمنہؓ کی سعادت و غنا ظاہر ہوئی۔ دسویں رات میں فرشتوں نے شکر و ثناء کے ساتھ "لا الہ الا اللہ" کا ورد کیا۔ گیارہویں رات میں سیدہ آمنہؓ سے مشقت و تعب (تھکاوٹ) دور ہو گئی۔ (۱۳)

حضور نبی کریم ﷺ کا وسیلہ

قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ کے صفات حمیدہ

اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا پیدا کرنے والا رب ہے اور اس کی شان ربوبیت کا سب سے پہلا تقاضا ہے کہ وہ ہر ایک پر مہربان ہے اور اس کی رحمت ہر ایک کے سر پر سایہ فگن ہے۔ حضور ﷺ کی ذات گرامی وہ ہستی ہے جس کی بدولت یہ ساری کائنات معرض وجود میں آئی تو اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جس جس عالم کا اللہ رب ہے اس اس عالم کے لیے حضور ﷺ کی ذات رحمت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کائنات کے معرض وجود میں آنے سے ہزاروں سال پہلے "نور مصطفیٰ ﷺ" کو تخلیق کیا اور حضور ﷺ کے پیکر بشری میں اس دنیا میں تشریف لانے سے قبل بھی سب انبیاء کرام نے آپ ﷺ کا وسیلہ دے کر اللہ رب العزت سے معافی بھی مانگی اور دعا بھی مانگی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے وسیلے سے ہر نبی کی معافی اور دعا قبول فرمائی جیسے کہ

حضرت آدمؑ نے اپنے قصور کو معاف کرانے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے ہی اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا اور حضرت حواء علیہا السلام نے آپ ﷺ ہی کی ذات بابرکت کے ذریعہ سفارش کرنے کو عرض کی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ حضرت نوحؑ نے طوفان میں دعا کی جب پانی ان پر بلند ہوا تو ان کی دعا قبول کر لی گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے خلیل اللہ نے اس آگ سے نجات پائی جس کو دشمنوں نے اذیت پہنچانے کے لیے روشن کیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے حضرت ادریسؑ نے دعا مانگی تو کفیل کی صفت سے متصف اللہ تعالیٰ کے نزدیک رتبہ عالی اور زیادہ ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ ہی کے ذریعہ حضرت اسماعیلؑ آزاد کیے گئے اور آپ کے لیے جنت سے دنبہ لایا گیا جیسا کہ قرآن کریم قربانی پر شاہد ہے۔ حضرت

موسیٰؑ کوہِ طور پر محمد مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے کامیاب ہوئے جبکہ ان کے پاس ندا ربی آئی۔ انجیل حضرت عیسیٰؑ اور زبور حضرت داؤدؑ آپ کے فضل کی شاہد ہیں اور کتنے ہی آپ کے لیے فضل اور بلندیاں ہیں۔ توریت کے الفاظ مصطفیٰ ﷺ کی بعثت پر شاہد ہیں اور اس میں آپ کی ثناء موجود ہے۔ اللہ اکبر! کس قدر آپ کی شان و عظمت اکمل ہے۔ ان میں سے بعض (عظمتوں) پر عقلمند حیران ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اتنی مرتبہ آپ پر ساتوں بلند آسمانوں میں رحمت نازل فرمائی جتنی بار شام صبح کے بعد آتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ نور محمدی ﷺ اور نور یوسفؑ کی صلب آدمؑ میں قرعہ اندازی ہوئی تو حسن و جمال حضرت یوسفؑ کے لیے اور، کمال، خوبصورتی، نبوت، شفاعت، قرآن، ذکاوت، مہر نبوت، سایہ کرنے والا بادل کا ٹکڑا، جمعہ جماعت، مقام محمود، حوض کوثر اور قضیب اونٹنی حضرت محمد ﷺ کے لیے ہیں۔

اسم محمد واحمد کی برکات

ابن جوزی حضور ﷺ کے نام محمد ﷺ اور احمد ﷺ کے فضائل اور برکت بیان کرنے کے لیے احادیث بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

حدیث میں آتا ہے کہ

۲۔ مولد النبی ﷺ از علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکیؒ

ابن حجر مکی ولادت مصطفیٰ ﷺ سے قبل کے واقعات کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا اعزاز و اکرام

کوئی بھی کامل شخص آپ ﷺ کے حقوق و کمالات تک نہیں پہنچ سکتا۔ ایسے ہی اعلیٰ خطابات میں سے ایک خطاب یہ بھی ہے:

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اعزاز و اکرام عطا فرمایا کہ آپ کو تمام پیغمبروں پر گواہ بنایا اس بات کا گواہ کہ انہوں نے اپنی اپنی امت کو وہ تمام احکام پہنچا دیئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں پہنچانے کے لیے دیئے تھے اور یہ اس لیے کہ تمام پیغمبر آپ ﷺ ہی کے متبع اور خلیفہ ہیں۔ جیسا کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ یہ قول اشارہ کرتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے یہ مقام اعظم ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ پر اس قول فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین پر ختم فرما دیا تاکہ وہ ہمیں یہ بتائے کہ آپ کا شرف و مرتبہ سب سے بلند و بالا ہے اور دیگر انبیاء کرام آپ کے لاحق ہیں۔

اللہ نے آپ ﷺ کو مصطفیٰ ﷺ بنایا

نبی کریم ہی کی وہ ذات مبارکہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے محبت اور خلعت سے مصطفیٰ ﷺ بنایا اور وہ قرب عطا فرمایا جو احاطہ، جہت اور منزلت سے پاک ہے اور معراج کے ساتھ آپ کو مخصوص فرمایا۔ بیت المقدس میں حضرات انبیاء کرام کی آتے اور جاتے وقت امامت سے نوازا تاکہ یہ بتایا جائے کہ آپ ہی ''سید الکل'' ہیں۔ آپ ہی تمام کے ابتداً اور انتہاً مددگار ہیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ازلیت سابقہ میں اپنے محبوبؐ کو ''سبق نبوت'' سے مشرف فرمایا۔ یہ اس طرح کہ جنت اللہ تعالیٰ کا ارادہ مخلوق کے ایجاد سے متعلق ہوا تو اس نے ''حقیقت محمدیہ'' کو ''محض نور'' سے ظاہر فرمایا اور یہ اس کائنات کے وجود میں آنے سے پہلے ہوا۔ پھر اس ''حقیقت محمدیہ'' سے تمام عالم بنائے اور آپؐ کو آپؐ کی ''عظیم رسالت'' کی خوشخبری سنائی۔ یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب حضرت آدمؑ کا وجود بھی نہ تھا۔ اس کے بعد اللہ رب العزت کے حکم سے تمام ارواح کے چشمے پھوٹے۔

وجود مسعود کی تخلیق

کعب احبار سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت جبریلؑ کو حکم دیا کہ وہ ایسی مٹی لائیں جو تمام زمین کا قلب (دل) ہو۔ پس حضرت جبریلؑ امین فردوس اور رفیع اعلیٰ کے فرشتوں کے ساتھ زمین کی طرف اترے اور جہاں اب آپ ﷺ کی قبر انور ہے۔ اس جگہ سے مٹی کی ایک مٹھی اٹھائی۔ اصل میں وہی مٹی تھی جہاں کعبہ شریف موجود ہے لیکن جب طوفان نوح آیا تو وہاں سے مٹی مدینہ منورہ آ گئی۔ اس مٹھی بھر مٹھی کو ''تسنیم'' کے پانی سے گوندھا گیا۔ پھر اسے جنت کی نہروں میں ڈبو دیا گیا۔ حتیٰ کہ ایک سفید موتی کی طرح ہو گئی پھر اس کو لے کر عرش و کرسی کے گرد فرشتوں نے طواف کیا۔ آسمانوں اور زمینوں کے چکر لگائے۔ دریاؤں اور سمندروں کے گرد چکر لگائے۔ پس فرشتوں نے اور تمام مخلوقات نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا۔ یہ بات حضرت آدمؑ کی پیدائش اور پہچان سے بہت پہلے ہوئی جب حضرت آدمؑ پیدا ہوئے تو آپ نے عرش کے پردوں میں ''نور محمدی'' دیکھا اور آپ کا اسم گرامی ان پردوں پر لکھا دیکھا جو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا ہوا تھا تو آپ نے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

> ''یہ نبی تمہاری اولاد میں سے ہیں۔ ان کا آسمانوں میں نام ''احمد'' اور زمین میں ''محمد ﷺ'' ہے اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ ہی میں آسمان، زمین پیدا کرتا''۔ (۱۷)

حضرت کعب احبار کی روایت کی ہوئی یہ حدیث بہت سے آئمہ کرام نے اپنی تصنیفات میں ذکر کی ہے زیر نظر مقالے میں شامل ابن جوزی کی تصنیف مولد العروس میں بھی تھوڑے الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

نور محمدی پیشانی آدم میں

جب حضرت آدمؑ کا ظہور ہوا تو ہمارے آقا ﷺ کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چمکا پھر حضرت آدمؑ کی دائیں پسلی سے حضرت حواء پیدا کی گئیں۔ حضرت آدمؑ نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تو فرشتوں نے اسے روک دیا اور کہا کہ اس وقت تک ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں جب تک آپ حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھیں۔ ایک روایت میں تین مرتبہ اور دوسری روایت میں بیس مرتبہ مذکور ہے۔ (۱۸)

امام قسطلانی نے امام ابن جوزی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں بیان کیا ہے:
ابن جوزی نے مولد العروس میں نور محمدی ﷺ کا حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عبدالمطلبؓ تک منتقل ہونے کو بھی بیان کیا ہے اور اس وصیت کا بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت آدمؑ نے اپنے بیٹے حضرت شیثؑ کو وصیت کی کہ اس نور کو صرف پاکیزہ رحموں میں ہی منتقل کرنا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور کو پاکیزہ رحموں میں منتقل کرنے کا اہتمام فرمایا بلکہ آپ ﷺ کے نسب شریف کو جاہلیت کی قباحتوں سے بھی پاک رکھا۔

نور کی برکت سے ابرہہ ہلاک

یہ ''نور محمدی'' حضور نبی کریم ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب کی پیشانی پر خوب چمکا۔ اس کی برکت سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جب ''اصحاب فیل'' نے مکہ شریف پر حملہ کرنے اور اسے برباد کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اب حضور نبی کریم ﷺ کے حمل کا وقت قریب آن پہنچا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں پر ابابیل پرندے بھیجے جو سمندر کی طرف سے آئے تھے۔ ان پرندوں نے مکہ شریف پہنچنے سے قبل ہی ان کو ہلاک کر دیا۔ صرف ایک ہی ان میں سے باقی بچا تاکہ وہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے ظہور کی کرامت اور ارہاص کے بارے میں بتائے۔ (۲۰)

نور محمدی حضرت عبداللہؓ کی پیشانی میں

پھر یہی نور حضور نبی کریم ﷺ کے والد گرامی عبداللہ کی پیشانی میں رکھا۔ آپ کے والد گرامی وہ ''ذبیح'' ہیں جن کے ذبح کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے ''فدیہ'' قبول فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں زمزم کے کنوئیں کا راستہ بتایا کیونکہ وہ بے نشان ہو گیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ''نور محمدی'' کی برکت سے انہیں ذبح سے بچالیا۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہؓ کی طرف بذریعہ الہام یہ پیغام پہنچایا کہ ان کی قربانی کے بدلہ وہ ایک سو اونٹ ذبح کریں جب ان کا فدیہ ادا کر دیا گیا تو ایک عورت نے ان کا وہ نور دیکھا۔ اس نے اپنے آپ کو ان کی زوجیت کے لیے پیش کیا اور وہ سو اونٹ بھی دینے کا وعدہ کیا جو آپ نے فدیہ میں ذبح کیئے گئے تھے۔ یہ سب کچھ اسی نور محمدی ﷺ کی بدولت تھا جو حضرت عبداللہؓ کی پیشانی میں چمکتا تھا۔

حضرت عبداللہؓ کی حضرت آمنہؓ سے شادی

حضرت عبدالمطلبؓ حضرت عبداللہؓ کو ساتھ لے کر وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس تشریف لے گئے جو اس وقت بنو زہرۃ قبیلہ کے سردار اور سب سے زیادہ شریف شخصیت تھے۔ اس نے اسی وقت اپنی بیٹی آمنہؓ کی شادی حضرت عبداللہؓ سے کر دی جو قریش میں افضل ترین عورت تھیں۔ شادی کے بعد ہم بستری ہوئی تو فوری طور پر سیدہ آمنہؓ ''سید الخلق ﷺ'' سے حاملہ ہو گئیں۔ (۲۱)

حضرت آمنہؓ کو بشارت اور نام محمد ﷺ رکھنے کا حکم

آپ کی والدہ ماجدہ نے نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا:

اشعرت انک حملت بسید ہذہ الامۃ ونبیہا۔ (۲۲)

''کیا تمہیں معلوم ہوا ہے کہ اس امت کے آقا و سردار اور پیغمبر تمہارے شکم میں جلوہ فرما چکے ہیں؟''۔

آپ کی والدہ نے بارہا دیکھا کہ ان (والدہ) سے ایک نور ظاہر ہوا جس کے لیے مشرق و مغرب چمک اٹھے۔ جب آپ ﷺ کو شکم آمنہؓ میں تشریف رکھے چھ ماہ گزر گئے تو سیدہ آمنہؓ کے پاس خواب میں ایک آنے والا آیا۔ اس نے انہیں اپنے پاؤں سے معمولی سی ٹھوکر لگا کر بتایا کہ تم سید العالمین کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہو اور ان کا اسم گرامی تم نے ''محمد'' رکھنا ہے اور ان کے بارے میں کسی کو مطلع نہیں کرنا۔

مخدومہ کائنات حضرت آمنہؓ کی اس کیفیت اور خواب کا ذکر امام جلال الدین سیوطی نے بھی اپنی تصنیف ''الخصائص الکبریٰ'' میں کیا ہے۔

حضرت عبداللہؓ کا وصال

ایک روایت میں ہے جو مشہور ترین روایت ہے کہ آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہؓ کا انتقال آپ کے حمل کے دوران ہی ہو گیا تھا یہی اکابر حضرات کا موقف ہے۔ (۲۴)

۳۔ المورد الروی فی مولد النبی ﷺ از علامہ ملا علی قاریؒ

اکثر متقدمین و متاخرین کا اجماع اسی پر ہے کہ تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول عام الفیل ہے۔ اکثر آئمہ کرام نور محمدی کی تخلیق کا ہونا تو حضرت آدمؑ کے بھی وجود میں آنے سے پہلے بیان کرتے ہیں۔ ملا علی قاری المورد الروی میں اس تاریخ کی تحقیق بھی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کب پیدا ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کب پیدا ہوئے

جان کہ اللہ کے اس فرمان:

(القرآن ۹: ۱۲۸)

یعنی شخصیت جو وصف رسالت و نبوت سے موصوف ہے اور عظمت و جلالت کی صفت سے متصف ہے یا تو یہ اشارہ ہے آپ ﷺ کے زمانہ کمال اور ظہور کی طرف یا یہ اشارہ ہے اس فرمان کی طرف۔

''کنت نبیا وآدم بین المآء اوالطین''۔ (۲۵)

اگرچہ اس روایت کے بارے میں بعض راویوں نے یہ کہا کہ ہمیں یہ الفاظ نہیں ملے لیکن یہ مفہوم صحیح روایات میں موجود ہے ان میں سے ایک وہ روایت ہے جسے امام احمد، بیہقی اور الحاکم نے روایت کیا اور کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سمعت رسول اللہ ان عبداللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ۔ (۲۶)
"میں اللہ کے ہاں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جبکہ حضرت آدمؑ کا پیکر خاکی ابھی تیار کیا جا رہا تھا"۔

ایک روایت میں ہے جسے امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابو نعیم نے حلیۃ میں اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

میسرہ الضبی سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا:

قلت یارسول اللہ متی کتبت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد۔ (۲۷)
"یارسول اللہ ﷺ! آپ کب سے نبی تھے؟ فرمایا: "جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے"۔

اسی حدیث کو حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے بھی روایت کیا ہے اور آپ ﷺ کی نبوت حضرت آدمؑ کے روح اور جسم کے درمیان ہونے سے بھی پہلے پر مہر ثبت کی ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے کہ اللہ رب العزت چاہتا تھا کہ آپ ﷺ کی عزت و عظمت کا اعلان ہو جائے اور سارے نبیوں اور رسولوں میں آپ ﷺ کی شان امتیاز واضح ہو جائے۔

حقیقت محمدیہ ﷺ کے بارے امام قسطلانی کا بیان

امام قسطلانی نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ مخلوق کے پیدا کرنے اور اس کے رزق مقرر کرنے کا ہوا تو اس نے بارگاہ احدیت کے انوار صمدیت سے حقیقت محمدی ﷺ کو ظاہر فرمایا پھر اس سے اللہ تعالیٰ نے تمام عالم بالا و پست اپنے علم و ارادہ کے مطابق اپنے امر "کن" سے پیدا فرمائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو خوشخبری سنائی اس وقت حضرت آدمؑ کی وہی صورت تھی جو حدیث پاک میں مذکور ہے یعنی "روح اور جسم کے درمیان"۔

نور محمدی ﷺ سب سے پہلی مخلوق

ملا علی قاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمدی ﷺ ہی وہ نوری مخلوق ہیں، جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا اور اس بات کی دلیل کے طور پر امام عبدالرزاق کی اس روایت کو جو انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کے حوالے سے بیان کی ہے اس کو بیان کیا ہے۔

امام عبدالرزاق حضرت امام مالک کے خصوصی تلامذہ میں سے ہیں اور علم حدیث میں بلند مقام کے حامل ہیں۔ امام عبدالرزاق نے اس قول کو اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

اسی حدیث کو ابن جوزی نے اپنی تصنیف مولد العروس میں بھی بیان کیا ہے اور اس حدیث مبارکہ کو اکثر آئمہ و محدثین نے نقل کیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ حدیث شہرت و ثقاہت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔

نور محمدی ﷺ کی پیشانی آدم میں چمک

ملا علی قاری بھی ابن جوزی کی طرح نور محمدی ﷺ کی پیشانی آدم ﷺ میں چمک کو بیان کرتے ہیں۔اس کے ساتھ وہ نور محمدی ﷺ کی اصلاب طاہرہ میں جلوہ گری کو بھی بیان کرتے ہیں۔اس کے لیے وہ امام بیہقی کی سنن میں سے ابن عباس سے روایت کردہ حدیث نبوی بیان کرتے ہیں کہ جس کو طبرانی نے الاوسط میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔

> قال لم یلتق ابوای قط علی سفاح لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب اطیبۃ الی الارحام الطاہرہ مصفی مھذبا ولا تتشعب شعبتان الاکنت فی خیرھما۔ (۲۹)
>
> ”میرے والدین نے کبھی بھی گناہ نہیں کیا، اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف صاف ستھرا اور مہذب بنا کر منتقل کرتا رہا جب بھی دو گروہ ہوئے تو مجھے اللہ نے اس میں سے بہتر گروہ میں رکھا“۔

روایت میں آیا ہے کہ

”جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور ان کی پشت میں نور محمدی ﷺ رکھا تو وہ آپ ﷺ کی پیشانی سے چمکتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو مملکت کے تخت پر بلند کیا اور فرشتوں کے کندھوں پر اسے اٹھوایا، اور ان کو آسمانوں میں اس کے طواف کرنے کا حکم دیا تاکہ اس کے ملکوں کے عجائب نظر آئیں“۔

امام جعفر بن محمد نے کہا کہ وہ روح (نور محمدی ﷺ) آدمؑ کے سر میں ایک سال رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام مخلوق کے نام سکھائے پھر فرشتوں کو ان کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا جو تعظیم اور سلامی کا سجدہ تھا، عبادت کا سجدہ نہ تھا، جیسے حضرت یوسفؑ کے سامنے ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا، تو حقیقت میں تو مسجود لہ تو اللہ تھا اور آدمؑ کی حیثیت قبلہ جیسی تھی۔

اصلاب طاہرہ میں نور کی جلوہ گری

امام بیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباسؓ سے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

”میری پیدائش میں دور جاہلیت کی کسی غلط کاری کا کوئی دخل نہیں، مجھے تو اسلامی نکاح نے جنم دیا ہے“۔

عدنان کے بعد نسب پاک میں علماء کا اختلاف ہے

اختلاف صرف عدنان سے اوپر ہے اور یہ بہت زیادہ ہے۔ عدنان حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔ مورخین کا اس بات میں اختلاف ہے کہ دونوں کے درمیان کتنا زمانہ اور کتنی پشتیں ہیں۔ بعض لوگ سات، بعض تیس اور بعض چالیس گنتے ہیں۔

> وَقُرُونًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيرًا۔ (القرآن ۲۵: ۳۸)

"کہ اس عرصہ میں بہت قومیں گزریں"۔

حضرت امام مالکؒ عدنان کے بعد شجرہ نسب بیان کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے اور سوال اٹھاتے کہ ان مورخین کو یہ تفصیلات کس نے دی ہیں؟ (۳۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سیدہ آمنہؓ کا نور مصطفیٰ ﷺ سے حاملہ ہونا

حضرت عبداللہؓ کی حضرت آمنہؓ سے شادی کے بعد صرف تین دن آپؓ کے پاس قیام فرمایا۔ انہی تین دنوں میں وہ بابرکت گھڑی بھی آئی جب نور محمدی ﷺ کی گراں بار اور درخشاں امانت حضرت آمنہؓ کے سپرد ہوئی اور ان کی مقدس پیشانی اس نور سے جگمگا اٹھی جو حضرت عبداللہؓ کی پیشانی میں جلوہ گر تھا تو اس رات ایک منادی کرنے والے نے یہ اعلان کیا۔ روایت میں آتا ہے کہ

"سن لو وہ نور جو کہ ایک چھپا ہوا خزانہ تھا جس سے ہدایت دینے والے نبی پاک ﷺ نے ہونا تھا اس رات کو اپنی ماں کے پیٹ میں منتقل ہوئے جہاں آپ کی تخلیق مکمل ہو گی اور آپ ﷺ لوگوں کو ڈر سنانے کے لیے ظہور پذیر ہوں گے"۔ (۳۱)

نور محمد ﷺ کا ظہور

حضرت آمنہؓ خود بیان کرتی ہیں کہ

صحیح ابن حبان نے حضرت عرباض بن ساریہ السلمیؓ سے روایت کی کہ

حضرت عبداللہؓ کا وصال

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے آپ ﷺ کو ماں باپ کے بغیر بھی ہر کمال و خوبی سے نوازا اور حسن کی ہر زیبائی و دلکشی کے ساتھ یوں سنوارا ہے کہ ماں باپ بھی ہوتے تو یہ شانیں اور ادائیں نہ بھر سکتے۔ شانِ یتیمی میں اللہ تعالیٰ کی کئی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔ جن میں سب سے اہم آپ ﷺ کو دوسروں کے زیر بار ہونے سے بچانا اور یہ باور کرانا تھا کہ یہ باکمال نبی صرف اپنے رب کا مربوب اور تربیت یافتہ ہے۔ دنیا کے کسی انسان کا نہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؒ نے شانِ یتیمی کے اسی پہلو کو اہم قرار دیا ہے:

انما یتیم رسول اللہ لئلا یکون علیہ حق لمخلوق۔ (۳۴)

"نبی اکرم ﷺ کو یتیم پیدا کیا گیا تا کہ کسی مخلوق کا آپ پر احسان نہ ہو"۔

اسی مدت حمل کے دوران آپ ﷺ کے جد امجد عبد المطلبؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو شام کے شہر غزہ کی طرف قریشی تاجروں کے ہمراہ غلہ خریدنے کے لیے بھیجا۔ واپسی پر آپ ﷺ کے والد محترم بیمار ہوئے اور مدینہ طیبہ میں اپنے والد کے ننھیال بنی عدی بن نجار کے ہاں ایک مہینہ قیام کے بعد وصال فرما گئے۔

کہا جاتا ہے کہ ملائکہ نے کہا:

اے ہمارے معبود! اور ہمارے آقا! تیرا نبی یتیم رہ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اس کا وارث اس کی حفاظت کرنے والا اور مددگار میں ہوں"۔

ملا علی قاری نے اپنی اس تصنیف میں ولادت سے قبل اجرام کائنات کی اس خوشی کو بھی قلمبند کیا ہے جو اذن الٰہی سے ولادت کی رات سر شام ہی سرور و انبساط کے ترانے گانے لگے۔ ساکنان عرش کی آمد و رفت میں بھی اضافہ ہو گیا اور وہ نورانی پروں کے ساتھ ہواؤں اور فضاؤں میں ادب و احترام سے کھڑے ہو گئے۔ حوران بہشت نے کاشانہ آمنہؓ کو گھیرے میں لے لیا اور ہر سو خدمت کے لیے مستعد ہو گئیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کے جد امجد کو بھی خواب میں مشاہدہ کرایا گیا۔

حضرت عبد المطلبؓ کا عجیب و غریب خواب

ابو ربیع بن سالم الکلاعی نے کہا: لوگوں کا خیال ہے کہ آپ ﷺ کے جد امجد حضرت عبد المطلب کو خواب میں یہ مشاہدہ کرایا گیا کہ چاندی کی ایک زنجیر ان کی پشت سے نکلی ہے جس کا ایک سرا آسمان اور دوسرا زمین میں ہے۔ ایک سرا مشرق میں اور دوسرا مغرب کی طرف ہے پھر وہ ایک درخت کی صورت میں بدل گئی، جس کا ہر ہر پتہ نور کا ہے اور مشرق و مغرب کے لوگ اس کے ساتھ لٹک رہے ہیں۔ (۳۵)

ان کے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی گئی کہ ان کی پشت سے ایک بچہ پیدا ہوگا۔ جس کی مشرق و مغرب والے پیروی کریں گے، زمین و آسمان والے اس کی تعریف کریں گے، اس لیے آپ کا یہ نام رکھا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہؓ نے جو کچھ بیان کیا نام رکھنے کے سلسلہ میں اس کو بھی پیش نظر رکھا گیا، پس محمد اور احمد آپ کے دو نام ہیں۔

جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے کہ

(القرآن ۴۸: ۲۹)

اور فرمان خداوندی ہے:

(القرآن ۶۱: ۶)

حاکم نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے:

کیا حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت نوشیرواں کسریٰ کے دور میں ہوئی

امام سخاوی نے کہا یہ بات جو زبانوں پر چڑھی ہوئی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت عادل بادشاہ کے دور میں ہوئی۔ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ علاوہ ازیں بعض لوگوں نے بالکل نظرانداز کیا اور جس حقیقت کی طرف لوگوں کا رجحان ہے وہ یہ ہے کہ علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں کسریٰ نوشیرواں عادل کے دور میں پیدا ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ زرکشی نے کہا کہ یہ جھوٹ ہے باطل ہے۔ سیوطی نے کہا بیہقی نے شعب الایمان میں کہا ہمارے شیخ ابو عبداللہ حافظ اس بات کو باطل ثابت کرتے ہیں جس کو بعض جہلاء بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ملک العادل" کے زمانے میں پیدا ہوا اور اس سے مراد نوشیروان ہے۔ (۳۷)

آپ کی ولادت باسعادت محرم الحرام، رجب المرجب اور رمضان المبارک میں نہیں ہوئی کہ آپ ﷺ کو زمانے کی وجہ سے شرف حاصل ہوتا، زمان ومکان تو سرکار کی وجہ سے مشرف ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کی فضیلت باقی انبیاء پر

اور اس رسول اللہ ﷺ کی ایک عظمت یہ بھی ہے کہ تمام معزز نبیوں اور بڑے بڑے رسولوں سے یہ پکا وعدہ لیا گیا کہ جو بھی آپ ﷺ کی رسالت کا زمانہ پائے آپ ﷺ کی عظمت وجلالت کے پیش نظر آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی مدد کرے۔ اور آپ ﷺ کے کمالات کو اس طرح ظاہر کیا جیسا کہ اس کی طرف مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت اشارہ کیا۔

(القرآن ۳: ۸۱)

اور آپ ﷺ نے اپنے اس فرمان سے مقام بلند کی رہنمائی فرمائی۔

والذی نفس محمد بیدہ لو ان موسیٰ کان حیاء۔ (۳۸)

"اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو چارہ نہ ہوتا"۔

اور اسی کی طرف آپ ﷺ نے اشارہ کیا بلکہ اس سے بھی اونچے مقام کی طرف اپنے اس فرمان سے:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے:

وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی۔ (۳۹)

"حضرت آدمؑ اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام میرے پرچم تلے ہوں گے"۔

حضرت حواؑ کا حق مہر

یہی مقام حمد ہے جس کی وجہ سے نسل انسانی کی ابتداء ہوئی۔ آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھا گیا، حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے نکاح کا مہر حضور ﷺ پر ۲۰ مرتبہ درود پڑھنا قرار پایا۔

اسی حدیث کو امام قسطلانی نے علامہ ابن جوزی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں ذکر کیا کہ

انہ لما رام القرب منہا طلبت منہ المہر فقال یا رب وماذا اعطیہا فقال یا آدم صلی علی حبیبی محمد بن عبداللہ عشرین مرۃ ففعل۔ (۴۰)

جب آپ نے اس بی بی سے قربت کا ارادہ کیا تو اس نے آپ سے حق مہر طلب کیا۔ حضرت آدمؑ نے کہا: اے پروردگار! میں اس کو کیا دوں؟ فرمایا: میرے حبیب محمد بن عبداللہ پر بیس مرتبہ درود بھیجو، انہوں نے ایسے ہی کیا۔

حضرت آدمؑ کا نبی کریم ﷺ سے توسل

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آدمؑ سے خطا سرزد ہوئی انہوں نے کہا: اے رب! میں تم سے محمد ﷺ کے حق ہونے کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں تو مجھے بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچان لیا کہ ابھی تو میں نے اس کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا: اے رب! اس لیے کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنی روح مجھ میں پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کی سیڑھیوں پر لکھا ہوا تھا:

''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''

ملا علی قاری حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کی گئی حدیث مبارکہ بیان کرتے ہیں:

ملا علی قاری حضور ﷺ کا درجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ار وہ نسب نبویؐ بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ کے آباء واجداد کے متعلق بتاتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے اجداد کے متعلق عصر حاضر کے سیرت نگار اور پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بھی مختلف ائمہ کرام کے حوالے سے حضور ﷺ کے اجداد کے متعلق یہی واقعات کو اپنی تصنیف سیرۃ النبی ﷺ جلد دوم میں قلمبند کیا ہے جیسے کہ حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلبؓ کا نام عبدالمطلبؓ کیسے پڑا اس کا اقعہ کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا درجہ

امام سخاوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پہلوں، پچھلوں اور مقرب فرشتوں اور تمام مخلوق کے سردار ہیں اور رب العالمین کے محبوب ہیں، قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں، ہمارے سردار ابوالقاسم ابوابراہیم محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلبؓ عبدالمطلب کا اصل نام شیبۃ الحمد تھا۔ کہا جاتا ہے کہ عبدالمطلب کا یہ نام اس لیے پڑا کہ ان کے والد ہاشم نے

اپنے بھائی مطلب کو مکہ میں اپنی وفات کے وقت کہا کہ یثرب میں اپنے غلام کو سنبھالو، یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے چچا مطلب آپ کو اپنے پیچھے بٹھا کر مکہ میں آئے اس وقت وہ بڑے خستہ حال تھے۔

جب ان سے پوچھا جاتا تو کہتے کہ یہ میرا غلام ہے۔ بھتیجا کہنے سے شرماتے تھے۔ جب مکہ میں داخل ہوئے اور اپنے حال کو ظاہر کیا تو پھر ان کے بھتیجے ہونے کا اظہار کیا۔ عرب میں پہلا شخص ہے جس نے خضاب کیا اور ایک سو چالیس سال تک زندہ رہے۔

ہاشم کا اصل نام عمرو تھا اور ان کو ہاشم اس لیے کہتے تھے کہ یہ قحط کے زمانے میں اپنی قوم کے لیے کھانا تیار کرتے تھے۔
ہاشم بن مناف بن قصی یہ تصغیر ہے قصی کی اور اس کا معنی بعید دور ہونا ہے کیونکہ یہ اپنے خاندان سے بہت دور قضاعۃ قبیلے کے علاقے میں تھے جبکہ ان کی ماں فاطمہ ان سے حاملہ تھیں۔

ابن مرہ، ابن کعب پہلا شخص ہے جس نے جمعہ کا نام جمعہ رکھا ہے۔ پہلے اس کو یوم العروبہ کہتے تھے اس دن یہ خطبہ دیا کرتے تھے اور قریش سننے کے لیے جمع ہوتے تھے یہ پہلا شخص ہے جس نے امابعد کا لفظ استعمال کیا۔

نبی کریم ﷺ کے ظہور سے آگاہ کرتا اور لوگوں کو بتاتا کہ یہ میری اولاد میں سے ہوں گے، تمہیں ان کی پیروی کرنی ہے اور اکثر یہ شعر گنگناتا:

یالیتنی شاہد ابغواء دعوتہ حین العشیرۃ یتبعنی الحق حدلانا (۴۳)

''اے کاش میں حاضر ہوتا ان کی دعوت کے وقت جب یہ خاندان (قریش) حق کو رسوا کرکے نکال دے گا''۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لاتسبوا الیاس فانہ کان مومنا۔ (۴۴)

''الیاس کو برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ مومن تھے''۔

حضرت عبدالمطلب کی نذر اور بیٹے کو ذبح کرنا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انا ابن الذبیحین۔ (۴۵)

''میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں''۔

مراد حضرت اسماعیلؑ اور آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہؓ یہ واقعہ طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے نذر مانی کہ ان کے دس بیٹے ہوئے تو ان میں سے ایک کو قربان کردیں گے، جب دس

بیٹے پورے ہوئے تو آپ نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا جو حضرت عبدالمطلب کو سب سے زیادہ پیارے تھے تو آپ نے دعا مانگی۔

''یا اللہ ! یہ بیٹا قربان کروں یا سو اونٹ پھر قرعہ اندازی کی تو سو اونٹ نکل آئے''۔

دعائے ابراہیمؑ

حضرت ابراہیمؑ کی دعا یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جب آپ نے تعمیر کعبہ شروع کی تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اس شہر کو امن والا بنادے اور لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف مائل کردے اور یہاں کے باشندوں کو پھلوں کا رزق دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(القرآن ۱۲ : ۱۲۹)

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا اس نبی کریم ﷺ کے حق میں قبول فرمائی اور آپ ﷺ کو وہی رسول بنایا جس کا سوال ابراہیمؑ نے کیا اور اہل مکہ کی طرف جس کو مبعوث کرنے کی دعا مانگی تھی۔

بشارت عیسیٰؑ

رہ گئی حضرت عیسیٰؑ کی بشارت تو یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم بنی اسرائیل کو نبی کریم ﷺ کی آمد کی خوشخبری سنائیں تو بنی اسرائیل حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ہی آپ ﷺ کو پہچانتے تھے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(القرآن ۶۱ : ۶)

۴۔ الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد

امام محمد بن جعفر الکتانی بھی باقی مصنفین کی طرح اپنی اس تصنیف الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد میں خلقت محمدی ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

اللہ رب العزت نے نور محمدی ﷺ کی تخلیق اس وقت فرمائی جب ابھی وقت کی اکائیوں کا بھی نام ونشان تک نہ تھا۔

اس کتاب میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ہر فصل کے شروع میں محبوب رب کائنات پر درود وسلام بھیجا گیا ہے پھر آگے کی فصل باندھی گئی ہے۔

اول الخلق ﷺ

تمام تعریفیں اس اللہ جل شانہ کے لیے ہیں جس نے کائنات کو معزز پیغمبر کے باعزت میلاد سے عزت بخشی۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ مقدس نبی اور صاحب مقام محمود ہیں جو صاحب شفاعت کبریٰ اور مالک حوض کوثر ہیں جو تمام ممکنہ خوبیوں کا مجموعہ ہیں۔ بزرگ والدین اور اجداد والے ہیں۔ خلاصہ کائنات اور اولاد آدم کے سردار ہیں۔ وہ جن کا نور روشن جبینوں میں منتقل ہوتا رہا اور ان کے میلاد و ظہور قدسی سے سارا عالم منور ہوگیا اور ان کی صبح نوریں کے پھوٹنے سے تمام جہانوں پہ ہدایت و معرفت کے آفتاب طلوع ہوگئے۔

رسول اللہ ﷺ حتمی طور پر "اول الخلق" ہیں۔ آپ سے پہلے نہ لوح و قلم تھے نہ آب و عرش نہ ہی ان کے سوا کوئی اور تھا آپ نور کی صورت میں اپنے مولا کے سامنے اس کی بزرگ و برتر بارگاہ خاص میں قربت معنوی کی انتہائی منزل پر تھے۔

ہر چیز سے پہلے آپ ہی نے اس کی تسبیح و تعظیم کی، آپ ہی اس کی تکبیر و تہلیل اور تقدیم کی کماحقہ تعریف و ثنا کا نذرانہ پیش کیا اور اس کے شایان شان اس کی صفات کا بہترین اظہار فرمایا۔

اتنا عرصہ کہ اس کی مدت و غایت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی اس کی مقدار کا اندازہ سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ نے اس انعام و قرب سے نوازا ہے کسی اور کو ہو سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ وہ مخلوق ہیں جن کی حقیقی قدر و منزلت اور مرتبہ و عظمت کا اندازہ مخلوقات میں سے کوئی نہیں لگا سکتا۔

حق تعالیٰ شانہ نے اپنی مخلوق کو جتنی نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سب سے اعلیٰ، افضل، بہترین اور لائق فخر نعمت یہ ہے کہ اس نے ان کو اپنے محبوب اقدس اور بلند شانوں والے رسول ﷺ عطا کر دیئے۔

اور یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے جس پر ساری نعمتوں کا دارومدار ہے اور وہ "وسیلہ کبریٰ" ہے جس کے توسل سے ہمارے مصائب و آلام ٹلتے ہیں۔ اور حضور ہمارے ایسے محسن ہیں جن کی ہمارے اوپر ایسی منفرد کرم نوازیاں ہیں، جن عنایات سے ہمارے آباؤ اجداد، والدین اور عزیز و اقارب کی نوازشات کو کچھ نسبت نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی ہمارے وجود و اعانت کا وسیلہ اور ہماری حیات و ارواح اور عافیت و سلامتی کی بقاء کا سبب ہیں۔

آپ ہی ہماری تکالیف و رنج سے خلاصی کا ذریعہ ہیں اور ان شاء اللہ، اللہ کے فضل و کرم، جود و بخشش اور قدرت و عنایت سے جنت میں بھی ہمارے دائمی قیام کا وسیلہ آپ ہی ہوں گے اور ہمیں اس مہربان رب کا دیدار نصیب ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے نبی امین کے طفیل ہمیں اس (سعادت) سے محروم نہ رکھے۔ آمین

حضور اکرم ﷺ وہ رسول ہیں، جن کی رسالت تمام عالمین کے لیے ہے۔ تمام انبیاء و مرسلین، گذشتہ ساری امتیں اور ان کے علاوہ ساری مخلوقات آپ پر ایمان لانے کے پابند ہیں اور آپ وہ حبیب کردگار ﷺ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ارض و سما نہ ہوتے، طول و عرض نہ ہوتے، دوزخ و جنت، عرش و کرسی نہ ہوتے، جنات و ملائکہ اور انسان بھی نہ ہوتے، جیسا کہ احادیث و روایات صحیحہ اور صلحاء عرفاء کے درست مکاشفات اس پر دلالت کرتے ہیں۔

تحویل نور رسالت

جس وقت حضرت سیدنا آدمؑ علی نبینا علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے شیث علیہ السلام اور اپنی نسل میں آنے والے دیگر جانشینوں کو بالواسطہ مستقل وصیت جاری فرمائی کہ ان میں سے کوئی بھی اس نور کو ضائع نہ کرے۔ سوائے پاکباز اور عفت مآب خواتین کے دوسری عورتوں سے متمتع نہ ہوا جائے۔ یہ وصیت مستقل طور پر نسل در نسل نافذ اور مستقل ہوتی رہی یہاں تک کہ مولا کریم نے اس نور کو حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلبؓ کی طرف اور ان سے مخدومہ کونین عظمت و بزرگی والی سیدہ آمنہؓ کی طرف پھیر دیا۔ رب تعالیٰ نے آپ کے نسب شریف کو والد اور والدہ دونوں کی طرف سے جاہلیت کی بدکاری اور آلودگی سے پاک رکھا، اور زمانہ جاہلیت کی نجاست اور میل کچیل سے نور محمدی (علی صاحبہ السلام) کی برکت سے انہیں بچایا۔ اسی نور نے اپنی موافقت کرنے والے ہر شخص کو ہدایت بخشی۔

مزید برآں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی ذات گرامی پر انعام واحسان فرمایا اور آپ کی فضیلت و بزرگی میں اس طور اضافہ کیا، کہ آپ کے والدین کریمین کو آپ کے لیے زندہ کیا اور وہ دونوں آپ پر ایمان لائے، تاکہ ان کا شمار آپ کے گروہ اور امت خاصہ میں ہو جائے۔ یہ ان دونوں (شخصیات) کی خصوصیت اور آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔ (۴۶)

آپ کے والدین کریمین یا آپ کے آباؤ اجداد میں سے کسی کے بارے میں (عیاذاً باللہ) جہنمی ہونے کا عقیدہ رکھنے والے پر اللہ کی طرف سے اس کے جرم کے مطابق عتاب نازل ہو۔ ایسا شخص صدیقین و صالحین کے مراتب سے محروم ہی رہتا ہے۔ اور وہ اپنی تحقیق اور اجتہاد کے اعتبار سے غلطی پر ہے اور اپنے افکار و نظریات کے لحاظ سے ناقص الفہم ہے۔ اور اگر بالفرض اس کا کہا صحیح ہے تو اسے شرم آنی چاہئے اور اس قسم کے قول اور فتویٰ سے کتنی خرابی ہوتی ہے۔

ان علماء کرام سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا جو رسول کریم ﷺ کی محبت میں سچے ہیں اور انہوں نے بے شمار تصانیف کے ذریعے اس عظیم بارگاہ کا مکمل اور جامع دفاع کیا۔ ان اہل دانش میں سے بعض اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(القرآن ۳۳: ۵۷)

اس سے بڑی ایذاء رسانی اور کیا ہو سکتی ہے؟ کہ کوئی کہے، آپ ﷺ کے والدین (نعوذ باللہ) دوزخی ہیں۔ اے اللہ! اے غالب اور بخشنے والے ہمیں اپنی رحمت کی پناہ میں رکھنا۔ (۴۷)

علماء کرام نے فرمایا ہے:

نبی اکرم ﷺ حقیقتاً اپنے نسب اور کنبے و قبیلے کے لحاظ سے تمام اہل زمین سے بہتر ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب فضیلت اور کمال کے اس مرتبہ پر فائز ہے کہ کوئی اور سلسلہ نسب خواہ کتنا ہی عالی مرتبہ ہو اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی آپ کی

برادری، افضل الاقوام ہے اور قبیلہ بہترین قبائل سے ہے اور آپ ہی کا خانوادہ فضیلت و بڑائی والا ہے۔ آل اولاد بھی آپ ہی کی پاکیزہ و نفیس ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی محبت پر کرے اور ہمارا حشر حضور اور آپ ﷺ کی آل کے پرچم تلے کرے اور ان ہی کے غلاموں کے زمرہ میں ہمیں شامل فرمائے۔ آمین

حاصل کلام

ماہ ربیع الاول وہ بابرکت مہینہ ہے جسے حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کا مہینہ ہونے کی نسبت سے خصوصی شرف وامتیاز حاصل ہے۔ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو تمام اہل جہان پر شرف وفضیلت عطافرمائی اور آپ ﷺ کو تمام اولین وآخرین کا سید و سردار بنایا۔

اپنے مقالے کی اس فصل میں ہم نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل ہونے والے خوارق عادات واقعات کا ذکر کیا ہے کہ معجزات سید المرسلین ﷺ کا تذکرہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ کائنات انسانی پر اللہ رب العزت نے بے حد و حساب احسانات وانعامات فرمائے اور ان نوازشات اور مہربانیوں میں سب سے بڑی نعمت اپنے محبوب حضور ﷺ کی بعثت ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کا نور سب سے پہلے پیدا فرمایا۔ حضور ﷺ کی خلقت اس وقت ہو چکی تھی جب عالم خارج کا کوئی وجود نہ تھا اور اس کائنات ہست و بود کو ابھی تخلیق بھی نہیں کیا گیا تھا اور ابھی امر کن فیکون کا اجراء بھی نہ ہونے پایا تھا۔ وہ تنہا خالق تھا کوئی مخلوق نہ تھی۔ تب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ کوئی ایسا وجود ہو جو اس کے سرمدی حسن کا مظہر و عکاس بنے۔ سو اس نے اپنا نقشِ اول اس نور ہی کو بنایا۔ یہی نور اس کی ذات وحدہ لاشریک کی توجہ کا مرکز و محور بنا۔ پھر اللہ رب العزت نے اس نور سے دونوں جہانوں کو تخلیق کیا اور اس نور کو عالم ارواح میں منتقل کر دیا اور جاننے والے جان گئے کہ اس نور سرمدی کا نام محمد ﷺ ہے۔

احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ تب سے نبی تھے جبکہ آدمؑ روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اس وجہ سے تو جب حضرت آدمؑ اپنے رب ذوالجلال کے حضور اپنی تخلیق مکمل ہونے کے بعد پیش ہوئے تو حضرت آدمؑ نے آپ ﷺ کا نام نامی عرش معلیٰ پر لکھا دیکھا۔ اسی لیے زمین پر جب اپنی خطا کی معافی کے طلبگار ہوئے تو رب کائنات کے حضور محبوب رب کائنات حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے دعا کی اور آپ کے وسیلے کی وجہ سے ہی اس دعا کو شرف قبولیت حاصل ہوا۔

آپ ﷺ کی ذات مبارکہ ہی وہ ہستی ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہے اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی آپ ﷺ کے مبعوث ہونے کی بشارت دی۔ آپ ﷺ کا تمام انبیاء و مرسلین کے بعد مبعوث ہونا بھی آپ ﷺ پر ختم نبوت کی اعلیٰ دلیل ہے۔ آپ ﷺ سے پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا مبعوث ہونا تمام اہل جہان پر شرف وفضیلت ہی ہے کہ آپ ﷺ پر نبوت کا وہ سلسلہ جو حضرت

آدمؑ سے انسانوں کی ہدایت کے لیے جاری تھا۔ آپ ﷺ کی آمد کے ساتھ ہی پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس بات کی دلیل حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ اب میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور دور نہیں آئے گا۔

فصل دوم
میلادالنبیؐ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں مذکور
بعد از ولادت مشتملات کا تذکرہ

کائنات ہست و بود میں حضور ﷺ سے بڑی نعمت الٰہیہ کا تصور بھی محال ہے۔ اس پر جو غیر معمولی خوشی اور سرور و انبساط کا اظہار کیا گیا اس کا اندازہ کتب سیر و تاریخ کے مطالعے سے ہوتا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں شامل عربی کتب بھی حضور ﷺ کے میلاد، فضائل و شمائل اور خصائص کے حوالے سے بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ اس فصل میں ہم ولادت مصطفیٰ ﷺ کے بعد رونما ہونے والے واقعات کا ذکر کریں گے۔

ا۔ مولد العروس از علامہ ابن جوزیؒ

مصنف بیان کرتا ہے کہ حبیب مصطفیٰ ﷺ کا حسن ایسا ہے کہ جس کی کوئی مثل دنیا تو کیا ساری کائنات میں کوئی نہیں آپ کے چہرے میں نور، رخسار میں گلابی رنگ اور بالوں میں سیاہ رات ہے۔ آپؐ کو ناف بریدہ اور ختنہ شدہ حالت میں اس دنیا میں بھیجا گیا اور حضور ﷺ ان سب بدنی آلائشوں سے پاک حالت میں پیدا ہوئے جو عام بچوں کے ساتھ ہوتی ہیں اور اللہ نے خود حضور ﷺ کی ولادت کی خوشیاں منائیں۔

حالات و صفات بعد از ولادت

سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں کہ

> ''میں نے آپ کو سرمہ ڈالے ہوئے تیل لگائے ہوئے معطر حالت میں، ختنہ شدہ، اللہ عزوجل کو سجدہ کیے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمانوں کی طرف اٹھائے ہوئے حالت میں جنم دیا۔ آپ کا چہرہ اقدس نور سے چمک رہا تھا۔ حضرت جبریلؑ نے آپ کو اٹھایا اور جنت سے لائے ہوئے ریشمی کپڑے میں لپیٹا اور آپ کے ساتھ زمین کے مشارق و مغارب کا طواف کیا۔''

حضور نبی کریم ﷺ کو عطائے خدا

> میں نے دیکھا کہ ایک بادل کا ٹکڑا میری طرف آیا اور کوئی کہہ رہا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ نے فتح اور بیت اللہ کی کنجیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ میں نے ایک فرشتہ کو آتے دیکھا اور اس نے آپ کے کانوں میں گفتگو کی پھر آپ کو بوسہ دیا اور کہا:
>
> اے میرے حبیب ﷺ ! آپ کو بشارت ہو کہ یقیناً آپ تمام اولاد آدمؑ کے سردار ہیں۔ آپ پر ہی اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو ختم کر دیا۔ اولین و آخرین کا تمام علم صرف آپ ﷺ کو ہی دیا گیا۔ سیدہ آمنہؓ نے کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ اے آمنہ ! کسی کے لیے تین دن تک دروازہ مت کھولو، یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے آپ ﷺ کی زیارت سے فارغ

ہو جائیں۔آپؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے لیے گھر کو سجایا اور دروازے کو بند کر لیا اور میں دیکھ رہی تھی کہ آپ ﷺ پر فرشتے فوج در فوج نازل ہو رہے ہیں۔"

قدیم عرب اپنی روایات کی پاسداری نہایت سختی اور پائیداری سے کرتے تھے اور کسی بھی حال میں ان سے منہ موڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے تھے۔ان روایات میں سے ایک نوزائیدہ بچوں کو رضاعت اور پرورش کے لیے دور دراز علاقوں میں کھلی فضاؤں میں بھیجنا تھا۔ان کھلی فضاؤں اور صحت مند ماحول میں پرورش پانے سے بچوں کی صحت پر خوشگوار اثر پڑتا اور وہ تندرست اور توانا بنتے۔عرب اس بات کے قائل تھے کہ اس طرح کے ماحول میں پرورش پانے سے بچوں میں جفاکشی اور حوصلہ مندی پیدا ہوتی اور وہ زندگی کی مشکلات سے نبرد آزما ہونے کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔

حضور نبی رحمت ﷺ کی ولادت باسعادت کے بعد جب رضاعت کا وقت آیا تو اللہ رب العزت نے اس سعادت کے لیے حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا انتخاب فرمایا۔اسی لیے جب بنو سعد کی عورتوں کا قافلہ جب مکہ مکرمہ میں نوزائیدہ بچوں کو رضاعت کے لیے حاصل کرنے کے لیے آیا تو اِذنِ الٰہی سے کچھ اس طرح کے واقعات پیش آئے۔جن کو ابن جوزی نے اپنی کتاب مولدالعروس میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

حضرت حلیمہؓ اور رضاعت

عربوں کی یہ عادت ہے کہ جب ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کے لیے دودھ پلانے والی عورتوں کو تلاش کرتے اور اس بچے کی والدہ اس کو دودھ نہ پلاتی تھی جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو تمام دودھ پلانے والی عورتوں سے دریافت کیا گیا تو ہر ایک نے کہا:

"میں اسے دودھ پلاؤں گی لیکن حکمت الٰہیہ سبقت لے گئی کہ اس کریم النفس دریتیم کو حلیمہ سعدیہؓ کے سوا کوئی دودھ نہ پلائے"۔

سیدہ حلیمہ سعدیہؓ فرماتی ہیں:

"کہ جس سال رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے، اس سال لوگ سخت تنگی کا شکار تھے کیونکہ وہ قحط کا سال تھا اور ہم لوگوں کہ بہ نسبت زیادہ فقر و تنگدستی میں تھے۔میں بنو سعد کی عورتوں کے ساتھ جو کہ شیر خوار بچوں کی تلاش میں تھیں، اپنی کمزور گدھی پر سوار روانہ ہوئی جو ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی اور ہم اپنے بھوکے بچوں کی آہ وزاری کے باعث تمام رات نہ سوئے اور اپنے پستانوں میں کچھ دودھ نہ پاتی جو کہ میرے بچے کو سیر کرے، جب ہم مکہ میں داخل ہوئے جس کو اللہ تعالیٰ نے مشرف فرمایا ہے تو تمام دودھ پلانے

والی عورتیں شیر خوار بچوں کی تلاش میں چلی گئیں لیکن میں اور سات دوسری دودھ پلانے والی عورتیں باقی رہ گئیں تو ہم سے عبدالمطلب ملے اور کہا:

"میرے پاس ایک بچہ ہے، آؤ تاکہ تم اسے دیکھو، کون اس بچے کے حصے میں ہے اور وہ اسے حاصل کر لے"۔ (۴۹)

سیدہ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ

"ہم سب حضرت عبدالمطلب کے ساتھ گئیں اور جب ہم نے آپ کو دیکھا تو ہر ایک نے کہنا شروع کر دیا کہ میں اسے دودھ پلاؤں گی اور وہ آپ کی طرف بڑھیں تو آپ نے ان سب عورتوں سے منہ پھیر لیا۔ میں آپ کی طرف آگے بڑھی تو جس وقت آپ نے مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا اور میری طرف آئے۔ میں نے آپ کو اپنی گود میں رکھا اور اپنا دایاں پستان آپ کو دیا تو آپ نے اس سے دودھ پیا۔ لیکن جب میں نے بایاں پستان دیا تو یہ جانتے ہوئے آپ نے منہ پھیر لیا کہ آپ کے ساتھ کوئی اور بھی حصہ دار ہے۔ آپ کے ساتھ میری محبت و رغبت زیادہ ہو گئی، جب میں نے آپ کو لے کر جانے کا ارادہ کیا تو عبدالمطلب نے فرمایا:

"یہ یتیم ہے اور والد انتقال کر چکے ہیں تو میں نے عرض کی:

"ذرا مہلت دیجئے تاکہ میں اپنے خاوند حارث سے اس بارے میں مشورہ کر لوں۔ میں اپنے خاوند کے پاس گئی اور سارا قصہ ان کو بیان کیا تو انہوں نے مجھے کہا:

"لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اسی بچے کے باعث ہمارے لیے برکت عطا فرمائے گا"۔

میں آپ ﷺ کی طرف واپس گئی اور لے کر اپنی گود میں رکھا تو آپ میرے پستان کی طرف آ گئے۔ جب صبح ہوئی تو میرے خاوند نے میرے لیے گدھی کو آگے کیا جبکہ ستر دودھ پلانے والی عورتوں کی گدھیوں میں سے سب سے زیادہ کمزور میری گدھی تھی، جونہی میں اس پر سوار ہوئی اور آپ ﷺ کو اپنے سامنے رکھا کہ گدھی چاق و چوبند ہو گئی اور تمام گدھیوں سے سبقت لینے لگی۔ اس سے لوگوں نے تعجب کیا اور میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کے باعث خوشی محسوس کی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی پہلی گفتگو

جب آپ ﷺ دو سال کی عمر کے ہوئے تو میں نے پہلی بات آپ ﷺ سے سنی کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیر و سبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ (۵۰)

"اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے لیے بہت ہی تعریفیں اور وہ صبح وشام سبحان ہے"۔

شقِ صدر

حضرت حلیمہؓ کہتی ہیں کہ ایک دن بکریاں چرا رہے تھے کہ معاً میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا بھائی از حد پریشان ہے اور اے امی! اور اے ابو! کہہ کر پکارنے لگا کہ تم دونوں ہمارے قریشی بھائی کی مدد کو پہنچو کیونکہ دو آدمیوں نے پکڑ کر آپ کے پیٹ کو چاک کر دیا ہے۔

حضرت حلیمہؓ کہتی ہیں کہ ہم نکلے تو آپ کے رنگ کو بدلا ہوا پایا تو میں نے آپ کو کہا اے لختِ جگر! آپ کے ساتھ کیا ہوا تو آپ فرمانے لگے:

اے والدہ! میرے پاس دو آدمی سفید لباس میں ملبوس، برف سے بھرا ہوا سونے کا طشت اٹھائے ہوئے آئے۔ انہوں نے میرے پیٹ کو چاک کیا اور اس سے سیاہ رنگ کا منجمد خون نکالا اور پھینک کر کہا:

"یا حبیب اللہ! یہ آپ ﷺ میں شیطان کا حصہ ہے پھر انہوں نے میرے دل کو برف سے دھویا اور میں نے کسی قسم کا درد محسوس نہیں کیا۔ پھر انہوں نے دل پر نور کی مہر لگائی تو میں نے مہر کی ٹھنڈک کو اپنی پسلیوں کے درمیان محسوس کیا"۔

حضرت حلیمہؓ کہتی ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کے پاس آئے تو سیدہ آمنہ نے دونوں کو کہا کہ کس وجہ سے تم دونوں آپ ﷺ کو لوٹانے آئے ہو حالانکہ تم دونوں آپ ﷺ کے متعلق حریص تھے۔ ان دونوں نے جو کچھ واقع ہوا سیدہ آمنہؓ کو بتایا سیدہ آمنہ نے ارشاد فرمایا:

فقالت استعوذتما علیہ من الشیطان کلا واللہ ما للشیطان علیہ من سبیل وان لابنی ھذا الشانا عظیما فدعیہ عنک والضرفی۔ (۵۱)

"تم آپ ﷺ کے متعلق شیطان کی وجہ سے خوف کھاتے ہو۔ واللہ! آپ ﷺ پر شیطان کی ہرگز رسائی نہیں ہے اور میرے اس لختِ جگر کے لیے ایک عظیم شان ہے۔ اچھا اسے چھوڑ جاؤ اور لوٹ جاؤ"۔

والدہ محترمہ اور دادا جان کا انتقال

اے اللہ! آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل اور ہر پیروکار پر رحمت و سلام نازل فرما۔"

حلیہ مصطفیٰ ﷺ
خصائص مصطفیٰ ﷺ
کثرت سے درود پڑھنے پر انعام ربانی

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام۔ (۵۵)

”جب بھی کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح واپس لوٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

لہٰذا آپ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔

”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور جس نے دس مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ جس نے سو مرتبہ درود شریف پڑھا اس پر اللہ تعالیٰ ایک ہزار مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا، جس نے ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے بالوں اور بدن پر آگ حرام کر دی“۔

نبی کریم ﷺ قبر انور میں زندہ ہیں

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا و من صلی اللہ عشرا صلی اللہ علیہ مائۃ مرۃ و من صلی علی مائۃ صلی اللہ علیہ الفا و من صلی علی الفا حرم اللہ جسدہ علی النار ای نار جہنم ای جعلہ حراما علیہا۔ (۵٦)

”تم میں سے مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھنے والا جنت میں کثیر الازواج ہوگا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی قبر میں زندہ ہوں، جس نے مجھ پر درود شریف بھیجا میں نے اس کے لیے رحمت کی دعا کی اور جس نے مجھ پر سلام بھیجا میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ لہٰذا آپ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجو“۔

۲۔ مولد النبی ﷺ از علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکیؒ

یہ تو حقیقت اظہر من الشمس ہوئی کہ ولادت نبوی ﷺ کے وقت بہت سے خوارق عادات واقعات رونما ہوئے جن کا مقصد آپ ﷺ کی شان کو واضح کرنا تھا۔ ابن حجر مکیؒ نے بھی اپنی کتاب مولد النبی ﷺ میں بعد از ولادت واقعات بیان

کیے ہیں جیسے کہ

نبی کریم ﷺ کا نسب شریف

ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر قریش کی یہاں انتہا ہوتی ہے اور بہت سے حضرات نے کہا کہ قریش کی انتہا ''فہر'' پر ہوتی ہے، آگے نسب شریف یہ ہے۔

نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان یہاں تک آپ ﷺ کے نسب شریف پر اجماع و اتفاق ہے۔ اس سے آگے نسب شریف کے بارے میں مختلف اقوال ہیں جو ایک دوسرے سے ملتے نہیں۔ لہٰذا ان میں غور و خوض مناسب نہیں۔

> انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا بلغ فی النسب الی عدنان امسک و قال کذب انسابون قال تعالیٰ وقرونا بین ذالک کثیرا۔ (۵۷)
>
> ''حضور نبی کریم ﷺ جب اپنا نسب شریف بیان کرتے کرتے ''عدنان'' تک پہنچتے تو اس کے بعد آگے بتانے سے خاموش ہو جاتے اور فرماتے نسب بیان کرنے والے جھوٹ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے درمیان بہت قرن (صدیاں) ہیں''۔

ولادت کے بعد سجدہ کیا

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھٹنوں کے بل باہر تشریف لائے۔ اس وقت آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے پھر آپ نے مٹی کی مٹھی بھری اور سجدہ کرنے جھک گئے۔

ابن حجر مکی نے بھی حضرت عبدالمطلب کے خواب کو بیان کیا ہے کہ

اسم گرامی محمد ﷺ رکھنے کے اسباب

حضرت عبدالمطلبؓ نے دیکھا کہ گویا سونے کی زنجیر ان کی پشت سے نکالی گئی ہے جس کی ایک طرف آسمان میں اور دوسری طرف زمین پر تھی ایک طرف مشرق اور ایک مغرب میں تھی وہ پھر سکڑ گئی اور ایک درخت کی مانند ہو گئی جس کے ہر پتہ پر ''نور'' تھا اور پھر دیکھا کہ تمام مشرق و مغرب والے اس سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اس خواب کی یہ تعبیر بتائی گئی کہ تمہاری پشت سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس کی اتباع مشرق و مغرب سبھی کریں گے اور زمین و آسمان والے اس کی ''حمد و نعت'' کہیں گے۔ اس وجہ سے انہوں نے آپ ﷺ کا اسم گرامی ''محمد'' رکھا۔

حضرت حلیمہ کا پرورش کرنا

ابن حجر مکیؒ نے بھی ابن جوزیؒ کی طرح حضرت حلیمہؓ کا حضورﷺ کو رضاعت کے لیے حاصل کرنے کا واقعہ بیان کیا ہے۔

> آپﷺ کے بھائی نے خوب سیر ہو کر نوش فرمایا۔
> ادھر ان کی اونٹنی کو دوہا گیا تو اس رات اس نے اتنا دودھ دیا جس سے تمام اہل خانہ خوب سیر ہو گئے جب صبح ہوئی تو حضرت حلیمہؓ نے آپﷺ کی والدہ ماجدہ کو بلایا اور رخصت مانگی۔ سیدہ آمنہؓ نے آپ کو الوداع کہا"۔

اونٹنی میں نئی طاقت اور گفتگو کرنا

جب حضرت حلیمہؓ اپنی قوم کے ساتھ مکہ سے باہر نکلیں تو ان کی اونٹنی سب سے آگے چلنے لگی، حالانکہ اس سے قبل اس کی حالت یہ تھی کہ بیٹھتی تو اٹھ نہ سکتی تھی۔ عورتوں نے کہا: یہ اونٹنی وہ نہیں جو تمہارے پاس پہلے تھی، جب انہوں نے غور سے دیکھا اور پہچانا کہ یہ تو بالکل وہی پہلے والی اونٹنی ہے تو کہنے لگی: اس کی واقعی شان ہے خود حضرت حلیمہؓ سنتی تھیں کہ اونٹنی یہ کہہ رہی ہے یقینا میری شان عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے موت کے بعد زندگی بخشی کاش تم جانتیں کہ میرے اوپر کون تشریف فرما ہیں۔ وہ ہیں جو تمام پیغمبروں سے بہتر اور اولین و آخرین کے سردار ہیں۔

حضرت حلیمہؓ کے گھر برکتوں کا نزول

جب یہ عورتیں اپنی اپنی منزلوں پر پہنچیں تو ان دنوں زمین خشک ہو چکی تھی (کیونکہ کافی عرصہ سے بارش نہ ہوئی تھی) لیکن اس کے باوجود حضرت حلیمہؓ کی بکریاں جب چر کر واپس آتیں تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوتے اور دوسروں کی بکریوں کے تھنوں میں دودھ کا قطرہ تک نہ ہوتا حالانکہ سبھی ایک ہی جگہ چرتیں۔ (۵۹)

بادل کا سایہ کرنا

ابن جوزی نے بھی بادل کے آپ پر سایہ کرنے کا معجزہ قلمبند کیا ہے۔ ابن حجر بھی یہی بیان فرماتے ہیں کہ حضورﷺ جب بکریوں کو لے کر جاتے تو بادل آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ ٹھہرتے تو بادل بھی رک جاتا اور جب آپ چلتے تو بادل بھی ساتھ ساتھ چلتا تھا۔

چاند سے باتیں کرنا

نبی کریمﷺ جب بچپن میں پنگھوڑے میں ہوتے تو چاند سے باتیں کیا کرتے اور اپنی انگلی سے جب اس کی طرف اشارہ کرتے تو جدھر انگلی اٹھتی ادھر ہی چاند پلٹ جاتا جب حضور نبی کریمﷺ کو اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپﷺ نے فرمایا:

قال انی کنت احدثہ ویحدثنی ویلھینی عن البکاء واسمع وجبتہ حین سجد تحت العرش۔
"میں اس (چاند) سے باتیں کرتا تھااور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا، وہ مجھے رونے سے
روکتا تھااور میں اس کی آواز سنتا تھاجب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا"۔

نبی کریم ﷺ کی پہلی گفتگو

حضور نبی کریم ﷺ نے ولادت باسعادت کے ابتدائی دنوں میں گفتگو فرمائی۔آپ کا پنگھوڑا فرشتوں کے ہلانے سے حرکت کرتا تھا۔ سیدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ جب پہلی مرتبہ میں نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا تو آپ یہ الفاظ فرمائے۔

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ (۶۰)

حضرت آمنہؓ کا وصال

جب آپ کی عمر شریف چار برس ہوئی بعض نے زیادہ کہی ہے تو آپ کی والدہ کا انتقال ہوا جب وہ مدینہ منورہ سے واپس آرہی تھیں۔مدینہ منورہ اس لیے تشریف لے گئی تھیں تاکہ آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ کے ماموں سے ملاقات ہو جائے جو بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے۔ راستہ میں جب ان کا انتقال ہوا تو وہیں "فرع" کے نزدیک ایک گاؤں "ابواء" میں انہیں دفن کر دیا گیا۔آپ ﷺ کو وہاں سے "ام ایمن" واپس لائیں جو آپ کی دائی، دودھ پلانے والی ماں اور تربیت کرنے والی ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ "ام ایمن" آپ کے والد کی میراث تھیں یا آپ ﷺ کی والدہ کی میراث تھیں۔ یا حضرت خدیجہؓ نے آپ کو ہبہ کی تھیں اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی والدہ "حجون" میں مدفون ہوئیں اس کی بہت سی روایات گواہی دیتی ہیں۔

پہلا سفر ملک شام اور بحیرا کا پہچاننا

بحیرا نے جو کرامات دیکھیں، ان میں ایک یہ بھی تھی کہ ایک سفید رنگ کا بادل
آپ ﷺ پر سایہ فگن رہتا اور جب آپ ایک درخت کے نیچے تشریف لے گئے تو اس کی
ٹہنیوں نے جھک کر آداب بجالایا۔ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک بیس برس
کی ہوئی تو آپ دوسری مرتبہ شام کی طرف تجارت کی غرض سے تشریف لائے اس وقت
آپ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ بھی تھے۔ بحیرہ کو انہوں نے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ
کون ہیں؟ کہنے لگا:
"اللہ کی قسم! آپؐ نبی ہیں"۔

بعد میں ظہور کی حکمت

نبی کریم ﷺ کا ظہور حسی اس کائنات میں سب سے بعد میں رکھا گیا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ ان کے متدرک ہو جائیں اور ان کے فوت شدہ کمالات کے مکمل کرنے والے بنیں، ان تمام کے مجموعی فضائل و زیادات کے جامع ہوں۔ جیسا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا قول دلالت کرتا ہے:

(القرآن ٦: ٩٠)

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرات انبیاء کرام میں سے ہر ایک جو کمالات، معجزات، ہدایات اور خصوصیات عطا ہوئیں وہ سب ان سے زیادہ مقدار میں آپ کو عطا کی گئیں اور آخرین کی فضیلت کے برابر یا اس سے کہیں زیادہ فضیلت آپ کو عطا فرمائی تاکہ آپ کا جلال واضح ہو اور اس سے ان لوگوں کے دل جلیں جو آپ کے دشمن اور بدخواہ ہیں اور اگر یہ تمام اوصاف و خصوصیات و معجزات نہ بھی ہوتے صرف وہی کمالات و خوارق عادت ہوتے جو آپ کے حمل کے دوران ظاہر ہوئے، اس سے کچھ قبل رونما ہوئے اور ولادت باسعادت کے وقت دیکھنے میں آئے اور آپ کی رضاعت کے زمانہ میں لوگوں نے دیکھے اور آپ کی تربیت کی زندگی میں منظر عام پر آئے تو یہی کافی تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ اولین و آخرین کے سردار، ملائکہ مقربین کے آقا، تمام مخلوقات کے مولیٰ اور رب العالمین کے حبیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے افضل، قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ سے مخصوص ہیں۔

حضور ﷺ حبیب کبریا ہیں۔ ہماری عقل ناقص آپ ﷺ کی دنیا اور آخرت میں بے مثال شان کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ یوم جزا و سزا میں رب ذوالجلال نے آپ ﷺ کو عظیم مقام پر فائز کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ احادیث کی کتب میں ان کا ایمان افروز ذکر ملتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں سے کچھ ابن حجر مکی نے اپنی اس تصنیف میں بھی بیان کی ہیں جو ہمارے مقالے کا حصہ ہے۔ فرماتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی خصوصیات

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اور آپ کی امت کی شہادت جو انبیاء کرام کی امتوں کے لیے آپ کی امت کی شہادت جو انبیاء کرام کے حق میں ہو گی سے ممتاز فرمایا اور انبیاء کرام کی امتوں کے لیے آپ ﷺ کی امت یہ گواہی دے گی کہ تمام پیغمبروں نے اے اللہ تیرے احکام ان تک پہنچا دیئے تھے اور اس بات سے بھی آپ ﷺ کو مخصوص فرمایا گیا کہ لواء الحمد، وسیلہ بشارت، ڈر سنانا، ہدایت، امامت اور عالمین کے لیے رحمت آپ ہی ہیں اور یہ بھی کہ آپ کو آپ کا پروردگار اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

واللہ! لا ارضی و واحد من امتی فی النار۔ (٦٢)

"اللہ کی قسم! میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوگا۔"

پس اللہ تعالیٰ کے آپ ﷺ کے امتیوں کو جہنم سے نکال کر متقی اور نیک لوگوں کے سرداروں کے ساتھ ملادے گا۔ آپ ﷺ کو اتمام نعمت سے مخصوص فرمایا تمام اقسام کی امداد آپ کے سپرد فرمائی۔

ان مذکورہ خصوصیات کے علاوہ اور بھی ان گنت خصائص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخصوص فرمایا جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا جن کی انتہا نہیں۔ ان کا استیعاب اور احاطہ ناممکن ہے۔ یہ سب خصائص، سارے کمالات اور یہ تمام بزرگیاں اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا، مولیٰ، ہمارے ماویٰ، وملجاء، ہمارے ھادی، ہمارے مددگار! ہمیں مکمل کرنے والے اور ہمارے ناصح جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا کیے۔

۳۔ المورد الروی فی مولد النبی ﷺ

میں علامہ ملا علی قاری حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے بعد کے معجزات بیان کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

حضرت عبداللہ کا ترکہ

ملا علی قاری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

قال السخاوی وقد خلف ابوہ جاریتہ ام ایمن برکتہ الحبشیۃ وخمسۃ اجمال وقطعۃ غنم فورث ذلک رسول اللہ ﷺ فکانت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا تحضمۃ۔ (۶۳)

"امام سخاوی نے کہا کہ آپ ﷺ کے والد نے اپنے پیچھے ایک لونڈی ام ایمن برکۃ جشیہ، پانچ اونٹ اور بکریوں کا ایک ریوڑ ترکہ میں چھوڑا جو حضور نبی کریم ﷺ کو وراثت میں ملا۔ ام ایمن حضور ﷺ کی خدمت کرتی رہیں"۔

نبی کریم ﷺ کا ختنہ

ابن سعد نے حضرت عباسؓ کی یہی روایت بیان کی ہے:

ولد النبیؐ مختوناً۔ (۶۴)

"حضور ﷺ کو مختون (ختنہ شدہ) حالت میں پیدا کیا گیا تھا۔"

آپ ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے یا بعد میں آپ کا ختنہ ہوا۔

ابن سعد نے حضرت عباسؓ کی یہ روایت بیان کی: آپ ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ جس پر آپ ﷺ کے دادا بہت خوش ہوئے اور فرمایا میرے اس بیٹے کی ایک شان ہوگی۔

ابو جعفر طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مختون شدہ پیدا ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا نام ''محمد'' رکھنا

بعض آئمہ نے فرمایا:

قال بعض الائمۃ الہم اللہ عزوجل اھلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسموہ محمد آ، لما فیہ من الصفات المحمودۃ لیطابق الاسم المسمی۔

''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے گھر والوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ آپ ﷺ کا نام ''محمد ﷺ'' رکھیں کیونکہ آپ ﷺ کے اندر قابل تعریف صفات موجود تھیں تاکہ اسم بامسمّٰی ہو جائے''۔

حضرت حسان بن ثابتؓ کا یہ قول کتنا خوبصورت ہے

فضم الالہ اسم النبی الی اسمہ اذ قال فی الخمس الموذن اشہد

وشق لہ من اسمہ یجلہ فذوالعرش معمود وھذا محمد (۶۵)

''تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا۔ جب پانچ وقت موذن اشہد کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کا نام اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ اس سے آپ کو عزت بخشی جائے تو عرش کا مالک محمود ہے اور یہ محمد ہیں''۔

ملا علی قاری اپنی کتاب میں حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا حضور ﷺ کو رضاعت کے لیے حاصل کرنے کا واقعہ بھی کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حضرت حلیمہؓ نے فرمایا:

''میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ مکہ معظّمہ میں آئی کہ قحط سالی کے دوران دودھ پلانے کے لیے بچے مل جائیں''۔

میں اپنی عورتوں کے ہمراہ چل پڑی، میرے پاس میرا بچہ اور ایک دبلی کمزور بوڑھی اونٹنی تھی بخدا جس کے تھنوں میں سے دودھ کا قطرہ بھی نہ نکلتا تھا۔ ہم سارے پوری رات اپنے بچوں کے ہمراہ سو نہ سکے نہ میری چھاتیوں میں دودھ تھا نہ میری اونٹنی کے تھنوں میں جس سے ہم بچے کو کھلاتے پلاتے، جب ہم مکہ آئے بخدا میرے علم میں جتنی میرے ہمراہ عورتیں آئیں، ان کو حضور نبی کریم ﷺ کو پیش کیا گیا لیکن جب کہا جاتا کہ بچہ یتیم ہے تو لینے سے انکار کر دیتیں، میرے سوا میری ہر ساتھی نے دودھ پلانے کے لیے بچہ حاصل کر لیا۔ جب یتیم بچے کے علاوہ مجھے کوئی نہ ملا تو میں نے اپنے خاوند سے کہا:

''خدا کی قسم! میں اپنی ساتھیوں کے ساتھ خالی ہاتھ لوٹنا پسند نہیں کرتی، میں اس یتیم کے پاس ضرور جاؤں گی اور اسے ضرور حاصل کروں گی، تو میں گئی تو میں نے دیکھا کہ آپ دودھ سے زیادہ سفید شفاف اونی کپڑے میں لپٹے تھے جس سے کستوری کے حلے اٹھتے

تھے۔آپ کے نیچے سبز رنگ کا ریشمی کپڑا تھااور آپ اپنی کمر کے بل سوئے ہوئے خراٹے لے رہے تھے، میں نے آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر آپ کو جگانا پسند نہ کیا۔ میں ذرا قریب ہوئی میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینے پر رکھا آپ مسکرائے اور آنکھ کھول کر میری طرف دیکھنا شروع کر دیا۔آپ کی دونوں آنکھوں سے ایسا نور نکلا جو آسمانوں کی پہنائیوں میں چلا گیا، میں دیکھتی رہ گئی اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور دایاں پستان آپ کے منہ میں دیا۔آپ اس کی طرف جب تک چاہا متوجہ ہوئے۔ پھر میں نے بائیں پستان کی طرف آپ کو پھیرا، آپ نے انکار کر دیا اور ہمیشہ یہی حالت رہی"۔

اہل علم نے کہا:

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بتادیا کہ اس دودھ میں ان کا ایک اور بھی شریک ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عدل و مساوات کا الہام کیا، آپ بھی سیر ہوگئے اور آپ کا بھائی بھی سیر ہوگیا۔

حضرت حلیمہؓ کے ہاں برکتوں کا نزول

ملا علی قاریؒ نے بھی حضرت حلیمہؓ کے ہاں برکتوں کے نزول کا ذکر کچھ اس طرح کیا ہے:

پھر میں نے آپ کو لیا، پس اتنا وقت گزرا کہ میں آپ کو اپنی سواری کے پاس لائی، میرا خاوند اونٹنی کی طرف اٹھا، دیکھا کہ اس کے تھنوں میں بہت زیادہ دودھ ہے۔۔ جسے دوہ کر اس نے خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا، یہاں تک کہ ہم سیر ہوگئے اور رات خیریت سے گزاری، میرے خاوند نے کہا:

حلیمہؓ! خدا کی قسم! میرا خیال ہے کہ تم نے بڑا ہی برکت والا بچہ حاصل کیا ہے۔ دیکھتی نہیں کہ جب سے اس بچے کو حاصل کیا ہے کس خیر و برکت کے ساتھ رات گزاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خیر و برکت میں اضافہ کرتا رہا۔

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں:

"لوگوں نے ایک دوسرے کو رخصت کیا، میں نے بھی نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ سے رخصت حاصل کی، اپنی سواری کے جانور پر سوار ہوئی اور محمد ﷺ کو اپنے آگے رکھا، میں نے دیکھا کہ سواری نے تین بار خانہ کعبہ کی طرف سجدے کیے، سر آسمان کی طرف اٹھایا پھر چل پڑی۔ یہاں تک کہ تمام ہمراہیوں کی سواریوں سے سبقت لے گئی، لوگ مجھے دیکھ کر تعجب کرتے۔ عورتیں پیچھے سے مجھے کہتیں ابو ذؤیب کی بیٹی یہ تیری وہی سواری ہے جس پر سوار ہو کر تو ہمارے ساتھ آئی تھی جو کبھی تجھے پست کرتی تھی کبھی بلند؟

میں کہتی: ''ہاں خدا کی قسم! یہ وہی ہے، وہ اظہار تعجب کرتیں، اس کی بڑی شان ہو گئی''۔

پھر ہم شام کو اپنی بکریاں واپس لاتے تو وہ سیر ہوتیں اور دودھ سے بھر ہوتیں، ان کو دوہا جاتا اور پیا جاتا حالانکہ اس زمانے میں کسی کو دودھ کا ایک قطرہ نہیں ملتا تھا، نہ جانوروں کے تھنوں میں کچھ تھا یہاں تک کہ ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے جہاں حلیمہؓ کی بکریاں چرتی ہیں وہاں چرایا کرو۔

پھر بھی شام کو ان کی بکریاں بھوکی واپس آتیں اور ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا۔ میری بکریاں سیر ہو کر دودھ لے آتیں۔ اللہ ان کا بھلا کرے، اس برکت سے حلیمہؓ کے مویشی بڑھ گئے اور موٹے تازے ہو گئے۔ بی بی حلیمہؓ کی عزت و عظمت حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے بڑھ گئی اور بی بی حلیمہ برابر خیر و برکت محسوس کرتیں اور خیر و برکت سے فیض یاب ہو گی۔

لقد بلغت بالہاشمی حلیمۃ مقاما علا فی ذاوۃ العز والمجد وزادت مواشیہا واخصب ربعھا وقد عم ھذا السعد کل بنی سعد (٦٦)

''بنی ہاشم کے ذریعہ سے حلیمہ اس مقام پر پہنچی کہ عزت و عظمت کی بلند چوٹی پر فائز ہوئی، اس کے مویشی بڑھ گئے اور اس کا علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا اور یہ برکت تمام بنی سعد کے لیے عام ہو گئی''۔

زمانہ شیر خوارگی میں آپ ﷺ کے معجزات

بیہقی ابن عساکر اور خطیب نے اپنی کتاب میں عباس بن عبدالمطلبؓ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

یارسول اللہ دعانی الی الدخول فی دینک امارۃ لنبوتک رایتک فی المھد تناغی القمر وتشیر الیہ باصبعک فحیث اشرت الیہ مال قال انی کنت احدثہ ویحدثنی (٦٧)

''میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت آپ کی علامت نبوت نے مجھے دی۔ میں نے آپ کو پنگھوڑے میں دیکھا کہ آپ چاند سے سرگوشیاں کر رہے ہیں اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارے کر رہے ہیں۔ جدھر آپ کا اشارہ ہوتا چاند ادھر ہی جھک جاتا''۔

فرشتے جھولا جھلاتے

اسی طرح ملا علی قاری بیان کرتے ہیں کہ

وفی فتح الباری عن سیرۃ الواقدی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکلم فی اوائل ماولد، وذکر ابن سبع فی الخصائص ان مہدہ کان یتحرک بتحریک الملائکۃ۔ (٦٨)

"فتح الباری میں "سیرت واقدی" کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ حال ابتدائے پیدائش کا ہے۔ ابن سعد نے "الخصائص" میں ذکر کیا کہ آپ ﷺ کا جھولا فرشتے جھلایا کرتے تھے"۔

ان دونوں واقعات کو اکثر آئمہ کرام نے کتب سیر کی زینت بنایا ہے۔ دورِ حاضر کے ممتاز عالم دین شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی کتاب سیرۃ الرسول جلد دوم میں بھی امام جلال الدین سیوطی کے حوالے سے حضور نبی کریم ﷺ کے چاند سے باتیں کرنے اور انگلی کے اشارے پر چلنے کے ساتھ ساتھ فرشتوں کے حضور نبی رحمت ﷺ کے جھولے کو ہلانے پر مامور رہنے کا بیان ہے۔ (۶۹)

حضور نبی کریم ﷺ کا سب سے پہلا کلام

بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حلیمہ سعدیہؓ فرمایا کرتی تھیں:

"سب سے پہلے میں نے حضور نبی کریم ﷺ کا دودھ چھڑایا تو آپ ﷺ نے یہ کلام فرمایا:

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔

"اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا ہے، سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ صبح وشام اللہ کی پاکی بولو"۔

ذرا بڑے ہوئے تو باہر جا کر بچوں کو کھیلتا دیکھتے لیکن ان سے الگ تھلگ رہتے۔

بادل کا سایہ کرنا

ابن سعد ابو نعیم، ابن عساکر نے عبداللہ ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

حضرت حلیمہؓ آپ ﷺ کو زیادہ دور نہیں جانے دیتی تھیں۔ ایک دفعہ ان سے نظریں بچا کر دوپہر کے وقت اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ بکریوں کی طرف چلے گئے۔ حلیمہؓ تلاش میں نکلیں اور بہن کے ہمراہ پا کر بولیں اس گرمی میں؟ تو آپ کی بہن نے کہا:

فقالت اختہ یا امہ ماوجد اخی حرا، رایت غمامۃ تظلل علیہ اذا وقف وقفت واذا سار سارت حتی انتھی الی۔ (۷۰)

"اماں! میرے بھائی کو گرمی نہیں لگتی، میں نے آپ کے سر پر بادل کو سایہ کرتے دیکھا ہے جب آپ ٹھہر جاتے تو وہ بھی ٹھہر جاتا، آپ چلتے تو وہ چل پڑتا یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچ گئے"۔

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا

ثم رات غمامۃ تظلہ اذا وقف وقفت واذا سار سارت۔ (۷۱)

"حلیمہؓ نے پھر بادل کو دیکھا وہ آپ پر سایہ کرتا تھا جب آپ کھڑے ہوتے تو وہ ٹھہر جاتا اور جب آپ چلتے تو وہ بھی چلنے لگ جاتا"۔

شق صدر

شق صدر کا واقعہ ملا علی قاری نے بھی اپنی کتاب میں کچھ یوں بیان کیا ہے۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ محترمہ کی وفات

جب حضور نبی کریم ﷺ چار سال کے ہوئے، ایک روایت میں پانچ، ایک میں چھ، ایک میں سات اور ایک روایت میں بارہ سال ایک مہینہ دس دن کے ہوئے تو آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کا ابواء شریف کے مقام پر انتقال ہوا، یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے کچھ نے کہا حجون کی ایک گھاٹی میں ہوا۔ القاموس میں ہے کہ مکہ المکرمہ میں "دار نابعہ" میں حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ محترمہ کا مدفن ہے۔

حضرت عبدالمطلبؓ کا وصال

حضور نبی کریم ﷺ کی پرورش کرنے والے دادا جان حضرت عبدالمطلبؓ فوت ہوئے تو آپ ﷺ کی عمر آٹھ سال تھی کچھ نے کہا: نو سال کچھ نے کہا: سات سال، آپ ﷺ کے دادا کی عمر ایک سو دس (۱۱۰) سال تھی، ایک قول کے مطابق ایک سو چالیس (۱۴۰) سال ہے۔ پھر آپ ﷺ کی پرورش آپ ﷺ کے چچا نے کی، جن کا نام عبد مناف تھا۔ حضرت عبدالمطلبؓ نے ہی ان کو یہ وصیت فرمائی تھی کیونکہ وہ حضرت عبداللہؓ کے بھائی تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں فرمایا کہ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو یہ کوئی اور سفر تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی سیدہ خدیجہؓ سے شادی

پھر حضور نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ بنت خویلد کی تجارت کے سلسلہ میں ملک شام تشریف لے گئے۔ اس سفر میں سیدہ خدیجہ کے غلام میسرہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ بصریٰ کے بازار میں پہنچے تو اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی، وہاں آپ ﷺ نسطور راہب کے درخت کے نیچے ٹھہرے اور اس درخت کے نیچے بھی نبی کے سوا کوئی نہیں ٹھہرا تھا۔

ایک روایت میں ہے:

"حضرت عیسیٰؑ کے بعد کوئی نہیں ٹھہرا"۔

نسطور یہ عمل دیکھتا رہا کہ دوپہر کے وقت دو فرشتے آپ ﷺ پر سایہ کرتے جب واپس مکہ گئے تو خدیجہؓ نے اپنے بالا خانے میں کھڑے ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے اونٹ پر بیٹھے دوپہر کے وقت تشریف لاتے دیکھا تو دو فرشتے آپ ﷺ پر سایہ فگن تھے۔ ان کو ابو نعیم نے روایت کیا۔

اس کے دو مہینے اور پچیس دن کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے سیدہ خدیجہ سے شادی کی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر اکیس سال تھی۔ کچھ کہتے ہیں تیس سال تھی۔

زمانہ جاہلیت میں بی بی خدیجہ کا لقب طاہرہ تھا۔ ان کی پہلی شادی ''ابو ھالہ بن زرارہ تیمیمی'' سے ہوئی اس سے آپ کے دو بیٹے ''ہند اور ھالہ'' پیدا ہوئے، ان کی وفات کے بعد ''عتیق بن عابد مخزومی'' سے آپ کا نکاح ہوا اور ایک اور بیٹا ہند نامی پیدا ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح کے وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ بی بی خدیجہ نے خود اپنے آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بی بی خدیجہ نے خود اپنے آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ شادی کے لیے پیش کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا، حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے چچا حمزہ بی بی خدیجہ کے والد خویلد بن اسد کے پاس رشتہ مانگنے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ان سے شادی کر دی اور بیس گائیں حق مہر میں دیں، حضرت ابو بکرؓ اور مضر کے شرفاء اس شادی میں موجود تھے۔ ابو طالب نے یوں خطبہ پڑھا:

بعثت مصطفیٰ ﷺ مسلمانوں کے لیے ہدایت اور مشرکوں پر حجت ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں فرمایا:

(القرآن ۹: ۱۲۸)

۴۔ الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد از امام جعفر الکتانی

امام محمد بن جعفر الکتانی نے بھی محبوب سبحانی حضور ﷺ کے بچپن کے واقعات اور معجزات کو بڑے خوبصورت پیرائے میں قلمبند کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن

آپ ﷺ جب دو ماہ کے ہوگئے تو گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل بچوں کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر جانے لگے اور تین ماہ کے ہوئے تو اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ چار ماہ گزرے تو دیوار کو پکڑ کر چلنے لگے۔ پانچویں ماہ از خود چلنے لگے چھ ماہ کے ہوئے تو تیز رفتاری سے چلنے لگے۔ جب آپ ﷺ سات ماہ کے ہوئے تو دوڑ کر ہر طرف آنے جانے لگے اور جب آٹھ ماہ کے ہوگئے تو بولنا شروع کر دیا اور فصیح کلام فرمانے لگے۔ دس ماہ پورے ہوئے تو آپ ﷺ لڑکوں کے ساتھ تیر اندازی کرنے لگے۔

صحیح قول کے مطابق جب آپ کی عمر مبارکہ چار سال ہوئی تو جبریل و میکائیل علیہما السلام آپ کے پاس آئے اور آپ کا سینہ اقدس چاک کرکے قلب اطہر کو باہر نکالا اور اس میں سے سیاہ لوتھڑا نما کوئی چیز نکال کر پھینک دی۔

ان کو، ان کے دس امتیوں کے ساتھ تولو، تو اس نے آپ کا وزن ان کے ساتھ کیا لیکن آپ ﷺ بھاری رہے۔ پھر اس نے کہا سو (بندوں) کے ساتھ تولو! مگر آپ ﷺ بھاری رہے۔ پھر اس نے کہا ایک ہزار کے ساتھ تولو! مگر آپ ﷺ بھاری رہے۔ پھر اس نے کہا بس رہنے دو! خدا کی قسم اگر تم ان کو پوری امت کے ساتھ بھی تولو گے تو ان کا وزن زیادہ ہوگا۔ (۷۴)

جس وقت سرور کونین ﷺ کی عمر مبارک چھ سال اور تین ماہ ہوئی تو مدینہ منورہ سے واپس آتے ہوئے مقام ابواء پر آپ کی والدہ کریمہ داغ مفارقت دے گئیں جبکہ آپ ﷺ ان کے ہمسفر اور جلیس تھے۔

ابواء مکہ اور مدینہ کے مابین، مدینہ سے زیادہ نزدیک ایک قصبہ ہے جو تقریباً ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔

والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے کمال شفقت و محبت سے آپ کی سرپرستی و کفالت کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ حضرت عبدالمطلب کی دوسری تمام اولاد کے برعکس ان کی خلوت اور آرام کے وقت بھی ان کے ہاں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ (یعنی دادا کے نہایت چہیتے تھے)

آپ کی عمر مبارک آٹھ سال ہوئی تو آپ کے معزز دادا عبدالمطلب بھی وفات پا گئے اور آپ کی کفالت کا ذمہ آپ کے والد گرامی (حضرت عبداللہ) کے سگے بھائی ابو طالب نے لے لیا۔

ابو طالبؓ آپ سے شدید محبت کرتے تھے اور ایسی محبت آپ کے علاوہ انہیں کسی اور سے نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ آپ کو اپنے پاس ہی سلاتے اور جب کبھی کہیں جانا ہوتا آپ کو اپنے ساتھ ہی رکھتے تھے۔

جب حضور اکرم ﷺ کی عمر شریف بارہ سال دو ماہ دس دن ہوئی تو آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کے سفر پر تشریف لے گئے، یہاں تک کہ (شام کے سرحدی شہر) بصریٰ پہنچے اور بحیرہ الراہب نے وہاں پر آپ کو دیکھا، وہ آپ کی صفات کریمہ کی نمود سے آپ کو پہچان گیا۔ اور آپ کے پاس آکر آپ کا دست اقدس تھام کر کہنے لگا:

ہذا سید المرسلین، ہذا سید المرسلین ہذا یبعثہ اللہ رحمۃ للعالمین

"یہ تمام رسولوں کے سردار اور سارے جہانوں کے آقا ہیں، یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

اس سے پوچھا گیا کہ یہ سب تمہیں کیسے پتہ چلا؟ تو اس نے جواب دیا:

"جب تم کسی پہاڑی پر چڑھتے تھے تو کوئی درخت اور پتھر ایسا نہیں تھا جو ان کو سجدہ نہ کر رہا ہو اور یہ سوائے نبی کے کسی اور کو سجدہ نہیں کیا کرتے"۔

اور میں انہیں مہر نبوت کی وجہ سے بھی پہچانتا ہوں جو ان کے دونوں کندھوں کی ہڈی سے نیچے سیب کی طرح بنی ہوئی ہے اور ہم نے یہ سب نشانیاں اپنی کتاب توراۃ میں سے اخذ کی ہیں۔

ابو طالب نے یہودیوں سے خطرہ کے پیش نظر آپ کو واپس لے جانے کا سوچا اور مکہ واپس لوٹ آئے۔ (۷۵)

آپ کی ولادت باسعادت کو چھبیس سال گزرے تھے، آپ نے حضرت ام المومنین خدیجہ بنت خویلدؓ سے نکاح فرمایا جن کی عمر اس وقت تقریباً چالیس سال تھی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اپنی عفت و پاکبازی اور سلیقہ مندی کے باعث طاہرہ اور سیدۃ النساء (قریشی خواتین کی سردار) کے نام سے یاد کی جاتی تھیں۔ آپ ﷺ تمام ازدواج مطہرات سے افضل ہیں اور آپ ہی وہ نیک بخت خاتون ہیں جنہیں سب سے پہلے امام الانبیاءؑ کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا اور آپ ہی اس امت میں سب سے پہلے ایمان سے مشرف ہوئیں۔

حضور ﷺ نے آپ کے ہوتے ہوئے نہ دوسرا نکاح فرمایا اور نہ ہی کسی لونڈی کو اپنے پاس رکھا۔

امہات المومنینؓ میں، سب سے پہلے آپ ہی کا انتقال ہوا۔ نبی کریم ﷺ کی تمام اولاد آپ ہی کے بطن سے ہوئی۔ سوائے سیدنا ابراہیمؑ کے جو حضرت ام المومنین ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ کو مقوقس حاکم اسکندریہ (مصر) نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

آپ ﷺ اعلان نبوت کے ابتدائی ایام میں اپنے رب کی عطا کردہ فضیلت کے باعث جہاں سے بھی گزرتے تھے ، راستے کے درخت اور پتھریوں کہتے تھے : (۷۶)

السلام علیک یا رسول اللہ۔

''اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو''۔

اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ نے تیرہ سال مکہ معظّمہ میں قیام فرمایا اور وحی کا نزول اسی جگہ ہوتا رہا اور ہجرت کے بعد دس سال مدینہ منورہ میں اسی طرح آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی رہی۔

رب تعالیٰ نے عمر مبارک کے تریسٹھویں (۶۳) سال کی ابتداء ہی میں آپ کو اپنے پاس بلالیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے سر اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ (۷۷)

اہل علم نے نظم و نثر میں بکثرت ان واقعات اور معجزات کو کتابی صورت میں قلمبند کیا ہے جو آپ ﷺ کے سبب یا آپ کے دست منتخب پر ظاہر ہوئے اور جو علامات اور خرق عادات امور آپ ﷺ کی نسبت اور مناسبت سے والدہ ماجدہ کے شکم میں جلوہ گری سے لے کر لمحہ وصال تک ظہور پذیر ہوئے، ان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی کل من ھو منہ والیہ۔

"آپ ﷺ پر اللہ کا صلوٰۃ و سلام ہو اور ہر اُس شخص پر جو آپ ﷺ کی بارگاہ سے کامل وابستگی رکھتا ہے"۔ آمین

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم

الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد کا اردو ترجمہ علامہ پروفیسر محمد شہزاد مجددی سیفی نے کیا ہے اور اس کتاب میں شمائل مصطفیٰ ﷺ بیان کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ

علماء کرام اور ائمہ محققین کے ارشادات کے مطابق اللہ کی مخلوق (خصوصاً) نسل انسانی کو اپنی تمام ضروریات زندگی سے زیادہ جس چیز کی احتیاج ہے، وہ معرفت رسالت مآب ﷺ ہے۔

یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ عالم انسانیت میں آپ ﷺ سے بہتر ترکیب و تشکیل ناممکن ہے کیونکہ حسن و جمال کا پیکرِ اتم محمد مصطفیٰ ﷺ کے وجود میں ڈھلتا نظر آتا ہے۔ سرور کائنات فخر موجودات نبی آخر الزماں ﷺ بحثیت عبد کامل ظاہری و باطنی حسن و جمال کے اُس مرتبہ کمال پر فائز ہیں جہاں سے ہر حسین کو خیرات حسن مل رہی ہے۔ حسن و جمال کے سب نقش و نگار آپؐ کی صورت اقدس میں بدرجہ اتم اس خوبی سے مجتمع کر دیئے گئے ہیں کہ ازل تا ابد اس خاکدان ہستی میں آپ ﷺ کی مثال ملنا ناممکن ہے۔

آپ کے احوال و کیفیات اور صورت و سیرت سے آگاہی اور ان دینی و دنیوی محاسن و خصائص عالیہ سے واقفیت جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی ذات گرامی میں جمع فرمائے ہیں۔

حضور ﷺ کے شمائل کی بات کرتے ہوئے مصنف نے حضور ﷺ کے چہرہ انور، قد و قامت زیبا، رنگت مبارک، مبارک زلفیں، معطر بدن، سراپا مبارک، سر اقدس، جبین سعادت، چشمان مبارک، رخسار مبارک، بنی مبارک، دہن اقدس، دندان مبارک، لہجہ شیریں، ریش مبارک، موئے مبارک، گردن مبارک، سینہ مبار، ہتھیلی مبارک، بغل مبارک، زانوئے مقدس، شکم و سینہ مبارک کا ذکر بہت خوبصورت انداز سے کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے جسم اطہر کو اس طرح تخلیق کیا کہ اللہ کی اس تخلیق میں کوئی کمی اور کجی نہ رہی اور ایسا پر نور پیکر مصطفیٰ ﷺ۔

چہرہ انور

آپ ﷺ کی ظاہری صفات میں سے یہ بھی روایات میں ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور ایسے چمکتا تھا جیسے چودھویں کی درخشاں رات میں بدر کامل چمکتا ہے۔

اللہ کی توفیق یافتہ کوئی بھی نگاہ جب پورے ذوق سے آپ کی طرف اٹھتی ہے تو آپ کا چہرہ اقدس اسے سورج اور چاند کی طرح لگتا تھا بلکہ رخ انور ان دونوں سے کہیں بڑھ کر روشن اور تاب دار تھا۔

قد و قامت زیبا

حضور اکرم ﷺ نہایت میانہ قد تھے یعنی کوتا قیامت سے بلند اور طویل القامت سے کچھ کم بلند تھے۔

مطلع نور رسالت رخ زیبا تیرا

مقطع ختم نبوت قد رعنا تیرا

اور جب آپ ﷺ دراز قد لوگوں کے ساتھ چلتے تھے تو آپ ہی سر بلند دکھائی دیتے تھے اور یہ آپ کے رب کی طرف سے معجزانہ طور پر تھا۔ جب آپ ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کے دونوں مبارک کندھے باقی لوگوں کے کندھوں سے نمایاں نظر آتے تھے۔

رنگت مبارک

حبیب کریم ﷺ کا رنگ نہ تو شدید سفیدی مائل تھا اور نہ ہی بہت زیادہ گندم گوں، بلکہ آپ ﷺ نہایت خوش نما سرخی مائل گوری رنگت والے تھے۔

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

مبارک زلفیں

محبوب خدا، محمد مصطفیٰ ﷺ کے بال مبارک گہرے سیاہ تھے، آپ کی مقدس زلفیں نہ تو بہت زیادہ خمدار تھیں اور نہ ہی بالکل سیدھی تھیں۔ بلکہ ان دونوں کی درمیانی صورت میں تھیں اور (ہر وقت) ایسا لگتا تھا جیسے کسی نے کنگھی کی ہوئی ہے۔ آپ کے موئے مبارک کچھ خم دار اور نہایت موزونیت سے جدا جدا بھی تھے۔ (۷۸)

سراپا مبارک

آپ ﷺ کے کمال اعتدال کے ساتھ بھرے ہوئے جسم والے تھے، جس کی خوبی میں کسی عیب کا شائبہ تک نہ تھا۔ آپ نہایت متوازن، معتدل اور ایسی حسین و جمیل شخصیت کے مالک تھے جس میں حسن تناسب کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اپنی ذات میں مجسم موزونیت تھے اور کوئی عضو بھی افراط و تفریط کا شکار نہیں تھا۔

سر اقدس

آنحضرت ﷺ کا سر اقدس (پر وقار شکل میں) بڑا تھا جو آپ کے اعصاب دماغی کے بلا آمیزش (غیر معمولی طور پر) مضبوط ہونے کو ظاہر کرتا تھا۔

آپ ﷺ کی مبارک زلفیں کبھی شانوں سے مس ہوتی تھیں تو کبھی آدھے کانوں تک، کبھی کانوں کی لو تک بھی ہوتی تھیں اور کبھی ان دونوں سے بڑھ بھی جاتی تھیں لیکن کندھوں تک نہیں پہنچ پاتی تھیں۔

آپ کبھی کبھار زلفوں کی آرائش فرماتے تھے اور اس میں ازواج مطہرات کی خدمات حاصل کرتے تھے لیکن داڑھی)ریش) مبارکہ میں آپ بنفس نفیس کنگھی فرماتے تھے، کسی اور کے حصہ میں یہ سعادت نہیں آسکی۔

آپ پہلے پہل بالوں کو سر کے گرد یا پیشانی مبارک کی طرف چھوڑا کرتے تھے بعد میں ہر کے درمیان سے مانگ نکال لی اور دونوں طرف دو دو کی صورت میں چار گیسو بنا لیے۔ (۷۹)

دندان مبارک

"چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں"

اور آپ ﷺ کے دندان مبارک (انمول) حد درجہ سفید، نورانی اور چمکیلے تھے، سفید ہونے کے ساتھ ساتھ خوش منظر اور حسن ترتیب کا شاہکار بھی تھے، آپ کے دانتوں کی رطوبت (نری) شیریں تھی اور دانتوں کی صفائی کا کیا کہنا وہ اپنے انتہائے کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کا لعاب دہن (مبارک) گاڑھے میٹھے پانی کی طرح تھا جو بچوں کو دودھ کی بجائے غذا کے طور پر کفایت کرتا تھا۔

آپ ﷺ کے سامنے والے دو دانت باہم ملے ہوئے نہیں تھے بلکہ ان میں ہلکا سا خلا اور کشادگی تھی۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ان کے درمیان سے نور جھڑتا ہوا دکھائی دیتا تھا اور ریخوں (دانتوں کے مابین خالی جگہ) میں چمکتا رہتا تھا۔

لہجہ شیریں

حضور انور ﷺ کے زبان و بیان میں انتہائی فصاحت پائی جاتی تھی۔ آپ ﷺ کا لہجہ بے حد شیریں تھا اور آواز میں ایک طرح کا رعب تھا۔ آپ ﷺ کی گفتگو میں لچر پن اور گلہ شکوہ نہیں ہوتا تھا۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

الغرض خالق لم یزل نے آپ ﷺ کے تمام اعضاء واجزا اور حواس کو ایسا غیر معمولی بنا دیا کہ اس کی مثل و مثال کسی دوسرے انسان میں ملنا ناممکنات میں سے ہے۔

سرور کونین ﷺ اپنی پشت کے پیچھے سے ایسے ہی دیکھتے تھے جیسا کہ آگے اور سامنے سے دیکھتے تھے، ایسے ہی آپ ﷺ رات کے وقت اور شدید اندھیرے میں بھی (چیزوں کو) ایسے ہی ملاحظہ فرماتے تھے جیسا کہ دن کے وقت اور بہت زیادہ روشنی میں ملاحظہ فرماتے تھے۔

آپ ﷺ وہ دیکھتے تھے جو دوسروں کو دکھائی نہیں دیتا تھا اور وہ جانتے تھے جسے دوسرے نہیں جانتے تھے۔ (۸۰)

آپ وہ سب سنتے تھے جو دوسروں کو سنائی نہیں دیتا تھا۔ آپ ﷺ کا کلام اور وعظ دور والوں کو قریب والوں کی طرح سنائی دیتا تھا اور آپؐ خوشبو اور اس جیسی دیگر چیزوں کو کافی فاصلے سے سونگھ لیتے تھے۔ یعنی آپ ﷺ کی قوت شامہ غیر معمولی

طور پر تیز تھی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اعضاء مبارکہ میں وہ کمالات رکھ دیئے تھے جن کا حصول کسی اور کے لیے محال ہے۔ آپ ﷺ کو دیگر انبیاء کرامؑ کی طرح جماہی نہیں آتی تھی کیونکہ جماہی اکثر کاہلی و سستی کے باعث آتی ہے اور ناکارہ لوگوں ہی سے اس کا صدور ہوتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بزم ہستی میں حسن صورت اور حسن سیرت کے تمام محامد و محاسن بدرجہ اتم سمو دیئے گئے وہ مبارک شخصیت پیغمبر آخرالزماں ﷺ کی ہی ہے۔ ایک طرف تو تمام ظاہری و باطنی محاسن کو ایک وجود میں مجتمع کردیا گیا اور شخصی حسن و جمال کے تمام مظاہر جو جہان آب و گل میں ہر سو منتشر دکھائی دیتے ہیں وہ بھی محبوب خدا ہی کی ذات گرامی ہے اور حضور ﷺ کے حسین سراپے کا تذکرہ محمد بن جعفر الکتانی نے بہت عقیدت واحترام سے اپنی اس تصنیف میں کیا ہے۔ جو ہمارے مقالے کا حصہ ہے۔

بغل مبارک

آپ ﷺ کی مقدس بغلوں میں بال نہیں تھے، اہل سیرت نے اس کی رنگت سفید بیان کی ہے لیکن یہ سفیدی عبداللہ بن اقرم الخزاعی کی سفید رنگت جیسی ناگوار نہ تھی اور ان میں بدبو نہیں ہوتی تھی بلکہ بغلوں کے پسینہ مبارک سے نایاب کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔ (۸۱)

مہر نبوت

خاتم النبیین ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان (جانب پشت) مہر نبوت تھی۔ یہ ابھرے ہوئے سرخ گوشت کی طرح بائیں کندھے کو ہڈی سے نزدیک تھی۔ شکل میں سیب یا کبوتری کے انڈے جیسی تھی۔ اس کے اردگرد تل تھے جو مسوں کی طرح معلوم ہوتے تھے اور اس پر گچھا نما بال بھی معلوم ہوتے تھے۔

مبارک ایڑھیاں

آنحضرت ﷺ کی مبارک ایڑھیاں کم گوشت والی تھیں یعنی زیادہ بھری ہوئی نہیں تھیں اور ہر حسین ایڑھی پر اپنے حسن کے لحاظ سے فائق تھیں۔

آپ ﷺ قدم اقدس کو زمین سے بزور اور اپنے تلے انداز سے اٹھاتے تھے اور جب زمین پر رکھتے تو نہایت نرمی، عاجزی اور احتیاط سے رکھتے تھے۔ آپ ﷺ وقار سے قدم بھر کر چلتے تھے، نہایت میانہ روی سے چلتے یعنی نہ اتنا تیز کہ باقیوں سے آگے نکل جائیں اور نہ اتنا آہستہ کہ پیچھے رہ جائیں۔

ایسا تھا گویا زمین خوبصورتی سے ان کے لیے لپیٹ دی گئی ہے، ساتھ چلنے والے تیز نکل کر جب پاس پہنچتے تو آپ کو معمول کے مطابق (بلا تکلف) رواں دواں پاتے تھے، آپ ﷺ چلنے میں آگے کی طرف جھکاؤ رکھتے تھے اور کشتی کی طرح سامنے کی طرف مائل رہتے تھے۔

"مسند احمد" میں ہے۔

انہ سبابۃ قدمیہ کانت اطول من بقیۃ اصابعھما لدیہ۔ (۸۲)

"آپ کے قدمین شریفین کی انگشت سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی) بقیہ انگلیوں سے ذرا لمبی تھی"۔

کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ

ایسے ہی آنحضرت ﷺ کی باطنی خوبیوں اور بلند پایہ اخلاقی صفات کا تذکرہ بھی روایات میں بیان ہوا ہے۔

اس فصل میں امام صاحب حضور ﷺ کی اُن اوصاف حمیدہ کا ذکر کرتے ہیں کہ

آپ ﷺ اوائل عمر اور زمانہ بچپن سے لے کر لمحات وصل باری تعالیٰ تک بہترین اور کامل اخلاق کے حامل اور اعلیٰ ترین اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔

آپ ﷺ جس طرح صورت میں سب لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھے ایسے ہی سیرت و اخلاق میں بھی تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبی والے تھے۔

آپ ﷺ سب سے بڑھ کر سچی بات اور سچی زبان والے تھے۔ عہد و پیمان کو سب سے زیادہ نبھانے والے تھے۔

لوگوں میں سب سے زیادہ فحش اور ناپسندیدہ امور سے گریز فرمانے والے تھے۔ یہاں تک کہ اعلان نبوت سے بھی پہلے آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارا جاتا تھا جو کہ آپ کی امانت داری، صداقت اور پاکیزگی کی شاندار گواہی بھی ہے اور اس بات کی شہادت بھی کہ آپ کے رب نے آپ کی ذات اعلیٰ صفات کو کس قدر صفات عالیہ اور سچے سچے محاسن کریمانہ سے نوازا ہے۔

آپ سب سے بڑھ کر رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے اور ہر اک سے زیادہ حسین سیرت و اخلاق کے مالک تھے۔ سب سے زیادہ اللہ کی معرفت اور شدید خشیت رکھنے والے تھے۔

آپ غصہ بہت کم فرماتے اور راضی بہت جلد ہو جاتے تھے۔ وضع داری کا پیکر اور فصیح اللسان تھے۔ شیریں بیان اور رعب و ہیبت والے تھے۔ سب سے زیادہ معزز اور پختہ و درست رائے کے مالک تھے۔

آپ کے معمولات کا کوئی لمحہ ایسا نہ تھا جو للّٰہیت سے خالی ہو یا جس میں لازمی طور پر دنیوی اصلاح کا کوئی پہلو نہ ہوتا ہو۔ آپ نہایت حیاء اور عاجزی والے تھے۔ بڑائی، حسد یا لڑائی جھگڑے والے امور کو ترک فرمادیتے تھے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اپنی نعلین شریف خود ہی مرمت فرمالیتے تھے اور کپڑوں میں پیوند بھی لگالیتے تھے۔ اپنی بکری کا دودھ بھی دوھ لیتے تھے اور اپنے اکثر کام خود کرتے تھے۔ آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آتے تھے۔ اپنی ازواج مطہراتؓ کے ساتھ کمال حسن و خوبی کا رویہ رکھتے تھے۔ گھریلو کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ ان کے گھروں میں ان کے ساتھ مل کر گوشت کاٹتے تھے۔

آپ مساکین سے محبت فرماتے اور ان کے ساتھ گھل مل کر بیٹھتے تھے۔ان کے مریضوں کی عیادت فرماتے اور جنازوں میں ان کے ساتھ شرکت فرماتے تھے۔

آپ ﷺ خدائی خزانوں اور ان کی ساری کنجیوں سے نوازے گئے تھے۔ بلند پہاڑوں کی آرزو تھی کہ آپ کے لیے زرو جواہر یا اجناس یا جو آپ چاہیں ویسے بن جائیں اور جہاں آپ جائیں آپ کے ساتھ ساتھ چلیں لیکن آپ نے اجتناب اور گریز کیا۔

مثال کے طور پر آپ کی صفت حیاء کو کسی اور کی حیاء پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اگرچہ وہ کتنا ہی کامل حیاء والا ہو۔ بلکہ کسی بھی مومن، ولی اللہ اور پیغمبر میں پائی جانے والی حیاء و شرم آپ ﷺ کا پَر تو ہے اور آپ کے بحر بیکراں کا ایک چھینٹا (چلّو) ہے۔ آپ ﷺ تو وہ ہیں جنہوں نے صفت حیاء کا بکمال اتمام احاطہ فرمایا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کے ہر وصف وخوبی، تعریف و توصیف اور کمال وفضیلت کے بارے میں کہا جاسکتا ہے۔ اسی لیے تو آپ ﷺ کے رب کریم عزوجل نے آپ ﷺ کی مدح ایسے کی ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔(القرآن ۶۸ : ۴)

"بے شک آپ عظیم ترین اخلاق والے ہیں"۔

۱۔امام مسلم اور امام ابوداؤد، حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

انا سید ولد آدم یوم القیامۃ وانا اول من ینشق عنہ القبر وانا اول شافع واول مشفع۔ (۸۳)

امام صاحب حضور ﷺ کی قیامت میں ظاہر ہونے والے خصائص بیان کرتے ہیں اور ان خصوصیات کو وہ درج ذیل احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کیے ہیں جیسے کہ

"میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور پہلے میری ہی شفاعت مقبول ہو گی"۔

۲۔امام احمد اور ترمذی نے بسند حسن صحیح نقل کیا اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وانا اول من تنشق عنہ الارض ولا فخر وانا اول شافع ومشفع ولا فخر۔ (۸۴)

"میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور (اس پر) کوئی فخر نہیں اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور (اس پر) کوئی فخر نہیں، آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ کوئی نہیں ایسا نہیں ہوگا جو میرے پرچم تلے نہ ہو اور سب سے پہلے میری ہی قبر کھلے گی اور (اس

پر) کوئی فخر نہیں اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور میری ہی شفاعت مقبول ہو گی اور (اس پر) مجھے کچھ فخر نہیں"۔

۳۔ صاحب "سنن دارمی" نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

۵۔ امام شجاع الدیلمی (۴۴۵۔۵۰۹ھ) حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

وانا سید الاولین والآخرین من النبیین ولا فخر۔ (۸٦)

"اور میں پہلے تمام انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) کا سردار ہوں اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا"۔

۴۔ امام دارمی اور امام ترمذی نے حضرت انس بن مالکؓ سے مختصراً روایت کیا ہے:

۵۔ امام دیلمی نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی مرفوع روایت نقل کی ہے:

انا اشرف الناس حسبا ولا فخر واکرم الناس قدرا ولا فخر۔

"میں سب لوگوں سے اعلیٰ حسب و نسب کا مالک ہوں اور کچھ فخر نہیں اور سب لوگوں سے زیادہ قدر و منزلت رکھتا ہوں لیکن کچھ فخر نہیں"۔

ایمان کی جان

برادرانِ گرامی!

اگر سرکار دو عالم ﷺ کی محبت شرعاً لازم نہ بھی ہوتی پھر بھی آپ کے حسن و کمال سے واقفیت رکھنے والا ہر عاقل آپ سے ذوقاً و طبعاً محبت کرتا اور اسے آپ کے فضل و شرف سے انحراف کا کوئی اندیشہ بھی لاحق نہ ہوتا۔ بشمول اس کے کہ آنحضرت ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کے لازم کردہ امور میں سے لابدی اور اظہار کیے جانے والے امور میں سے اولین حیثیت رکھتی ہے بلکہ یہ کسی بھی انسان کے ایمان کی صحت و کاملیت کے لیے (بنیادی) شرط ہے۔

اور یہ محبت ہلاکت سے بچانے والی اور جہنم سے آزاد کروانے والی ہے اور یہ محبت (مصطفوی) ایمان کی لذت سے آشنائی عطا کرکے اور رحمٰن کی رضا بھی دلواتی ہے۔

اور یہ وہ قطب (بنیاد) ہے جس پر دین کے ہر اہم معاملے کا دار و مدار ہے اور یہ وہ عظیم مرتبہ ہے جس کے حصول کی تمنا کی جاتی ہے۔

اس محبت نبوی (ﷺ) کا کمال ہر کمال کے حصول کے لیے شرط ہے اور یہ سوائے عظیم المرتبت اشخاص اور کاملین امت کے، اوروں کو عطا نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ کمال ایمان کے لحاظ سے لوگوں کے مختلف مراتب ہیں اور یہ مراتب و مدارج ان کی نبی عدنان ﷺ کی ذات سے کامل محبت کے معیار کے مطابق ہوتے ہیں۔

لہٰذا جو کوئی ان میں سے رسالت مآب ﷺ کی ذات سے جتنی شدید محبت رکھتا ہے اتنا ہی وہ ایمان و عرفان اور یقین میں مضبوط، کامل اور پختہ ہوتا ہے۔

۱۔ امام بخاری و مسلم حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ (۸۸)

"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے والدین اور اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے"۔

۲۔ امام بخاری حضرت عبداللہ بن ہشامؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

لن یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ۔ (۸۹)

"تم میں سے کوئی ہرگز مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی جان سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں"۔

آنحضرت ﷺ کی محبت کی کچھ علامات اور نشانیاں ہیں اور کچھ اس کے شواہد و دلائل ہیں۔

ان میں سے (سرفہرست) یہ ہے کہ آپ کی سنت مبارکہ کی پیروی کی جائے اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت مطہرہ پر اس کے احکامات اور اوامر نواہی اور حرام و حلال کے مطابق عمل کیا جائے اور ان علامات میں سے (ایک) یہ ہے کہ آپ ﷺ کے قرابت داروں اور اہل بیت اطہار سے کامل وابستگی رکھتے ہوئے دلی محبت کی جائے اور ان کے دامان اقدس کی حفاظت و خدمت کے لیے اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لایا جائے۔

محبت حبیب اکبر ﷺ کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر خیر بکثرت کیا جائے اور آپ کے عظیم محاسن و مناقب اور جلیل القدر اوصاف حمیدہ کا تذکرہ عام کیا جائے۔

اور آپ کے اوصاف و تبرکات اور متعلقات کا تذکرہ کرتے ہوئے لطف اٹھایا جائے اور ذکر نبوی کے فروغ پر اظہار فرحت و مسرت اور شادمانی کی کیفیات کا اعادہ کیا جائے۔ علامات محبت میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ پر درود و سلام کی کثرت کی جائے اور اسے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بارگاہ رسالت سے والہانہ عشق کے ساتھ بجالایا جائے اور درود و سلام سے متعلق فوائد عظیمہ اور ظاہری اجر و ثواب سے بھی اضافی طور پر بہرہ یاب ہوا جائے۔

۱۲۔ ابن وداعۃ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں:

اکثروا من الصلوۃ علی فانھا نور فی القبر ونور علی الصراط ونور فی الجنتہ۔ (۹۰)

"مجھ پر کثرت سے درود بھیجو! بے شک یہ قبر، پل صراط اور جنت کا نور ہے"۔

۱۳۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

الصلوۃ علی النبی ﷺ امحق للذنوب من الماء البارد للنار والسلام علیہ افضل من عتق۔

(۹۱)

"نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا گناہوں کو ایسے مٹاتا ہے کہ ٹھنڈا پانی بھی آگ کو اتنی تیزی سے نہیں بجھاتا اور آپ پر درود پڑھنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے"۔

حضرت امام عزفی شیخ بزرگ ابوالصبر ایوب عبداللہ الفسری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی سند سے حضرت خضر والیاس علیہما السلام کی روایت نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے بیان کی:

آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الصلوۃ تنضر القلب و تنورہ و تطھرہ من النفاق کما یطھر الشیئ بالماء وان من قال اللھم صل علی محمد فقد فتح علی نفسہ سبعین بابا من الرحمۃ وان من صلی علیہ سبع مرات احبہ اللہ تعالی۔ (۹۲)

"بے شک درود شریف دل کو تروتازہ رکھتا ہے اور دل کو منافقت سے اس طرح پاک اور روشن کر دیتا ہے جیسے کوئی چیز پانی سے دھل کر صاف ہو جاتی ہے۔ بے شک جس شخص نے اللھم صل علی محمد کہا، اس نے اپنی ذات پر رحمت کے ستر دروازے کھول دیئے اور جس نے سات بار درود پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے"۔

حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے کے بارے میں روایات میں آیا ہے:

کہ درود غم کو مٹاتا ہے۔ پریشانیوں کو دور کرتا ہے اور بلاؤں کو ٹالتا ہے اور حاجات کو پورا کرتا ہے اور رزق کو بڑھاتا ہے اور درود پڑھنے والے کو بارگاہ الٰہیہ سے ایک خاص قسم کی کشش عطا ہوتی ہے۔ درود سے درجات بلند ہوتے ہیں اور نیکیاں بڑھ جاتی ہیں، گناہ اور خطائیں مٹ جاتی ہیں اور رب کائنات کا قرب زیادہ حاصل ہو جاتا ہے۔

دعاء صلوۃ وسلام

عطر اللھم مجالسنا بطیّب ذکر حبیب اللہ الاعظم وثناہ و من علینا بسلوک سبیلہ وھداہ وصل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ صلاۃ وسلاما نتخلص بھما من محن الوقف واھوالہ۔

میرے بھائیو!

خالق ارض وسماء کی بارگاہ میں اپنے ہاتھ دعا کے لیے اٹھاؤ اور اس کی بارگاہ عالی میں اس شان والے نبی ﷺ کو وسیلہ بناؤ کیونکہ بلاشبہ اس پیارے کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند ہے۔

حاصل کلام

رب کائنات نے اپنے جن برگزیدہ بندوں کو نبوت و رسالت کے اعلیٰ منصب پر فائز فرمایا، اُن لوگوں کو امتیازی اوصاف و کمالات سے بھی بہرہ مند فرمایا۔ یہی اوصاف و کمالات انبیاء کرام کو دیگر انسان سے ممتاز کرتے ہیں۔

زیر نظر مقالہ کی اس فصل میں ہم نے میلاد النبی ﷺ پر لکھی جانے والی مترجم عربی کتب میں مذکور بعد از ولادت واقعات، شمائل نبوی ﷺ اور اُن فضائل و برکات کا ذکر کیا ہے جو حضور ﷺ کے وجود اطہر کی بدولت امت کو اس دنیا کی زندگی میں اور اخروی زندگی میں حاصل ہوں گے۔

رب کائنات نے اپنی شان ربوبیت کو ظاہر کرنے اور اپنے محبوبؐ کا مقام محمود ظاہر کرنے کے لیے حضور ﷺ کے نور کو نہ صرف کائنات کی ہر شے سے پہلے تخلیق کیا بلکہ اس نور کو پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام تک پہنچانے کا اعلیٰ وارفع اہتمام کیا۔ جب اس نور کا وقت ولادت قریب آیا تو وہ واقعات اور معجزات رونما ہوئے جس نے دنیا والوں پر یہ واضح کردیا کہ اب وہ ہستی دنیا میں تشریف لانے والی ہے جو وجہ وجود کائنات ہے۔ ان واقعات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کے دنیا میں تشریف لانے پر صرف اہل اسلام ہی نہیں خود رب دو جہان نے بھی خوشیاں منائیں۔

شب ولادت رونما ہونے والے واقعات جیسے کہ ایوان کسریٰ میں زلزلہ، بحیرہ ساوہ کا خشک ہو جانا، آتش کدۂ فارس کا ٹھنڈا ہو جانا اور دیگر معجزات ظہور قدسی جو دراصل ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے وقت ظہور پذیر ہونے والی رب کائنات کی قدرت مطلقہ ہی کے مظہر ہیں اور جو آپ ﷺ کے میلاد کی شکل میں دنیا کے لیے نوید انقلاب بن کر آئیں۔

نبی آخر الزمان کی ولادت باسعادت کے وقت اہل عرب کو بدترین خشک سالی اور قحط کا سامنا تھا۔ آپ ﷺ کی ولادت کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے ساری زمین کو سرسبز کردیا اور روئے زمین کے خشک اور گلے سڑے درختوں کو بھی پھلوں اور پھولوں سے لاد دیا، ہر سمت رحمتوں اور برکتوں کی بھرمار کردی اور قحط زدہ علاقوں میں رزق کی اتنی کشادگی فرمادی کہ وہ سال خوشی اور فرحت والا سال کہلایا۔

حضرت حلیمہ سعدیہؓ جب آپ ﷺ کو رضاعت کے لیے اپنے قبیلے لے کر گئیں تو نہ صرف حضرت حلیمہؓ کے گھر میں برکتوں کا نزول ہوا بلکہ سارا قبیلہ ان فیوض و برکات سے مستفیض ہوا۔

اس بزم ہستی میں وہ مبارک شخصیت جس میں حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کے تمام محامد و محاسن بدرجہ اتم سمو دیئے گئے وہ پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ ظاہری اور باطنی حسن و جمال کے اس مرتبہ کمال پر فائز ہیں جہاں سے ہر حسین کو خیراتِ حُسن مل رہی ہے۔ تمام ظاہری و باطنی محاسن حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس میں ہی یکجا نظر آتے ہیں اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہیں آپ ﷺ ظاہری و باطنی حسن و جمال کے اس مرتبہ کمال پر فائز ہیں جہاں سے ہر حسین کو خیرات حُسن مل رہی ہے۔

امام محمد بن جعفر الکتانی نے حضور ﷺ کے سراپائے دلنواز کا تذکرہ حسین انداز میں اپنی تصنیف میں کیا ہے۔
آپ ﷺ کے اعضائے مبارکہ کی ساخت اس قدر مثالی اور حسنِ مناسبت کی آئینہ دار تھی۔ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے حسین سراپا کی مدح میں ہر وقت رطب اللسان رہتے تھے۔ اسی طرح کتب سیر میں بھی اکثر ائمہ محدثین شمائل مصطفیٰ ﷺ کا حسین ذکر کرتے رہے ہیں۔

حضور ﷺ وہ ہستی ہیں کہ جن کی بعثت پر مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ خوشیاں منائیں اور اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ حضور ﷺ کے میلاد کی پاکیزہ محفلوں میں شریعت مطہرہ کے احکام کی معمولی سی خلاف ورزی بھی نہ ہونے پائے۔

باب چہارم

میلاد النبیؐ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب کا تحقیقی جائزہ

فصل اول : میلاد النبیؐ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں عدم جواز اور جواز کا تحقیقی جائزہ

فصل دوم : میلاد النبیؐ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں مذکور مشتملات کا تحقیقی جائزہ

فصل اول
میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں
عدم جواز اور جواز کا تحقیقی جائزہ

میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں سے امام جلال الدین سیوطیؒ کے علاوہ کسی اور نے اس موضوع پر گفتگو نہیں فرمائی لیکن ملا علی قاری نے بھی المورد الروی میں تنبیہہ کرتے ہوئے مختصراً اس موضوع پر بات کی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی اپنی تصنیف حسن المقصد فی عمل المولد میں شیخ تاج الدین عمر بن علی لخمی اسکندری معروف بہ فاکہانی کے رسالہ "المورد فی الکلام علی عمل المولد" جو کہ فاکہانی نے میلاد النبی ﷺ کے عدم جواز پر تصنیف کیا ہے۔ اس کا مکمل رد کرتے ہیں اور اپنی کتاب "حسن المقصد فی عمل المولد" کے علاوہ اس کے رد میں تین اور رسائل بھی تصنیف کیے ہیں۔

فاکہانی متاخرین مالکیوں میں سے ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ میلاد منانا بدعت ہے۔اس کے جواب میں امام جلال الدین سیوطی لفظ بدعت پر احکام خمسہ کا اجرا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یا تو یہ واجب ہوگا یا مندوب، یا مباح، یا مکروہ ہوگا یا حرام تو معلوم ہوا کہ اس کا واجب نہ ہونا اجماعاً ثابت ہے اور یہ مندوب بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ مندوب اسے کہتے ہیں جو شریعت کا مطلوب ہو لیکن اس کے تارک پر ذم و عتاب نہ ہو اور اس عمل کی نہ تو شریعت نے اجازت دی ہے اور نہ ہی صحابہ کرام اور دیندار تابعین کا فعل رہا ہے۔ (۱)

فاکہانی اس پر یہ دلیل دیتے ہیں کہ مومنین کا اجماع ہے کہ دین میں بدعت رائج کرنا جائز نہیں۔اس لحاظ سے وہ دو حالتوں پر کلام کرتے ہیں۔

پہلی حالت

فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے اور اپنے اہل و عیال اور اصحاب کے مال سے محفل میلاد منعقد کرے اور اس کھانے پینے سے تجاوز نہ کرے، نہ ہی کسی گناہ کا ارتکاب کرے تو یہ بدعت سیہ مکروہہ ہے۔ کیونکہ متقدمین فقہاء اسلام اور علماء ذوی الاحترام کے عمل سے ثابت نہیں۔

دوسری حالت

دوسری حالت میں وہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی محفل میلاد کے لیے چندہ تو دے مگر دل سے اسے مال کم ہونے کا رنج ہو۔اس بات کو ثابت کرنے کے لیے وہ دلیل بھی دیتے ہیں۔

فاکہانی عورتوں کے کسی اجتماع میں شامل ہونے اور علیحدہ اکیلی عورتوں کے اجتماع پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔اس پر وہ دلیل دیتے ہیں کہ

''اسلام شروع میں اجنبی تھا اور عنقریب پھر اجنبی ہو جائے گا''۔ (۲)

کے ساتھ شیخ قشیری کے اشعار بھی بیان کرتے ہیں جن کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ موجودہ پرآشوب دور میں برائی کو سب جانتے ہیں اور نیکی کو کوئی نہیں جانتا۔ متقیوں اور پرہیزگاروں سے کہو کہ وہ کیوں اتنی تکلیفیں اٹھا رہے ہیں۔ تم اپنی حالتوں کو مت بدلو کیونکہ تم اس زمانے میں لوگوں کے لیے خود ہی اجنبی ہو گئے ہو۔ پھر فاکہانی امام ابو عمرو بن علاء کا قول بھی بیان کرتے ہیں۔ جس میں امام صاحب یہ دلیل دیتے ہیں کہ

''لوگ جب تک نئی چیزوں کا انکار کرتے رہیں گے''۔

نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ماہ ربیع الاول جس میں سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت ہوئی، اسی مہینہ میں آپ کی وفات بھی ہوئی تو خوشی منانا غم منانے سے بہتر کیسے ہو گیا؟

اس کے علاوہ علامہ ابن الحاج کی میلاد پر تنقید بھی شامل کتاب ہے جو انہوں نے اپنی کتاب "المدخل" کی فصل "فصل فی المولد" کے تحت بیان کی ہے۔

"جب یہ مبارک مہینہ آتا ہے لوگ (دف) وہ فرماتے ہیں۔ مجیرہ وغیرہ کے ساتھ گانے باجے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ میلاد کی شروعات قرآن پاک کی تلاوت سے کریں گے اور پھر سریلی اور خوش کن آواز والے گویئے سے گانا سنیں گے۔ جس سے مختلف برائیاں جنم لیتی ہیں اور میاں بیوی کے درمیان فساد کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (۳)

علامہ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ برائیاں تب پیدا ہوتی ہیں کہ جب محفل میلاد میں دف مجیرہ وغیرہ شامل ہو لیکن اگر اس کے علاوہ بھی لوگوں کو میلاد کی نیت سے بلا کر کھانا کھلایا جائے تب بھی یہ بدعت ہے کیونکہ یہ دین میں زیادتی ہے اور یہ سلف صالحین کے عمل سے بھی ثابت نہیں۔ تو ہمیں بھی ان کے پیروکار ہونے کی حیثیت سے وہی کرنا چاہئے اور میلاد نہیں منانا چاہیے۔

امام سیوطی کے جوابات کا خلاصہ

امام جلال الدین سیوطی شیخ تاج الدین المعروف فاکہانی کے میلاد النبی ﷺ منانے کے عدم جواز کے رد میں دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میلاد پاک تو اصل میں ایک ایسی محفل ہوتی ہے جس میں لوگ جمع ہوتے ہیں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ظہور کے سلسلے میں جو خوشخبریاں اور خوارق عادت نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں، انہیں نعت رسول مقبول اور نثر کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے۔ محفل کے اختتام پر شرکائے محفل کے آگے دستر خوان بچھایا جاتا ہے۔

اسی لیے امام صاحب میلاد النبی ﷺ کے منانے کو بدعت حسنہ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اسی سلسلے میں فاکہانی کی بدعت کہنے پر بڑی تفصیل سے بدعت کی اقسام بیان کی ہیں اور محفل میلاد النبی ﷺ کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے۔

اس کے علاوہ فاکہانی نے تنقید کی جو صورتیں بیان کی ہیں کہ ایسی محفلوں میں مرد وزن باہم خلط ملط ہوتے ہیں اور باقاعدہ رقص و سرور کی محفل بن جاتی ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ باتیں کسی حد تک درست ہیں مگر اسکا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ میلاد النبی ﷺ منانا فی نفسہ حرام ہے۔ اس طرح کے اجتماع صرف میلاد النبی ﷺ کی محفل میں ہی نہیں بلکہ دیگر اسلامی عبادات کے اجتماع میں بھی نظر آتے ہیں مثلاً نماز جمعہ یا نماز تراویح۔ اب یہ اجتماع ہیں تو سنت اور نیکی اور عبادت کا کام ہے لیکن یہ امور جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں وہ "قبیح" اور "شنیع" ہیں۔ اسی طرح میلاد پاک کے سلسلے میں منعقد کیے جانے والے اجتماع تو بذات خود مندوب اور نیکی کا کام ہیں اور اس طرح کے امور جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں مذموم و ممنوع ہیں۔

فاکہانی اس کی ایک اور دلیل بھی دیتے ہیں کہ جس مہینہ میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اسی میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تو پھر خوشی کا اظہار مناسب نہیں۔

تو اس کا جواب امام صاحب نے یہ دیا کہ آپ ﷺ کی ولادت ہمارے لیے سب سے بڑی خوشی اور آپ ﷺ کا وصال ہمارے لیے بڑی تکلیف ہے۔ شریعت میں نعمت پر شکر و حمد اور مصیبت میں صبر و رضا کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ اسی لیے اس مہینہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت با سعادت پر خوشی کرنا مستحسن و محمود ہے۔ حضور ﷺ نے پیر کے روزہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ذاک یوم ولدت فیہ۔ (۴)

''یہ میری پیدائش کا دن ہے''۔

امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی اس کتاب میں فاکہانی کے اعتراض کے ساتھ ساتھ ابن الحاج کے اعتراض کا جواب بھی دیا ہے۔

علامہ ابن الحاج یہ اعتراض کرتے ہیں کہ لوگ محفل میلاد صرف اس مال کی واپسی کے لیے مناتے ہیں جو تہواروں اور خوشی کے مواقع پر انہوں نے لوگوں کو دیا ہوتا ہے مگر واپس مانگنے پر عار محسوس کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام بھی فاکہانی کے کلام کی طرح ہی ہے کہ اس میں بھی فساد نیت فاسدہ کی وجہ سے ہے نہ کہ اصل میلاد کی وجہ سے۔ (۵)

اس سلسلے میں ابن حجر کا موقف بھی بیان کیا گیا ہے کہ

''میلاد دراصل ایسی بدعت ہے جو قرون ثلثہ کے مشائخ سے منقول ہیں، اس کے باوجود اس میں کچھ اچھائیاں ہیں اور کچھ برائیاں لہٰذا اگر کوئی برائیوں سے بچ کر میلاد پاک منائے تو یہ بدعت حسنہ ہے ورنہ بدعت سئیہ۔ (۶)

میلاد النبی ﷺ منانے کی خوشی کی سب سے بڑی دلیل حضور ﷺ کے ایسے دشمن کہ جس کی مذمت خود قرآن پاک میں فرمائی گئی۔ اس کے عذاب میں پیر کے دن تخفیف کی جاتی ہے کہ اُس نے اس دن اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا تو حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے پر ایک بندہ مومن کو اجر و ثواب کیوں نہیں ملے گا۔ (۷)

مناسب یہی ہے کہ ہمیں میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، جیسے تلاوت کرنا، کھانا کھلانا، صدقہ کرنا اور سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں نعتیں پڑھنا اور ایسی تفریح جو اس خوشی کے موقع کی مناسبت سے ہو اور اس میں خلاف شریعت کوئی کام نہ ہو۔

میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں جواز کا تحقیقی جائزہ

جواز کے متفقہ اور متفرقہ دلائل کی ترتیب درج ذیل ہے:

میلاد النبی ﷺ کے جواز کے جو دلائل مذکورہ بالا کتب میں درج ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ متفقہ دلائل کا اجمالی جائزہ:

1۔ابو لہب کی لونڈی آزاد کرنے سے استدلال

میلاد النبی کے جواز میں جو دلیل کثرت کے ساتھ ان کتب میں درج ہے وہ ابو لہب کا حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی کو آزاد کرنا ہے۔

اس واقعہ کو مصنفین نے چند الفاظ کے ردوبدل سے بیان کیا ہے۔ اور اس واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے حضور ﷺ کی ولادت پر خوشی منانے کو باعث اجر و ثواب قرار دیا ہے۔ جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب حسن المقصد فی عمل المولد میں اس واقعہ کو امام القراء حافظ شمس الدین ابن جزری کی کتاب ''عرف لتعریف بالمولد الشریف'' اور حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی کی کتاب ''مورد الصادی فی مولد الہادی'' کے حوالے سے بیان کرتے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے والا کافر بھی جہنم میں راحت و سکون پاتا ہے تو ایک مومن، موحد غلام یقینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیش بہا انعامات سے نوازا جائے گا۔

علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکیؒ اپنی کتاب مولد النبی ﷺ میں ابو لہب کے واقعہ کے ساتھ حضور ﷺ کے چچا ابو طالب کا آپ ﷺ کی خدمت کے صلہ میں عذاب میں تخفیف کا ذکر بھی کیا ہے اور ایک روایت کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ابو لہب نے اپنی لونڈی ثویبہ کو خوشخبری دینے پر آزاد نہیں کیا تھا بلکہ اس کی آزادی ہجرت کے بعد ہوئی تھی اس صورت میں ابو لہب کے عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ بیان کی کہ اس نے ابو لہب کے حکم سے حضور ﷺ کو دودھ پلایا تھا جس کا صلہ ابو لہب کو دیا گیا۔

اس واقعہ کو امام جلال الدین سیوطی نے امام القراء حافظ شمس الدین ابن جزری کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ (۸)

علامہ ملا علی قاریؒ اپنی کتاب ''المورد الروی فی مولد النبی ﷺ'' میں ابو لہب کے واقعہ کو بیان کرنے کے بعد علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ کے موقف کو بیان کیا ہے جو کہ انہوں نے اس واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے اختیار کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی شب میلاد کو خوشی منانے پر اس کافر ابو لہب کو یہ بدلہ ملا کہ جس کی مذمت قرآن مجید میں نازل ہوئی ہے تو آپ ﷺ کے مسلمان امتی کو خوشی منانے پر کس قدر اجر و ثواب ملے گا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشیاں مناتا ہے اور حسب توفیق آپ ﷺ کی محبت میں مال خرچ کرتا ہے۔ مجھے اپنی عمر کی قسم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی جزا یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اپنی نعمتوں بھری جنت میں داخل کرے گا۔ (۹)

2۔عجائبات بوقت ولادت سے استدلال

میلاد النبی ﷺ کے جواز میں دوسری دلیل جو کہ امام جلال الدین سیوطی کی حسن المقصد فی عمل المولد کے علاوہ مذکورہ تمام کتب میں درج ہے۔ وہ بوقت ولادت خرقِ عادت واقعات، عجائبات اور معجزات کا رونما ہونا ہے۔ مثلاً حضرت آمنہؓ کے پاس حضرت حوا، حضرت آسیہ اور حضرت مریم بنت عمران اور حوران بہشت کا تشریف لانا۔ حضرت آمنہؓ کی نگاہوں سے حجابات کا اٹھنا،

مشرق و مغرب اور بیت اللہ کی چھت پر جھنڈوں کا نصب شدہ دیکھنا۔ ولادت پر فرشتوں کا خوشی اور تسبیح کرنا۔ جنت کے دروازوں کا کھول دیا جانا اور جہنم کے دروازوں کا بند ہونا۔ ساری کائنات کا نور سے جگمگا اٹھنا اور حضرت آمنہؓ کا بصرہ کے محلات کو دیکھنا۔

ایوان کسریٰ کا پھٹ جانا اور اس کے کنگروں کا گرنا۔ شیاطین پر شہاب ثاقب کا گرنا، دریاؤں اور سمندروں کی مخلوق کا ایک دوسرے کو مبارکباد دینا۔ ستاروں کا زمین کے قریب آجانا۔ کعبہ میں نصب بتوں کا اوندھے منہ گرپڑنا۔ آتش کدہ فارس کا بجھ جانا اور بحیرہ ساوہ کے پانی کا خشک ہو جانا۔ ولادت مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے اس سال دنیا بھر کی عورتوں کے ہاں لڑکوں کی پیدائش ہونا۔ اہل مکہ کی قحط سالی کا خوشحالی اور رزق کی فراوانی میں بدلنا۔ (۱۰)

مذکورہ عجائبات و واقعات ظہور قدسی پر غیر معمولی خوشی پر الوہی اہتمام تھا اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنی نعمت قرار دے کر اُن کی آمد پر نہ صرف خوشی اور جشن منانے کا حکم دیا ہے بلکہ اس نعمت کی آمد پر خود بھی جشن منایا اور خوشی کا اظہار فرمایا اور ولادت مصطفیٰ ﷺ کا پورا سال اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول جاری رہا۔ جب ظہور قدسی کی وہ مبارک گھڑیاں جن کا صدیوں سے انتظار تھا جس میں خالق کائنات کے بہترین شاہکار کو جلوہ گر ہونا تھا تو قدرت نے ایسی ایسی آرائشوں اور زیبائشوں کا اہتمام کیا جس کی نظیر ازل سے ابدتک نہ کبھی تھی اور نہ کبھی احاطہ خیال میں آسکتی ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ میلاد النبی ﷺ پر جشن اور خوشی کا اہتمام کرنا نہ صرف اللہ کا حکم ہے بلکہ اس کی اپنی سنت بھی ہے۔

3۔ عاشورہ کا روزہ رکھنے سے جواز کا اخذ کرنا

میلاد النبی ﷺ کے جواز کے دلائل میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب "حسن المقصد فی عمل المولد" میں دی ہے وہ امام حافظ ابن حجر مکیؒ کے حوالے سے بخاری و مسلم میں درج وہ حدیث پاک ہے جس میں مدینہ شریف کے یہودیوں کا یوم عاشورہ کو روزہ رکھنے کا بیان ہے۔ مصنفین لکھتے ہیں کہ علامہ ابن حجر مکی کا موقف یہ ہے کہ میلاد دراصل ایسی بدعت ہے جو قرون ثلاثہ کے مشائخ سے منقول نہیں۔ اس کے باوجود اس میں کچھ اچھائیاں ہیں اور کچھ برائیاں ہیں لہٰذا اگر کوئی برائیوں سے بچ کر میلاد مناتا ہے تو یہ بدعت حسنہ ہے ورنہ بدعت سیئہ اور لکھتے ہیں کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو ڈوبنے سے نجات دی اسی دن حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم نے فرعون اور اس کے سپاہیوں سے نجات پائی۔ پس اس دن کا حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ نے روزہ رکھا اور یہ روزہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے تھا اور یہودیوں نے بھی اپنے نبی کی مطابعت میں روزہ رکھا۔ اسی طرح حضور ﷺ نے بھی اس دن کا روزہ رکھا اور یہودیوں کو فرمایا:

هذا اليوم الذی اظفر الله فیه موسی و بنی اسرائیل علی فرعون، و نحن نصومه تعظیماله، فقال رسول اله نحن اولی بموسی منکم ثم امر بصومه۔ (۱۱)

''اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی اس تعظیم میں یہودی روزہ رکھتے ہیں۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم تم سے زیادہ موسیٰ کے حقدار ہیں پھر آپ ﷺ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا''۔

اور آپ ﷺ نے اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا اس لیے کسی معین دن میں نعمت کے حصول یا مصیبت سے چھٹکارہ پانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جانا چاہیے اور سال میں اس دن کے مثل و نظیر کی جب آمد ہو شکر کا اعادہ ہو سکتا ہے اور رحمت عالم ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر کون سی نعمت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا مناسب اور بہتر یہ ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کے دن ہی میلاد منایا جائے اور اگر اس ماہ میں کسی دن بھی میلاد منعقد کر لیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

4۔ بلاد اسلامیہ میں جشن میلاد النبی ﷺ منانے سے استدلال

میلاد النبی ﷺ پر مترجم عربی کتب میں سے تین مصنفین نے بلاد اسلامیہ میں میلاد النبی ﷺ منانے کا تذکرہ کیا ہے۔

المورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں علامہ ملا علی قاری نے اہل مکہ، اہل مدینہ، اہل مصر اور شام، اندلس اور ہندوستان کے بادشاہوں اور عوام کا گرم جوشی اور اہتمام سے میلاد النبی ﷺ منانے کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح حسن المقصد فی عمل المولد میں امام جلال الدین سیوطی نے اربل کے حکمران سلطان مظفر کا ربیع الاول کے مہینے میں نہایت شان و شوکت اور تزک و احتشام سے جشن میلاد منانا بیان کیا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ میلاد کا یہ دن آج کے مسلمان ہی نہیں مناتے بلکہ صدیوں سے اسلامی ممالک میں اپنی اپنی ثقافت اور رسم و رواج کے مطابق منایا جاتا رہا ہے۔

5۔ میلاد منانا بدعت حسنہ ہے

امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب حسن المقصد فی عمل المولد میں اس موضوع پر بحث کی ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ میلاد منانا بدعت حسنہ ہے۔ اگرچہ اس کی مثال قرون ثلاثہ میں نہیں ملتی لیکن اس کے باوجود اگر کوئی مسلمان فواحش و منکرات سے بچ کر اچھی نیت سے میلاد کا انعقاد کرتا ہے

تو یہ ایک مستحسن عمل ہے اور باعث اجر و ثواب ہے کیونکہ بدعت کی دو اقسام ہیں:

i. بدعت حسنہ

ii. بدعت سیئہ

ایسا کام جس کی اصل قرآن و حدیث میں نہ ہو اور جس سے دین میں تضاد، اختلاف اور انتشار واقع ہو اس کو بدعت سیئہ کہتے ہیں اور اس کے برعکس ایسا کام جس کی اصل قرآن و حدیث میں ہو جو اپنی ہیئت میں تو نیا ہو لیکن شرعاً ممنوع نہ ہو اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ میلاد کی اصل قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ اس لیے یہ بدعت حسنہ ہے۔ مثلاً میلاد کے اجزائے تشکیلی

میں تلاوت قرآن مجید، مدحت و نعت رسول، نثر کی صورت میں حضور ﷺ کے میلاد، آپ کے فضائل و کمالات، صفات، معجزات، تصرفات اور شمائل کا بیان، صلوٰۃ والسلام اور آخر میں طعام شامل ہوتا ہے۔ ان تمام امور میں کوئی کام بھی خلاف شرع نہیں ہے بلکہ مستحسن اعمال ہیں۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب میں علامہ ابن حجر کا موقف یوں بیان کیا ہے کہ جب ان سے میلاد پاک کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

> میلاد دراصل ایسی بدعت ہے جو قرون ثلاثہ کے مشائخ سے منقول نہیں، اس کے باوجود اس میں کچھ اچھائیاں ہیں اور کچھ برائیاں۔ لہٰذا اگر کوئی برائیوں سے بچ کر میلاد پاک منائے تو یہ بدعت حسنہ ہے ورنہ بدعت سیئہ۔ (۱۲)

6۔ متفرق دلائل

i۔ میلاد پر خوشی منانا اور خرچ کرنا دوزخ سے نجات اور حصول جنت کا ضامن

علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب مولد العروس میں لکھا ہے کہ ہر وہ شخص جو آپ ﷺ کی ولادت کے باعث خوش ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے آگ سے محفوظ رہنے کے لیے حجاب اور ڈھال بنائی، جس نے مولد مصطفیٰ ﷺ کے لیے ایک درہم خرچ کیا تو آپ ﷺ اس کے لیے شافع و مشفع ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ہر درہم کے بدلے میں دس درہم معاوضہ دے گا۔ اے امت محمدیہ تجھے بشارت کہ تو نے دنیا و آخرت میں خیر کثیر حاصل کر لیا۔ (۱۳)

اور مزید یہ لکھا کہ جو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادت کے لیے کوئی عمل کرتا ہے تو وہ سعادت مند ہے اور خوشی، عزت اور خیر و فخر کو پالے گا اور جنت عدن میں موتی سے مرصع تاج اور سبز لباس کے ساتھ داخل ہوگا۔ اس کو محل عطا کیے جائیں گے جو بیان کرنے والے کے لیے شمار نہیں کیے جائیں گے۔

مذکورہ اقوال کے ضمن میں ابن جوزیؒ نے قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہیں دی۔

iv۔ سرکار دو عالم ﷺ کا خود عقیقہ کرنا

امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی تصنیف حسن المقصد فی عمل المولد میں اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ خود فرمایا۔ حالانکہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کی پیدائش کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا تھا اور عقیقہ دوبارہ نہیں ہوتا اور احتمال یہی ہے کہ آپ نے اپنی ولادت کی خوشی کے اظہار کے لیے اپنا عقیقہ خود فرمایا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم میلاد پاک میں اجتماع کرکے، لوگوں کو کھانا کھلا کے اور دیگر جائز طریقوں سے خوشی و مسرت کا اظہار کرکے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ (۱۴)

فصل دوم
میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی مترجم عربی کتب میں مذکور مشتملات کا تحقیقی جائزہ

ا۔ واقعات قبل از ولادت کا تحقیقی جائزہ

زیر بحث کتب میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے علاوہ تمام مصنفین نے تخلیق وانتقال نور محمدی ﷺ اور حضرت آمنہؓ کو قبل از ولادت محمدی ﷺ ملنے والی بشارات اور مشاہدات وغیرہ کے موضوعات پر بحث کی ہے۔ جن کا اجمالی جائزہ درج ذیل ہے:

i۔ تخلیق نور محمدی ﷺ

اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے الفاظ و روایات کے تھوڑے بہت ردوبدل کے ساتھ ہر مصنف نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جمیع مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی ﷺ کو تخلیق کیا۔ آپ ﷺ اول الخلق ہیں، آپ ﷺ ہر مولود کے وجود کا سبب ہیں۔ آپ نورالانوار اور ابوالارواح ہیں۔ آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ آپ باعث تخلیق کائنات ہیں۔ اگر آپ ﷺ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کائنات کی کسی چیز کو پیدا نہ کرتا۔ لوح و قلم، زمین وآسمان، جن وانساں، نظام شمس و قمر، نظام شجر و حجر، جنت ودوزخ کی تخلیق کا سبب آپ ﷺ کی ذات پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور کے پَر تو سے نور محمدی ﷺ کو پیدا کیا اور پھر نور محمدی ﷺ سے پوری کائنات کو وجود بخشا۔

بقول شاعر

علامہ ابن جوزی اپنی کتاب مولد العروس میں حضرت کعب الاحبارؓ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

> ”جب اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تخلیق، زمینوں کو پست کرنے اور آسمانوں کو بلند کرنے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے ایک مشت لی اور اس کو حکم دیا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہو جاؤ تو یہ مٹھی بھر نور، عمودِ نور بن گیا اور سجدہ ریز ہونے کے بعد سر کو اٹھایا اور عرض کی: الحمد للہ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اسی وجہ سے میں نے آپ ﷺ کی تخلیق کی اور آپ کا نام ”محمد“ رکھا۔ آپ ﷺ سے ہی مخلوق کی ابتداء کرتا ہوں اور آپ ﷺ پر ہی رسولوں کو ختم کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نور محمدی ﷺ کو حضرت آدمؑ کی پیشانی میں ظاہر فرمایا“۔ (۱۵)

تقسیم نور محمدی کے حوالے سے علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو دس قسموں میں تقسیم کیا۔ قسم اول سے عرش، دوسری سے کرسی، تیسری سے لوح محفوظ، چوتھی سے قلم، پانچویں سے سورج، چھٹی سے چاند، ساتویں سے ستارے، آٹھویں سے نور مومنین، نویں سے نور قلب اور دسویں قسم روح محمد ﷺ کو پیدا فرمایا۔

اس ضمن میں علامہ ابن حجر مکیؒ اپنی کتاب مولد النبی ﷺ میں لکھتے ہیں کہ

"جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ مخلوق کے ایجاد سے متعلق ہوا تو اس نے "حقیقت محمد یہ" کو محض نور سے ظاہر فرمایا اور یہ اس کے بعد موجود ہونے والی تمام کائنات سے پہلے ہوا، پھر اس "حقیقت محمد یہ" سے تمام عالم بنائے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آپ کی "سبق نبوت" سے آگاہ کیا اور آپ کو آپ کی "عظیم رسالت" کی خوشخبری سنائی۔ یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب حضرت آدمؑ کا وجود نہ تھا۔ پھر آپ ﷺ سے تمام ارواح کے چشمے پھوٹے، پس ملا اعلیٰ میں تمام عالمین کا "اصل مد" ظاہر ہوا"۔ (۱۶)

علامہ ملا علی قاری نے اپنی کتاب المورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں اس حوالے سے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے مروی حدیث پاک نقل کی ہے۔

اس حدیث کو ابن جوزی نے بھی اپنی تصنیف مولد العروس میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے ہی روایت کو بیان کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کو آج تک اتنے کثیر ائمہ و محدثین نے نقل کیا ہے کہ یہ تلقی بالقبول کا درجہ رکھتی ہے اور اس وجہ سے شہرت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے جیسے کہ امام قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں بھی اسی حدیث کو بیان کیا ہے۔

(۱۷)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو پیدا کرنے سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور وہ نور اللہ کی قدرت سے جہاں اللہ نے چاہا پھرتا رہا، اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم، نہ جنت، نہ جہنم، نہ فرشتے، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ کوئی جن، نہ کوئی انسان۔ جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا، پہلے حصے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش، پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا، پہلے سے عرش اٹھانے والے فرشتے، دوسرے سے کرسی اور تیسرے حصے سے باقی فرشتے بنائے، پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت جہنم، پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا، پہلے سے اہل ایمان کی آنکھوں کا نور، دوسرے سے ان کے دلوں کا نور، یعنی معرفت الٰہی اور تیسرے سے ان کی زبانوں کا نور یعنی توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (۱۸)

اس سلسلے میں مصنف نے علامہ ابن حجر مکیؒ کے قول کو بھی نقل کیا ہے کہ

"تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنی ازلیت سابقہ میں سبق نبوت سے مشرف فرمایا یہ اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ وہ مخلوق بنائے تو اس

نے محض نور سے حقیقت محمد یہ ظاہر کی جبکہ اس کے بعد پیدا ہونے والی تمام مخلوق بنائی تو اس نے محض نور سے حقیقت محمد یہ سے تمام جہان بنائے''۔

اس کے بعد مصنف نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی وہ حدیث پاک بھی نقل کی ہے جس کا ذکر ہم المورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں بھی کر چکے ہیں۔

تخلیق نور محمدی ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے امام جعفر الکتانی اپنی کتاب الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد میں لکھتے ہیں:

''اے امت محمد مصطفیٰ ﷺ خصوصاً سادات کرام! بے شک اللہ تعالیٰ تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ موجود نہ تھی اور کوئی بھی اس کے دائرہ شہود میں شریک نہ تھا۔ پس اس کی حکمت کاملہ نے تقاضا کیا اور اس کی مشیت خاصہ اس امر کی طرف متوجہ ہوئی کہ کائنات کو تخلیق کیا جائے اور انہیں اس ذات اور اس ذات کی صفات یعنی عظمت و کمال اور رفعت شان سے متعارف کروایا جائے۔ تو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے انوار احدیت و صمدیت سے حقیقت احمدیہ (علی صاحبہا الصلوات والتحیات والتسلیمات) کی تخلیق فرما کر اس کا آغاز کیا تاکہ ذات خود ذات کے لیے اپنے جلال و جمال اور تقدیس کے پردوں میں متجلّی ہو۔

رسول اللہ ﷺ حتمی طور پر ''اول الخلق'' ہیں۔ آپ ﷺ سے پہلے نہ لوح و قلم تھے نہ آب و عرش نہ ہی ان کے سوا کوئی اور تھا۔ آپ ﷺ نور کی صورت میں اپنے مولا کے سامنے اس کی بزرگ و برتر بارگاہ خاص میں قربت معنوی کی انتہائی منزل پر تھے۔ حضور ''اصل اصول'' یعنی ہر مخلوق کا منبع و مصدر ہیں اور ہر واصل کے لیے ذریعہ وصول ہیں اور ہر موجود کا باعث وجود آپ ﷺ ہی ہیں''۔ (۱۹)

ii۔ انتقالِ نور محمدی ﷺ

انتقال نور محمدی ﷺ سے مراد نور مصطفیٰ ﷺ کا حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عبداللہؓ تک پشت در پشت پاکیزہ صلبوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل ہونا ہے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ کے علاوہ تمام مصنفین نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نسب شریف کو جاہلیت کی قباحتوں سے اور جاہلیت کے اثرات سے محفوظ رکھا۔

علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ مولد العروس میں لکھتے ہیں کہ نور محمد ﷺ حضرت آدمؑ کی پیشانی میں اپنے کمال کے لحاظ سے سورج یا چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔ پھر یہ نور حضرت حواؑ کو منتقل ہوا اور وہ حضرت شیثؑ سے حاملہ ہوئیں۔ اسی طرح یہ نور اصلاب طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا حتی کہ حضرت عبدالمطلب نے ایک یثربی عورت سے شادی کی اور وہ حضرت عبداللہ سے حاملہ

ہوئیں۔ نور محمدی ﷺ حضرت عبداللہ کے چہرہ پر چاند کے دائرہ کی مانند تھا۔ اس وقت حضرت عبدالمطلب نے آپؓ کی شادی حضرت آمنہ بنت وہب سے کر دی۔

علامہ ابن حجر مکیؒ اپنی کتاب مولد النبی ﷺ میں رقمطراز ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کا ظہور ہوا تو ہمارے آقا ﷺ کا نور ان کی پیشانی میں چمکا پھر یہ نور حضرت شیثؑ کو منتقل ہوا۔ حضرت شیثؑ نے اپنی اولاد کو وہی وصیت کی جو حضرت آدمؑ نے انہیں کی تھی کہ اس نور کو صرف انہی عورتوں میں رکھنا جو پاکیزہ ہوں پھر یہی وصیت لگاتار آگے چلتی رہی حتی کہ حضرت عبداللہؓ بن عبدالمطلبؓ کا دور آگیا۔

ملا علی قاری اپنی کتاب المورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور ان کی پشت میں نور محمدی ﷺ رکھا تو وہ آپؑ کی پیشانی سے چمکتا تھا۔ جب حضرت آدمؑ کا وصال ہوا تو حضرت شیثؑ کو اولاد آدم کا وصی بنایا گیا پھر حضرت شیثؑ نے اپنے بیٹے کو وہی وصیت کی جو حضرت آدمؑ نے ان کو کی تھی کہ یہ نور مصطفی ﷺ صرف پاکیزہ عورتوں میں رکھا جائے اور یہ وصیت ایک دور سے دوسرے دور کی طرف برابر منتقل ہوتی رہی تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو عبدالمطلب اور ان کے فرزند حضرت عبداللہؓ تک پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے اس نسب پاک کو جاہلیت کی تمام کدورتوں سے پاک رکھا۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے۔

اس ضمن میں مصنف نے چار احادیث کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش میں دور جاہلیت کی کسی غلط کاری کا کوئی دخل نہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ ﷺ پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔

یہاں پر مصنف ایک تنبیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ انبیائے کرام کے اصلاب سے منتقل ہوئے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ کے سارے احباب انبیاء ہی تھے کیونکہ یہ تو اجماع علماء کے ہی خلاف ہے اور یہ مطلب بھی نہیں کہ آپ ﷺ کے تمام آباء مسلمان تھے، ان میں وہ بھی تھے جن کے کفر پر بڑے بڑے فقہا نے اتفاق کیا ہے جیسے ابو طالب اور حضرت ابراہیمؑ کے والد اور حضور نبی کریم ﷺ کے والدین۔ اس موضوع پر میں نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں قطعی دلائل پیش کر دیئے ہیں۔ امام سیوطیؒ کے اس موضوع پر لکھے گئے تین رسالوں کے رد میں۔

اس کے برعکس امام محمد بن جعفر الکتانی اپنی کتاب الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے آباء اور امہات میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء ورسل پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات گرامی پر انعام واحسان فرمایا کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین کو آپ ﷺ کے لیے زندہ کیا اور وہ دونوں آپ ﷺ پر ایمان لائے تاکہ ان کا شمار آپ ﷺ کے گروہ اور امت خاصہ میں ہو جائے اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔

اگرچہ اس روایت کی اسناد ضعیف ہیں لیکن ضعیف روایت پر فضائل و مناقب میں بلا اختلاف عمل کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کے والدین کریمین یا آپ ﷺ کے آباؤاجداد میں سے کسی کے بارے میں جہنمی ہونے کا عقیدہ رکھنے والے پر اللہ

کی طرف سے اس کے جرم کے مطابق عتاب نازل ہو۔ ایسا شخص صدیقین و صالحین کے مراتب سے محروم ہی رہتا ہے اور اپنی تحقیق اور اجتہاد کے اعتبار سے غلطی پر ہے۔ اپنے افکار و نظریات کے لحاظ سے ناقص الفہم ہے اور اگر بالفرض اس کا کہا صحیح ہے تو اسے شرم آنی چاہئے۔ (۲۰)

مزید برآں وہ لکھتے ہیں کہ ان علماء کرام سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا جو رسول کریم ﷺ کی محبت میں سچے ہیں اور انہوں نے بے شمار تصانیف کے ذریعے اس عظیم بارگاہ کا مکمل اور جامع دفاع کیا۔ ان اہل دانش میں سے بعض اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(القرآن ۵۷: ۳۳)

اس سے بڑی ایذاء رسانی اور کیا ہو سکتی ہے؟ کہ کوئی کہے، آپ ﷺ کے والدین (نعوذ باللہ) دوزخی ہیں۔

iii۔ وجود مسعود کی تخلیق

حضور کے وجود مسعود کی تخلیق پر مذکورہ مترجم عربی کتب میں سے ابن حجر مکی نے اظہار خیال کیا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت کعب احبارؓ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرائیل کو حکم دیا کہ وہ ایسی مٹی لائیں جو زمین کا قلب ہو پس حضرت جبرائیلؑ اپنے ساتھ جنت اور مقام رفعت والے فرشتوں کو لے کر زمین کی طرف آئے اور جہاں آپ ﷺ کی قبر انور ہے۔ اس جگہ سے ایک مٹھی اٹھائی۔ اصل میں اس مٹی کا محل اور جگہ وہ تھی جہاں کعبہ شریف موجود ہے لیکن جب طوفان نوح آیا تو وہاں سے مٹی مدینہ منورہ آگئی۔ اس مٹھی بھر مٹی کو تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا پھر اسے جنت کی نہروں میں ڈبو دیا گیا۔ حتیٰ کہ ایک سفید موتی کی طرح ہو گئی اور اس سے حضور نبی کریم ﷺ کے وجود مسعود کی تخلیق کی گئی۔

iv۔ نور محمدی ﷺ کی رحم مادر میں جلوہ گری

اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے ابن جوزی، ابن حجر مکی اور ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ جس رات آپ ﷺ اپنی والدہ کے رحم میں جلوہ فرما ہوئے، وہ جمعۃ المبارک کی رات تھی۔ رجب المرجب کا مہینہ تھا۔ اس رات آسمانوں اور زمینوں میں یہ ندا کی گئی۔ جس مخفی نور سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بنائے گئے وہ نور آج رات آمنہؓ کے پیٹ میں جلوہ فرما ہو گیا اور لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بن کر تشریف لائے گا۔ جنت کے دربان رضوان کو حکم دیا گیا کہ وہ جنت کے سارے دروازے کھول دے اس رات ہر چار پائے نے قریش سے کلام کرتے ہوئے بتایا کہ آج کی رات وہ مبارک رات ہے جس میں محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی والدہ کے شکم مبارک میں جلوہ فرما ہو چکے ہیں۔ رب کعبہ کی قسم! آپ ﷺ دنیا کے امام اور اہل دنیا کے چراغ ہیں۔ دنیا کے ہر بادشاہ کا تخت اس رات کی صبح کو الٹا پڑا ہوا دیکھا گیا اور ہر بادشاہ اس دن گونگا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے کوئی بات نہ کر سکا۔ مشرق کے وحشی جانور

مغرب کے وحشی جانوروں کو خوشخبری دینے کے لیے دوڑے۔ اسی طرح دریاؤں اور سمندروں میں رہنے والی مخلوق نے بھی ایک دوسرے کو آپ کی آمد کی مبارک دی اور آپ کی والدہ ماجدہ پر بشارات اور عجائبات کا سلسلہ شروع ہو گیا جو کہ آپ کی ولادت مبارکہ تک جاری رہا۔ علامہ ابن جوزی نے مولد العروس میں سیدہ آمنہؓ کو ہر ماہ انبیاء کرام کا بشارت دینا اور ولادت سے قبل بارہ راتوں کے واقعات کے عنوان کے ساتھ ان بشارات کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔

۷۔ دن، تاریخ اور ماہ ولادت

امام جلال الدین سیوطیؒ کے علاوہ تمام مصنفین نے اس موضوع پر بحث کی ہے۔ جہاں تک یوم ولادت کا تعلق ہے تو تمام کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت کا دن پیر ہی ہے۔ جیسا کہ مولد العروس میں ابن جوزی نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے مروی حدیث مبارکہ نقل کی ہے:

ولد رسل یوم الاثنین۔ (۲۱)

''رسول ﷺ کی ولادت پیر کو ہوئی''۔

مولد النبی ﷺ میں ابن حجر مکیؒ رقمطراز ہیں کہ

واختلفوا فی منتہی مولدہ ویومہ علی اقوال کثیرۃ ولا خلاف انہ ولد یوم الاثنین۔ (۲۲)

''اس بات پر تمام متفق ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن پیر ہے''۔

ملا علی قاری اپنی کتاب المورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں لکھتے ہیں کہ

واختلف ایضا فی الوقت الذی ولد فیہ والمشہور انہ یوم الاثنین۔ (۲۳)

''آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت میں بھی اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ پیر کا دن تھا''۔

امام جعفر الکتانی اپنی کتاب الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد میں یوں نقل کرتے ہیں کہ

والاکثرون علی انہ ولد فی شہر ربیع فی من الربیع الاول ثم قیل فی الیوم السابع وقیل فی الثامن وعلیہ وقیل فی الثانی عشر وعلیہ العمل عند اہل مکۃ وغیرہم من الناس ورجعہ جماعۃ من العلماء الاکیاس۔ (۲۴)

''اکثر علماء کی رائے ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت موسم بہار میں ربیع الاول شریف کے مہینے میں ہوئی۔ پھر کچھ نے کہا کہ سات ربیع الاول کو ہوئی۔ ایک رائے یہ ہے کہ آٹھ ربیع الاول کا دن تھا جبکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بارہ ربیع الاول کا دن تھا۔ اہل مکہ کا عمل اس پر ہے علماء کرام کی کثیر تعداد نے اس کو راجح قرار دیا ہے''۔

۲۔ واقعات بعد از ولادت کا تحقیقی جائزہ

حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت سارے عالم میں عجیب و غریب علامات اور خرق عادت امور و واقعات کا ظہور ہوا جن کا تفصیلاً بیان جواز میلاد میں کیا جا چکا ہے۔ ان کے علاوہ چند مباحث جو ان کتب میں کی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

اسم گرامی محمد ﷺ رکھنے کے اسباب

اس سلسلہ میں ابن حجر مکی اور ملا علی قاری نے اپنی کتب میں ذکر کرتے ہیں:

ومن اسباب تسمیۃ جدہ عبدالمطلب لہ محمداً ماروی انہ رای سلسلۃ فضۃ خرجت منظھرہ لہا طرف بالسماء وطرف بالارض وطرف بالمشرق وطرف بالمغرب ثم عادت کانہا شجرۃ علی کل ورقۃ منہا نور واذا اھل المشرق والمغرب متعلقون بہا فعبرت لہ بمولود یکون من صلبہ یتبعہ اہل المشرق والمغرب ویحمدہ اہل السماء والارض ملذلک سماہ محمداً۔ (۲۵)

"آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے خواب کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی پشت سے سونے کی زنجیر نکالی گئی ہے جس کا ایک سرا آسمان اور دوسرا زمین میں ہے ایک سرا مشرق اور دوسرا مغرب کی طرف ہے۔ پھر وہ سکڑ کر ایک درخت کی مانند ہو گئی جس کے ہر پتہ پر "نور" تھا اور پھر دیکھا کہ تمام مشرق و مغرب والے اس کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ ان کی پشت سے ایک بچہ پیدا ہوگا۔ جس کی اتباع مشرق و مغرب والے کریں گے اور زمین و آسمان والے اس کی تعریف کریں گے۔ اس وجہ سے انہوں نے آپ ﷺ کا نام محمد رکھا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہؓ نے جو کچھ بیان کیا نام رکھنے کے سلسلہ میں اس کو بھی پیش نظر رکھا گیا"۔

اس ضمن میں ملا علی قاری نے مزید یہ لکھا کہ بعض آئمہ نے فرمایا۔

الہم اللہ عزوجل اہلہ ﷺ ان یسموہ محمداً لما فیہ من الصفات المحمودۃ لیطابق الاسم المسمیٰ۔ (۲۶)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے گھر والوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ آپ کا نام محمد رکھیں کیونکہ آپ کے اندر قابل تعریف صفات موجود تھیں تاکہ اسم بامسمیٰ ہو جائے۔

اس کے ساتھ وہ لکھتے ہیں کہ عرب و عجم میں آپ سے قبل کسی کا نام محمد نہیں رکھا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کے میلاد پاک سے کچھ عرصہ پہلے یہ بات مشہور ہو گئی کہ ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے جس کا نام محمد ﷺ ہوگا۔ تھوڑے سے لوگوں

نے اپنے بیٹوں کا یہ نام بھی رکھا۔ اس امید پر کہ ان میں سے کوئی ایک ہونے والا نبی ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی اہتمام کیا کہ جس کا یہ نام ہو وہ دعویٰ نبوت نہ کر سکے۔

رضاعی مائیں

آپ ﷺ کے اوصاف و کمالات کی تسبیح میں یہ موتی بھی ہمیں نظر آتے ہیں جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رضاعی ماؤں کی صورت میں عطا کیے۔ جنہوں نے آپ ﷺ کی تربیت سے اعلیٰ مقام پایا۔ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کے اسم گرامی ''آمنہ'' میں ''امن'' اور آپ ؓ کی دایہ ''الشفاء'' میں ''شفا'' بچپن میں دیکھ بھال کرنے والی ''برکتہ'' میں ''برکت و نماء'' دودھ پلانے والی ''ثوبیہ'' میں ''ثواب'' اور ''حلیمہ سعدیہ'' میں ''حلم و سعد'' اسی کی جھلک ہیں۔

امام جعفر الکتانیؒ الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد میں لکھتے ہیں کہ

مشہور قبیلہ بنی سلیم کی تین کنواری خواتین نے بھی یہ سعادت حاصل کی۔ ان میں سے ہر ایک کا نام عاتکہ تھا۔ ان تینوں

خواتین نے آپ کو کسی کی آغوش میں گزرتے ہوئے دیکھ کر (فرط عقیدت سے) اپنا اپنا پستان پیش کیا اور آپ ﷺ کے دہن اقدس سے لگایا، ان میں دودھ اتر آیا اور آپ ﷺ نے نوش فرمایا۔

بعض علماء کا کہنا ہے، درج ذیل مشہور حدیث میں کمال مہربانی سے آپ نے ان ہی تین خواتین کو یاد فرمایا ہے:

انا ابن العواتک من سلیم۔ (۲۸)

''میں بنی سلیم کی عفت مآب خواتین کا بیٹا ہوں''۔

امام ابن العرابی المعافریؒ نے سراج المریدین میں لکھا ہے:

''جس بھی خوش بخت خاتون نے نبی اکرم ﷺ کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا، اسے دولت ایمان نصیب ہوئی اور اس نے اپنے مالک حقیقی سے تعلق جوڑ لیا''۔

صبح شب ولادت

صبح شب ولادت کو رونما ہونے والے عجائبات اور حضرت آمنہؓ کے تاثرات کو تفصیلاً جواز میلاد کے باب میں بیان کیا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں چند باتیں جو کہ امام ابن جوزی اور امام جعفر الکتانی نے اپنی کتابوں میں بیان کی ہیں ان کا اجمالی جائزہ درج ذیل ہے:

سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو سرمہ ڈالے ہوئے، تیل لگائے ہوئے، معطر حالت میں ختنہ شدہ، اللہ عزوجل کو سجدہ کیے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمانوں کی طرف اٹھائے ہوئے، بغیر کسی ناپاکی اور کدورت کے جنم دیا۔ آپ کا چہرہ اقدس نور سے چمک رہا تھا۔ حضرت جبرائیلؑ نے آپ کو اٹھایا اور جنت سے لائے ہوئے ریشمی کپڑے میں لپیٹا اور آپ کے ساتھ

زمین کے مشارق و مغارب کا طواف کیا۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل کے ٹکڑے نے آکر میرے گھر کو چھتری کی مانند ڈھانپ لیا ہے۔اس بادل کے ٹکڑے نے آپ کو میری آنکھوں کے سامنے سے ایک گھڑی کے لیے لے لیا اور فوراً ہی آپ مجھے لوٹا دیئے گئے۔ میں نے کسی کہنے والے کو سنا کہ محمد ﷺ کو صفوت آدمؑ، مولد شیثؑ، شجاع نوحؑ، حلم ابراہیمؑ، لسان اسماعیلؑ، رضاء اسحاقؑ، فصاحب صالحؑ، رفعت ادریسؑ، حکمت نعمانؑ، بشارت یعقوبؑ، جمال یوسفؑ، صبر ایوبؑ، قوت موسیٰؑ، تسبیح یونسؑ، جہاد یوشعؑ، نغمۂ داؤدؑ اور ہیبت سلیمانؑ، حب دانیال و قار الیاس، عصمت یحیٰؑ، قبولیت زکریاؑ، زہد عیسیٰؑ اور علم خضرؑ عطا کردو اور آپ ﷺ کو انبیاء و رسل کے اخلاق میں غوطہ دو۔ بلاشک و شبہ آپ سید الاولین والآخرین ہیں۔

آپؓ فرماتی ہیں کہ میں دیکھ رہی تھی کہ آپ ﷺ پر فرشتے فوج در فوج نازل ہو رہے ہیں۔

حلیمہ سعدیہؓ کے دیس میں

امام جلال الدین سیوطیؒ کے علاوہ تمام مصنفین نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے۔ جس میں بنو سعد کی عورتوں کا وادی مکہ کی طرف عرب کی روایات کے مطابق نو مولود بچوں کو گود میں لینے کے لیے آنا، حلیمہ سعدیہؓ کا حضور ﷺ کو حاصل کرنا، حضور ﷺ کی برکت سے حضرت حلیمہؓ کی خشک چھاتیوں کا دودھ سے بھر جانا، آپؓ کی کمزور اور ناتواں اونٹنی کا فربہ اور صحت مند ہو جانا اور آپ کے سوار ہونے پر اونٹنی کا کعبہ کی طرف منہ کرکے تین سجدے کرنا، واپسی پر آپؓ کی اونٹنی کا باقی اونٹنیوں سے آگے نکل جانا، آپ کی برکت سے حلیمہ سعدیہؓ کے گھر میں رزق کی فراوانی اور برکتوں کا نزول، آپ کے جھولے کو فرشتوں کا جھلانا، جھولے میں آپ کا چاند سے باتیں کرنا اور آپ کی انگلی کے اشارے پر چاند کا حرکت کرنا بیان کیا ہے۔

یہاں پر امام جعفر الکتانیؒ نے ایک حدیث مبارکہ نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ان الجن والطیر تنافست فی ارضاعہ فنودیت ان کفوا فقد اجری اللہ تعالیٰ ذلک علی ید الانس۔

(۲۹)

”جنات اور پرندے اس بات پر ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مباحثہ کر رہے تھے۔ کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت رضاعت سر انجام دیں گے، کہ اتنے میں انہیں ندا دی گئی، خاموش ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت انسانوں ہی کے سپرد کی ہے“۔

سواری کی نوعیت اور حضور ﷺ کو حاصل کرنے کے سلسلے میں ابن جوزی نے ابن حجر مکی اور ملا علی قاری سے مختلف واقعہ بیان کیا ہے۔

اس ضمن میں ابن حجر مکی اور ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ حلیمہ سعدیہؓ اور اس کے قبیلے کی عورتوں کی سواریاں اونٹنیاں تھیں جبکہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ وہ گدھیوں پر مکہ شریف میں آئیں۔ اسی طرح ابن حجر مکی اور ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ حضور

نبی کریم ﷺ کو یتیم ہونے کی وجہ سے عورتیں آپ کو لینے پر تیار نہ ہوئیں اور میرے سوا ہر ساتھی نے دودھ پلانے کے لیے بچہ حاصل کر لیا۔ میں بھی پہلے آپ کو چھوڑ کر کوئی اور بچہ تلاش کرنے لگی اور جب کوئی اور نہ ملا تو آپ کے در اقدس پر آئی۔

لیکن امام ابن جوزیؒ اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم مکہ شریف میں داخل ہوئیں تو تمام عورتیں شیر خوار بچوں کی تلاش میں چلی گئیں لیکن میں اور سات دوسری عورتیں باقی رہ گئیں۔ ہم سے عبدالمطلب ملے اور کہا کہ میرے پاس ایک بچہ ہے۔ آؤ تاکہ تم اسے دیکھو کون اس بچہ کے حصہ میں ہے اور وہ اسے حاصل کر لے۔ جب ہم حضرت عبدالمطلبؓ کے ساتھ گئیں اور ہم نے آپ کو دیکھا تو ہر ایک نے کہنا شروع کر دیا کہ میں اسے دودھ پلاؤں گی اور وہ آپ کی طرف آگے بڑھیں۔ آپ نے ان سب عورتوں سے منہ پھیر لیا۔ میں آپ ﷺ کی طرف آگے بڑھی تو جس وقت آپ نے مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا۔ میں نے آگے بڑھ کر آپ کو گود میں اٹھا لیا۔

پہلی گفتگو

ابن جوزیؒ، ابن حجر مکیؒ نے متفقہ طور پر آپ ﷺ کی پہلی گفتگو کے الفاظ یہ بیان کئے ہیں:

اللہ اکبر کبیر ا والحمد للہ کثیر ا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ (۳۰)

"اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے لیے بہت ہی تعریفیں اور وہ صبح وشام سبحان ہے"۔

ابن حجر مکی یہ لکھتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہؓ فرماتی ہیں کہ جب میں نے پہلی مرتبہ دودھ چھڑایا تو آپ ﷺ نے یہ الفاظ کہے:

ابن جوزیؒ نے ساتھ دو سال کی مدت بھی بیان کی ہے۔ اس کے بر عکس امام جعفر الکتانی لکھتے ہیں کہ جب آپ ﷺ آٹھ ماہ کے ہو گئے تو بولنا شروع کر دیا اور فصیح کلام فرمانے لگے۔

واقعہ شق صدر

امام جعفر الکتانیؒ نے لکھا ہے کہ جب پہلا واقعہ شق صدر پیش آیا تو آپ کی عمر مبارک چار سال تھی۔ امام ابن حجر مکی اور ابن جوزی نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے آپ کی عمر مبارک کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہؓ فرماتی ہیں کہ دودھ چھڑانے کے بعد آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لے کر آئی حالانکہ ہماری یہ خواہش تھی کہ آپ ہمارے پاس ہی رہیں۔ چنانچہ ہم نے آپ کی والدہ سے بات کی اور ہمارے بار بار تقاضا کرنے پر انہوں نے آپ کو ہمارے ہمراہ بھیج دیا۔ ہمارے واپس آنے کے دو تین ماہ کے بعد ایک دن آپ اپنے دودھ شریک بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے کے لیے گئے تو تھوڑی دیر کے بعد آپ کا بھائی چیختا ہوا آیا اس کے بعد انہوں نے شق صدر کا سارا واقعہ بیان کیا ہے۔ جب آپ کا دودھ چھڑایا گیا تو اس وقت آپ کی عمر دو سال تھی۔ اس طرح واقعہ شق صدر کے وقت آپ کی عمر مبارک دو سال اور دو، تین ماہ بنتی ہے۔

والدہ محترمہ اور دادا جان کا انتقال

امام محمد بن جعفر الکتانی اور ابن جوزی کے مطابق جب آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر مبارک چھ سال تھی۔ جب آپ کے دادا کا انتقال ہوا اس وقت آپ کی عمر مبارک آٹھ سال تھی۔ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ جب آپ کی والدہ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر مبارک چار برس تھی بعض نے زیادہ کہی ہے۔

مگر ملا علی قاری نے اس ضمن میں مختلف روایات بیان کی ہیں وہ لکھتے ہیں:

> ولما بلغ ﷺ اربع سنین و قیل خمس، و قیل سبت، و قیل سبع، و قیل تسع، و قیل اثنتی عشرۃ سنۃ و شہر آو عشرۃ ایام ماتت امہ وقد اخرج ابن سعد عن ابن عباس قالو لما بلغ رسول اللہ ﷺ ست سنین خرجت و مات جدہ عبدالمطلب کافلہ ولہ ثمان سنین و قیل تسع و یل عشر و قیل ست۔ (۳۱)

> جب حضور نبی کریم ﷺ چار سال کے، ایک روایت میں پانچ، ایک میں چھ، ایک میں سات اور ایک روایت میں بارہ سال ایک ماہ اور دس دن کے ہوئے تو آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ اس کے ساتھ انہوں نے ابن سعد سے ابن عباسؓ کی روایت بھی بیان کی ہے۔ جس کے مطابق آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ سال تھی۔ اسی طرح آپ ﷺ کے دادا کے انتقال کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت عبدالمطلبؓ فوت ہوئے تو آپ ﷺ کی عمر آٹھ سال تھی، کچھ نے کہا نو سال، کچھ نے کہا سات سال تھی۔

شام کے سفر

اس موضوع پر امام محمد بن جعفر الکتانی، ابن حجر مکی اور ملا علی قاری نے اپنی کتب میں گفتگو کی ہے۔ امام جعفر الکتانی نے لکھا ہے کہ پہلی مرتبہ آپ اپنے چچا ابو طالبؓ کے ساتھ شام کے سفر پر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک بارہ سال تھی اور دوسری دفعہ حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر شام کا سفر کیا اس وقت آپ کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ آئمہ سیرت اور حفاظ حدیث کی تصریحات کے مطابق حضور اکرم ﷺ کا ان دو مواقع کے علاوہ کسی وقت شام کی طرف سفر کرنا پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ مگر امام ابن حجر مکی اور ملا علی قاری کے مطابق آپ نے شام کی طرف تین دفعہ سفر کیا۔

جیسا کہ ابن حجر مکی اپنی کتاب مولد النبی ﷺ میں لکھتے ہیں جب آپ ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال ہوئی تو آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر بیس برس کی ہوئی تو آپ ﷺ دوسری مرتبہ شام کی طرف تجارت کی غرض سے تشریف لائے۔ اس وقت آپ ﷺ کے

ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی تھے۔ بحیرا کو انہوں نے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کون ہیں۔ کہنے لگا خدا کی قسم! آپ ﷺ نبی ہیں۔ پچیس برس کی عمر میں حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر پھر شام کا سفر کیا۔

ملا علی قاری اپنی کتاب المورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں حضرت ابو طالب کے ہمراہ اور حضرت خدیجہؓ کے سامان تجارت کے سفروں کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

واخرج ابن منذرہ بسند ضعیف عن ابن عباس ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صعب النبی وھو ابن ثمان عشرۃ والنبی ابن عشرین سنۃ وھم یریدون الشام فی تجارۃ حتی نزلا منزلا فیہ سدرۃ فقعدف ظلھا ومضی ابو بکر الی راھب۔

"ابن منذرہ نے ضعیف سند کے ساتھ ابن عباسؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی عمر اس وقت اٹھارہ سال تھی اور حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک بیس سال تھی۔ جب آپ ﷺ ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے بحیرا نامی راہب سے ملاقات کا بھی ذکر کیا ہے"۔ (۳۲)

اوصاف وخصائص مصطفیٰ ﷺ

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مولد العروس میں ابن جوزی حضور نبی کریم ﷺ کی صفات حمیدہ اور آپ ﷺ کے خصائص اور معجزات پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ

(القرآن ۳۳: ۴۵-۴۸)

آپ ﷺ کے معجزات اور شمائل پر گفتگو کی ہے۔ آپ ﷺ کے خصائص پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے اعتبار سے تم میں سے بہتر، پاکیزہ دل اور قول کے زیادہ سچے، تخلیق کے لحاظ سے احسن، شرافت کے لحاظ سے زیادہ پاکیزہ، جلیل القدر، عظیم الفخر، رفیع الذکر، جمیل الصبر، حیات دنیا و قبر کے لحاظ سے آپ ﷺ تمام سے منور ہیں۔

مولد النبی ﷺ میں ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصطفیٰ ﷺ بنایا اور فضائل و کمالات سے آپ کو برگزیدہ فرمایا آپ ہی سید الکل ہے۔ آپ ہی تمام انبیاء کے ابتداً وانتہاً مددگار ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے قیامت کے دن آپ کی شفاعت کو بیان کیا۔ آپ کے خصائص کو بیان کیا اور آخر میں لکھتے ہیں کہ

انہ ﷺ حین ولد وقع معتمدا! علی یدیہ ثم اخذ قبضۃ من تراب ورفع راسہ الی السماء و قبض التراب اشارۃ الی انہ بملک الارض۔ (۳۳)

"جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر ٹکا دیئے پھر مٹی کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر انور بلند کیا۔ مٹی کا مٹھی بھرنا اس طرف اشارہ تھا کہ آپ ﷺ ہی زمین کے مالک و بادشاہ ہیں"۔

المورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ایک عظمت یہ بھی ہے کہ تمام معزز نبیوں اور بڑے بڑے رسولوں سے یہ پکا وعدہ لیا گیا کہ جو بھی آپ ﷺ کی رسالت کا زمانہ پائے آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی مدد کرے۔ اس کے بعد انہوں نے میثاق انبیاء والی آیت نقل کی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمان مصطفیٰ کا حوالہ دیا ہے کہ

والذی نفس محمد بیدہ لوان موسیٰ کان حیاء۔ (۳۴)

"اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو چارا نہ تھا"۔

اور آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی نقل کیا ہے کہ

وما من بنی یومئذ آدم فمن سواہ لا تحت لوائی۔ (۳۵)

"آدم اور ان کے علاوہ تمام مخلوق قیامت کے دن میرے جھنڈے تلے ہوگی"۔

اور پھر ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو لیا اور انکو انہی پر گواہ بنایا۔ "الست بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں تو محمد مصطفیٰ ﷺ پہلے تھے جنہوں نے "بلیٰ" ہاں کیوں نہیں فرمایا۔

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ دعائے ابراہیمؑ ہیں اور قرآن مجید سے اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں جس میں حضرت ابراہیمؑ نے آپ ﷺ کی بعثت کی دعا کی ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی اس بشارت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی آمد کے متعلق اپنی قوم بنی اسرائیل کو دی۔

الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد میں امام جعفر الکتانی نے اپنی کتاب میں تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ کے عنوان سے ایک فصل قائم کی ہے۔ جس کے شروع میں وہ لکھتے ہیں کہ رسالت مآب کی فضیلت و فوقیت نہ صرف دیگر تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر بلکہ تمام مخلوقات و عالمین حتیٰ کہ ملائکہ و مقربین و معززین پر احادیث صحیحہ متواترہ و مشہورہ سے ثابت ہے۔ یہ وہ امر ہے جس کا علم امت مسلمہ کے لیے ضروریات دین کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے اٹھارہ مختلف احادیث کا حوالہ دیا ہے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ قیامت کے دن سب لوگوں کے سردار ہوں گے۔ سب سے پہلے آپ کی قبر کھلے گی۔ حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ آپ ہی سب سے پہلے شفاعت کریں گے۔ آپ ہی قیامت کے دن انبیاء کے امام اور خطیب ہوں گے۔ اللہ پاک آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ قیامت کے دن تمام اولاد آدم آپ کے پرچم کے نیچے ہوگی اور سب سے پہلے آپ کے لیے ہی جنت کا دروازہ کھلے گا۔ سب سے پہلے آپ کی امت ہی جنت میں داخل ہوگی۔

فصل کے آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ آپ مملکت باری تعالیٰ کے دولہا ہیں۔ یعنی کائنات کے سردار اور قطب ہیں اور آپ کائنات کے وہ سلطان ہیں جو حاصل کونین بھی ہیں اور چارہ ساز عالمیان بھی ہیں۔

اسی طرح انہوں نے ''کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ'' کے عنوان سے بھی ایک فصل قائم کی ہے۔ جس کے آغاز میں وہ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اوائل عمر اور زمانہ بچپن سے لے کر لمحات وصل باری تعالیٰ تک بہترین اور کامل اخلاق کے حامل اور اعلیٰ ترین اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔ جس طرح آپ ﷺ صورت میں سب سے زیادہ حسین و جمیل تھے ایسے ہی سیرت واخلاق میں بھی سب انسانوں سے بڑھ کر خوبی والے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کا بڑے خوبصورت الفاظ میں ذکر کیا ہے اور کافروں کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ، صحابہ کرام کے ساتھ، فقراء و مساکین کے ساتھ اور اہل و عیال کے ساتھ آپ ﷺ کے حسن سلوک کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ ﷺ کی خوش اخلاقی اور سخاوت کو بیان کیا اور بڑے جامع الفاظ کے ساتھ اس فصل کا اختتام کیا فرمایا! ''کہ مجموعی طور پر بلاشک و شبہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل آپ ﷺ پر فرمادی اور اس حسن اخلاق کو اس درجہ کمال تک پہنچادیا کہ کسی اور کے لیے اس کا حصول شدید ترین مشقت کے بغیر محال ہے اور آپ ﷺ کی ذات میں ایسے اوصاف حمیدہ اور شمائل جمیلہ جمع فرمادیئے جو تمام مخلوق میں سے کسی اور فرد میں جمع نہیں کیے گئے۔

الغرض کائنات میں کوئی کمال ایسا نہیں جو ان کے کمال سے ماخوذ نہ ہو اور آپ ﷺ کی مدح و ثناء میں کیا جانے والا ہر غلو کم مرتبہ ہے کسی بھی قادر الکلام اور وسیع المطالعہ شخص کے لیے آپ ﷺ کی مدح و ثناء سخت مشکل بات ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو کتنا ہی فصیح اور ماہر فن سمجھتا ہو۔

ii۔ وسیلہ مصطفیٰ ﷺ

اس موضوع پر ابن جوزی، ملا علی قاری نے اظہار خیال کیا ہے۔

مولد العروس میں ابن جوزی نے تمام انبیاء کرام کو آپ کے توسل کے فیض کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی توبہ آپ کے باعث ہی قبول کی۔ حضرت نوحؑ نے آپ کے وسیلہ سے کشتی میں نجات پائی حضرت ادریسؑ کو بھی آپ کے وسیلہ سے اوپر اٹھایا گیا۔ حضرت ہودؑ نے اپنی دعا میں آپ کے ذریعہ ہی دعا مانگی۔ حضرت ابراہیمؑ نے آپ کے واسطہ سے بارگاہ الٰہی میں سفارش کی اور آگ سے نجات پائی۔ آپ کے ہی وسیلہ سے حضرت اسماعیل آزاد کیے گئے اور آپ کے لیے جنت سے دنبہ لایا گیا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو موسیٰؑ کلیم اللہ کوہ طور پر مخاطب نہ ہوتے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو حضرت عیسیٰؑ آسمان کی طرف نہ اٹھائے جاتے۔ آتش پرستوں کی آگ آپ کے باعث عاجزی کرتے ہوئے بجھ گئی اور آپ کی وجہ سے بادلوں کا برسنا بارش بن گیا۔ تمام انبیاء کرام نے ولادت مصطفیٰ ﷺ کی بشارت تشریف لاتے وقت اور واپس جاتے وقت دی۔

iii۔ فضیلت درود وسلام

درود وسلام کے موضوع پر ابن جوزیؒ، ملا علی قاریؒ اور امام محمد بن جعفر الکتانی نے اپنی کتب میں گفتگو کی ہے جیسا کہ ابن جوزی نے مولد العروس میں درود وسلام کو تنگدستی کا علاج بتایا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ کا حوالہ بھی دیا ہے۔

ابن جوزی درود وسلام سے دنیاوی فائدے کے ساتھ ساتھ اخروی فائدے کو بھی بیان کرتے ہیں اور اس کے لیے وہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی حدیث مبارکہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

> ''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور جس نے دس مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ جس نے سو مرتبہ درود شریف پڑھا اس پر اللہ تعالیٰ ایک ہزار مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا، جس نے ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے بالوں اور بدن پر آگ حرام کر دی''۔ (۳۶)

اس کے بعد انہوں نے ایک اور حدیث مبارکہ نقل کی ہے۔

> ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام۔ (۳۷)
>
> ''جب بھی کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح واپس لوٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں''۔

پھر مصنف نے درود وسلام کے دس اشعار بھی لکھے ہیں۔

ملا علی قاریؒ اپنی کتاب المورد الروی فی مولد النبی ﷺ میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی حدیث مبارکہ کے حوالے سے درود وسلام کی اہمیت کچھ اس طرح بیان کی ہے کہ جب حضرت حواء کو حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے پیدا کیا تو تب حضرت آدمؑ سوئے ہوئے تھے جب جاگے تو بی بی کو دیکھ کر سکون آگیا اور ان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ فرشتوں نے کہا: آدمؑ ذرا ٹھہرئے پہلے بی بی کا حق مہر ادا کیجئے بولے ان کا حق مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا:

> ''محمد ﷺ پر تین بار درود شریف بھیجو''۔ (۳۸)

مصنف نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے ابن جوزیؒ کی کتاب سلوۃ الاخوان کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جس میں انہوں نے بھی حضرت حواءؑ کے حق مہر حضور ﷺ پر درود وسلام کو ہی قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو حکم دیا کہ وہ حضرت حواءؑ کا حق مہر حضور ﷺ پر بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر ادا کریں میں کہتا ہوں:

> ''شاید تین بار مہر معجّل تھا اور بیس بار مہر موجل (معیادی) تھا''۔ (۳۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا یوں اکرام فرمایا کہ صلوٰۃ کی آیت میں سب سے پہلے خود اپنی ذات سے ابتداء کی اور اپنے ساتھ فرشتوں کو دوسرے درجے پر ذکر کیا۔ پھر مومنوں کو حکم دیا۔ باقی تمام عبادات ایسی نہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے باقی عبادات بجالانے کا ہمیں حکم دیا ہے لیکن وہ خود بجا نہیں لاتا۔ اس طرح درود وسلام اللہ کی سنت بھی ہے اور حکم بھی۔ فرشتوں کو کیوں صلوٰۃ میں شامل کیا گیا۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو فرشتوں نے ان کی پیشانی میں "نور محمد ﷺ" دیکھا تو اسی وقت انہوں نے آپ ﷺ پر صلوٰۃ بھیجی پھر جب حضور نبی کریم ﷺ کو اس کائنات میں جسم اقدس کے ساتھ لایا گیا تو فرشتوں سے کہا گیا یہ وہی شخصیت ہیں جن پر تم صلوٰۃ بھیجا کرتے تھے جب یہ حضرت آدمؑ کی پیشانی میں نور تھے، اب جبکہ وہ نور اس دنیا میں بالفعل موجود ہوا تو تم ان پر صلوٰۃ بھیجو۔

پھر مومنوں کو حکم صلوٰۃ اور اس کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے وہ رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات میں سے صرف ایمان والوں کو حکم دیا کہ آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجو۔ اس کی کئی حکمتیں ہیں چونکہ حضور نبی کریم ﷺ امت کے لیے بمنزلہ باپ کے ہیں اور آپ ﷺ نے امت کی تعلیم وتربیت اور ارشاد میں بھی کوئی کسر نہیں رکھی۔ استاد و معلم کی تعریف اس کے ہر شاگرد پر لازم ہوتی ہے اور باپ کا شکر ہر بچہ پر واجب ہوتا ہے۔ صلوٰۃ وسلام آپ ﷺ کی شفاعت کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب امتیوں نے آج دنیا میں اس (شفاعت) کی قیمت ادا کر دی تو امید کی جاسکتی ہے کہ کل قیامت کے دن اس قیمت سے لیا گیا مال (شفاعت) انہیں ضرور ملے گا اور مومنوں نے جس قدر آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجا ہوگا۔ اسی قدر ان کے اور آپ ﷺ کے درمیان جان پہچان ہو گی۔

جب کوئی بندہ مومن آپ پر درود پڑھتا ہے تو اس سے آپ کے مراتب میں ترقی ہوتی ہے۔ جس سے امت کا مرتبہ بھی بڑھ جاتا ہے اس لیے کہ تابع کا مرتبہ۔ متبوع کے مرتبہ کے تابع ہوتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہر وقت آپ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں یونہی آپ کی امت ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لیے آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھتی رہی ہے اور پڑھتی رہے گی۔ کوئی جگہ کوئی وقت صلوٰۃ وسلام سے خالی نہیں۔

امام محمد بن جعفر الکتانی اپنی کتاب الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد میں لکھتے ہیں کہ علاماتِ محبت میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ پر درود وسلام کی کثرت کی جائے اور اسے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بارگاہ رسالت سے والہانہ عشق کے ساتھ بجالایا جائے۔

درود پڑھنا غلام آزاد کرنے سے بھی افضل ہے۔ یہ دل کو ترو تازہ رکھتا ہے اور دل کو منافقت سے پاک رکھتا ہے۔ غم کو مٹاتا ہے، پریشانیوں کو دور کرتا ہے۔ بلاؤں کو ٹالتا ہے، حاجات کو پورا کرتا ہے، رزق کو بڑھاتا ہے، درود پڑھنے سے درجات بلند ہوتے ہیں اور نیکیاں بڑھ جاتی ہیں۔ گناہ اور خطائیں مٹ جاتی ہیں اور رب کریم کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ درود شریف کے فوائد لاتعداد اور بے شمار ہیں۔ یہ اتنے کثیر ہیں کہ ان کا احاطہ اور شمار ممکن نہیں ہے۔

iv۔ شمائل مصطفیٰ ﷺ

اس موضوع پر امام ابن جوزیؒ اور امام محمد بن جعفر الکتانیؒ کے علاوہ کسی مصنف نے گفتگو نہیں کی۔ امام ابن جوزی اپنی کتاب مولد العروس میں حلیہ مصطفیٰ ﷺ کے عنوان سے شمائل مصطفیٰ ﷺ پر مختصر تحریر لکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ مخلوق میں دولہا کی مانند ایسے چہرے کے ساتھ ظاہر ہوئے جو چاند کے مشابہ ہے ایسے بال جو اپنی سیاہی میں تاریکی کی طرح ہیں ایسی جبین کے ساتھ جس سے نور و روشنی نکلی ایسے قد کے ساتھ کہ اس کے ساتھ حسن و جمال مطمئن ہو اور ایسے ناک کے ساتھ جو تیز تلوار کی دھار کی شہرت سے احسن ہیں۔ ایسے دو ہونٹوں کے ساتھ جو مثل عقیق ہیں ایسے دانتوں کے ساتھ جو بکھرے ہوئے موتیوں کے مشابہ ہیں۔ ایسی پیشانی کے ساتھ جو رونق و نور میں چاند کی مانند ظاہر ہوئی اور ایسے سینے کے ساتھ جو ایمان کے ساتھ معمور ہو گیا۔ ایسے دونوں ہاتھوں کے ساتھ جن سے جنت کا پانی پھوٹ نکلا، ایسے قدم کے ساتھ جس کے لیے یقینا حصول سعادت میں تاثیر ہے۔

امام جعفر الکتانیؒ نے الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد میں شمائل مصطفیٰ ﷺ پر حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم کے عنوان سے فصل قائم کی ہے۔ جس میں انہوں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور، قد و قامت زیبا، رنگت مبارک، زلفیں عنبریں، معطر بدن، سراپا مبارک، سر اقدس، جبین سعادت، چشمان مبارک، رخسار مبارک، بینی مبارک، دہن اقدس، دندان مبارک، لہجہ شیریں، ریش مبارک، موئے مبارک، گردن مبارک سینہ مبارک، ہتھیلی مبارک، بغل مبارک، زانوئے مقدس، شکم و سینہ مبارک، مہر نبوت، فضلات مبارکہ، نظافت و نفاست، قدمین شریفین، مبارک ایڑھیاں کے عنوانات کے تحت بڑے خوبصورت اور محبت بھرے انداز میں حضور ﷺ کے سراپا مبارک کو بیان کیا ہے۔ (۴۰)

حاصل کلام

بعض ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ولادت باسعادت کے ذکر کی کیا ضرورت ہے؟ ولادت تو ہو چکی ہے اب حضورؐ کی بعثت کے بعد آپؐ کی تعلیمات و سیرت کو بیان کیا جائے اور شریعت اسلام کی پابندی کی جائے یہی ایمان کا تقاضا ہے۔ اس سوچ اور ذہنیت کا ازالہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

قرآن و سنت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت ہی ایمان کی وہ بنیاد ہے کہ جس پر شریعت اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔ قرآن و سنت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندوں کا تو فقط ذکر کرنا بھی عبادت ہے کیونکہ یہ اللہ کی سنت ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جابجا اپنے صالح و مقرب بندوں کا ذکر کیا ہے۔ انبیاء علیھم السلام کا ذکر تو بطور خاص کیا ہے کیونکہ یہ سب اللہ تعالی کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ اسی لیے قرآن حکیم نے انبیاء علیھم السلام کے ذکر کو اللہ تعالی کی سنت اور حکم کے طور پر بیان کیا ہے۔

قرآن حکیم حضورؐ پر نازل ہوا تو اس بنا پر حضورؐ کی ولادت باسعادت کے واقعات اور اس کی جزئیات تک کو بیان کرنا سنت الٰہیہ بھی ہے اور خود سنت مصطفیٰؐ بھی۔

زیر نظر مقالہ میں آئمہ و محدثین عرب سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ آمد کے بعد یہودیوں سے روزہ رکھنے کا سبب دریافت فرمایا اور انہوں نے جواب دیا کہ اس دن بنی اسرائیل و حضرت موسیٰ کے ساتھ فرعون سے نجات ملی تھی۔ اسی لیے وہ اس دن کی یاد منانے کے لیے روزہ رکھتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا:

''ہم تم سے زیادہ موسیٰؑ کے حقدار ہیں۔''

اور نہ صرف خود روزہ رکھا بلکہ صحابہ کرامؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ آج امت مسلمہ کی بدقسمتی ہے کہ وہ دو بڑے طبقوں میں بٹ گئی ہے۔ ایک طبقہ جشن میلادالنبیؐ کو سرے سے ناجائز، حرام اور بدعت کہہ کر اس کا انکار کر رہا ہے جبکہ دوسرا طبقہ میلادالنبیؐ کے نام پر (الا ماشاء اللہ) ہر ناجائز اور فحش کام سرانجام دے رہا ہے۔ انہوں نے بہت سے ایسے ناجائز اور حرام امور کو داخل میلاد کر کے میلادالنبیؐ کے پاکیزہ تصور کو نہ صرف بدنام کیا ہے بلکہ اس کے تقدس کو بھی پامال کر دیا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ افراط و تفریط سے بچتے ہوئے ان انتہا پسندیوں کے بین بین اعتدال پسندی کی روش اختیار کی جائے۔ ہم عصر حاضر میں میلاد اور سیرت کے منانے والوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ کوئی صرف میلاد کا داعی بن گیا اور کوئی صرف سیرت کا نام لیوا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ امت مسلمہ کو یہ بات سمجھائی جائے کہ اگر میلاد نہ ہوتا تو سیرت کہاں سے ہوتی اور اگر سیرت کا بیان نہ ہوتا تو میلاد کا مقصد کیسے پورا ہوتا۔ اس لیے بیان میلاد اور بیان سیرت دونوں ہی ذکر مصطفیٰؐ ہیں۔ دونوں ہی ایک شمع کی کرنیں ہیں۔ اس لیے میلاد کو نہ تو بدعت اور حرام کہہ کر ناجائز سمجھنا چاہیے اور نہ ہی اس کو جائز سمجھتے ہوئے اس میں خرافات کو داخل کیا جانا چاہیے۔

اس لیے ہمارے اس مقالہ کا حاصل کلام یہ ہے کہ حضورؐ کی ولادت کی خوشی کا نام میلاد ہے اور اس میں محبت و تعظیم کے ساتھ باوضو ہو کر شریک ہوں تو نہ افضل عبادت الٰہی ہے اور اس میں ہی پوری امت مسلمہ کی کامیابی کا راز ہے اور وقت کی اہم مذہبی ضرورت بھی۔

باب چہارم:

ضلع قصور میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی کتب کی خصوصیات اور منہج واستدلال کا مجموعی و تحقیقی و تنقیدی اور سیرت نگاروں کے کام کا تقابلی جائزہ

پہلی فصل: ضلع قصور میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی کتب کی خصوصیات و منہج واستدلال

دوسری فصل: ضلع قصور ہیں سیرت نگاروں کے کام کا تقابلی جائزہ

پہلی فصل: ضلع قصور میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی کتب کی خصوصیات و منہج واستدلال

اس باب میں سیرت نگاروں کے کام کی خصوصیات، ان کا اسلوب، ان کا طرز تحریر، ان کی علمی کاوشوں اور ان کے کام کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے گا۔

ا۔ مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ نے ا۔'' تحفہ رسولیہ صلی اللہ علیہ وسلم'' (فارسی)، ۲۔ حلیہ مبارک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم'' قلمی اور ۳۔'' دیوان حضوری قصوری''اشعار کی شکل میں مرتب کی ہے۔

افسوس کہ یہ کتب قلمی یا مطبوع ہمیں تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکیں ورنہ ہم ان کتب کی خصوصیات اور منہج استدلال پر ضرور روشنی ڈالتے۔

۲۔ مولانا اشرف سندھو رحمۃ اللہ کی کتب سیرت ا۔ ''شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم''، ۲۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کتب میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

i۔ شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پنجابی اشعار میں بحث کی گئی ہے۔

ii۔ اس کتاب کے کل صفحات ۸۰ میں اور یہ سندھو کلاں نزد بھائی پھیرو سے مطبوعہ ہے۔

iii۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پنجابی اشعار میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر بات کی گئی ہے۔

iv۔ اس کتاب کے کل صفحات ۹۰ ہیں اور یہ سندھو کلاں نزد بھائی پھیرو سے مطبوعہ ہے۔

۳۔ مولانا عبدالرحیم حسینوی رحمۃ اللہ کے ترجمہ ''سفر السعادۃ از مجد الدین فیروز آبادی، کی خصوصیات اس ترجمہ میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

i۔ یہ ترجمہ سلیس اردو میں کیا گیا ہے۔

ii۔ مشکل مقامات پر مترجم نے کچھ حواشی بھی لکھے ہیں۔

iii۔ صرف ترجمہ کیا گیا ہے تخریج یا شرح سے گریز کیا گیا ہے۔

iv۔ یہ ترجمہ ماہنامہ الاعتصام ۱۹۷۰ء میں قسط وار شائع ہوتا رہا لیکن یہ ترجمہ نامکمل ہی تھا کہ مترجم وفات پا گئے۔

مولانا عبدالرحیم حسینوی رحمۃ اللہ کے ترجمہ ''سفر السعادۃ از مجد الدین فیروز آبادی'' کا منہج استدلال:

مترجم نے مصنف کی فارسی عبارتوں کا ترجمہ کیا ہے اس لیے ان کا اپنا کوئی منہج استدلال نہیں ہے۔

iv۔ شیخ الحدیث محمد اسحٰق حسینوی کی کتاب ''ترجمہ مختصر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

i۔ سلیس ترجمہ کیا گیا ہے اصل کتاب عربی میں ہے۔

ii۔ قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین سیرت کی قیمتی کتاب ہے۔

۴۔ شیخ الحدیث محمد اسحق حسینوی کی کتاب ''ترجمہ مختصر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''کا منہج استدلال

i۔ کتاب کے ہر باب میں اختصار کے پیش نظر سیرت کو لکھا گیا ہے پھر دلائل بھی لکھے جاتے ہیں۔ یہ ابن القیم سے ملتا جلتا انداز ہے جو انھوں نے زاد المعاد میں اپنایا ہے۔

ii۔ استدلال میں محد ثانہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

۵۔ مولانا عبد الحمید ازہر رحمۃ اللہ نے ''ترجمہ و شرح شمائل ترمذی از حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ '' کی نظر ثانی کی۔

یہ محض نظر ثانی ہے اس میں خصوصیات اور منہج استدلال نظر ثانی کرنے والا کا نہیں ہوتا بلکہ وہ تو مصنف کے لکھی ہوئی کتاب پر نظر ثانی کرتا ہے۔اس لیے اس کتاب کی خصوصیات اور منہج استدلال کا نظر ثانی کرنے سے کوئی تعلق نہیں۔

۶۔ پروفیسر عبد الجبار شاکر کی کتاب '' خطبات ومقالات سیرت '' کی خصوصیات اس کتاب میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

i۔ اس کتاب میں شاکر صاحب کے مختلف اوقات میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھے گئے ۴۰ مضامین کو جمع کیا گیا ہے۔

ii۔ ہر موضوع قرآن وحدیث سے لبریز ہے،آیات قرآنیہ اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔

iii۔ اگر کہیں لغوی بحث کی ضرورت ہے تو وہاں تفصیل سے اس لفظ کا لغوی معنی سمجھایا گیا ہے۔

iv۔ ہر موضوع کے متعلق بہت سی معلومات پڑھنے کو ملتی ہیں۔ایسے لگتا ہے کہ مصنف کے سامنے ہزاروں سیرت کی کتب کھلی ہوئی ہیں وہ نادر موتی جمع کرتے جا رہے ہیں۔ یہ خصوصیت اس لیے پائی جاتی ہے کیونکہ مصنف کی اپنی لائبریری بیت الحکمت میں پچپیس مختلف زبانوں میں پانچ ہزار سے زائد کتب سیرت موجود ہیں۔

v۔ سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ سیرت کے ان مقالات میں زبان کی چاشنی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت کا انوکھا انداز اپنایا گیا ہے۔

vi۔ سیرت کے بعض پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے نیز اس میں کئی ایک کتب سیرت کا تعارف کروایا گیا ہے۔

vii۔ مصنف نے کئی ایک کتب سیرت کے مقدمات لکھے ہیں،ان کو بھی اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

viii۔ اس کتاب کے کل صفحات ۳۱۲ ہیں نیز یہ کتاب مکتبہ کتاب سرائے لاہور نے ۲۰۱۳ء کو شائع کی۔

پروفیسر عبد الجبار شاکر کی کتاب '' خطبات ومقالات سیرت ''کا منہج استدلال

اس کتاب میں درج ذیل منہج استدلال اپنایا گیا ہے:

i۔ ہر موضوع میں قرآن مجید سے سیرت کے متعلق آیات کریمہ کو جمع کیا گیا ہے اور ان سے سیرت کی اہمیت کا استدلال کیا گیا ہے۔

ii۔ اس کتاب میں کتب سیرت اور کتب تاریخ سے بہت کم استفادہ کیا گیا ہے بلکہ سیرت کے مختلف پہلوؤں پر مصنف نے قرآن وحدیث کے ساتھ اپنی فکر وجذبہ کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

iii۔ مصنف نے فلسفہ تاریخ سے بہت کام لیا ہے اور استدلال میں سیرت اور فلسفہ کا مقابلہ پیش کیا ہے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر کی کتاب ''مرقع سیرت'' کی خصوصیات

یہ کتاب درج ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے:

i۔ یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے نیز اس کے کل صفحات ۳۹۸ ہیں۔

ii۔ اس کتاب کی خصوصیات ابواب سے جانی جا سکتی ہیں۔ ابواب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

باب اول: تحقیق و تنقید سیرت

باب دوم: تعارف، تجزیہ کتب سیرت

باب سوم: مقدمات، فلیپ و دیباچے پر کتب سیرت

باب چہارم: تبصرہ جات کتب سیرت

باب پنجم: مقدمات و دیباچے پر کتب نعت و منظوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب ششم: پنجابی کتب سیرت پر مقدمے اور دیباچے

باب ہفتم: انگلش کتب پر مقدمات اور دیباچے

iii۔ مصنف کے دور میں جس نے بھی سیرت پر کتاب لکھی۔ وہ شاکر صاحب سے مقدمہ لکھوانا اپنا اعزاز اور سند سمجھتا تھا۔ یہ تمام معلومات اس کتاب میں یکجا کر دیے گئے ہیں۔

iv۔ جس زبان میں کتاب ہے، اسی زبان میں مقدمات لکھے گئے ہیں۔

v۔ یہ کتاب مکتبہ کتاب سرائے لاہور نے ۲۰۱۱ء کو شائع کی۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر کی کتاب ''مرقع سیرت'' کا منہج استدلال

اس کتاب کے مطالعہ سے درج ذیل منہج استدلال سامنے آتا ہے:

i۔ جس نوعیت کی کتاب ہے اسی نوعیت کے دلائل و حوالہ جات سے استدلال کیا گیا ہے۔

ii۔ اگر کتاب اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تو مقدمہ ہیں اخلاق کی تعریف اور اہمیت پر مواد لکھ کر اس سے استدلال کیا گیا ہے۔

iii۔ کئی ایک مقدمات میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قدیم وجدید کتب کا تعارف کروایا گیا ہے۔ اس سے مصنف نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت پر استدلال کیا ہے۔

۷۔ مولانا عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب ''امین کعبہ'' کے نام سے لکھی۔

۸۔ حافظ ثناءاللہ مدنی کی ''الوصائل فی شرح الشمائل'' کی خصوصیات:

i۔ تحفۃ الاحوذی کا اختصار ہے دیگر کتب سے کئی ایک نادر فوائد کا اضافہ کیا ہے۔

ii۔ مشکل اور غریب الفاظ کے معانی ائمہ فن سے نقل کیے ہیں۔

iii۔ حدیث کے معنی کی حسب ضرورت تلخیص ائمہ کے اقوال کی روشنی میں۔

iv۔ اہم فقہی بحوث میں ام الکتب کی طرف مراجعت کا اشارہ۔

v۔ بسا اوقات حدیث سے مستخرج و مستنبط مسائل

vi۔ تنبیہ اور فوائد کے عنوان سے اپنی طرف سے اہم فوائد لکھے ہیں۔

vii۔ مختلف فیہ روایات میں جمع تطبیق کی کوشش کی ہے۔

viii۔ مختلف فیہ مذاہب میں تعلیق لکھی ہے اور راجح کی دلائل کے ساتھ نشان دہی کی ہے۔

ix۔ سند اور متن کی تصحیح میں بہت زیادہ توجہ سے کام لیا گیا ہے۔ اس میں سستی نہیں کی جس طرح محدثین نے اس کا بہت اہتمام کیا ہے ہم بھی انھیں کی طریق پر چلے ہیں۔

x۔ تحفۃ الاحوذی کا اختصار کرتے وقت علمی انداز اختیار کیا ہے۔

xi۔ جس نے تحفۃ الاحوذی پر اعتراضات کیے ہیں ان کا مسکت جواب دیا ہے۔

xii۔ حسب ضرورت کبار مفتیان کرام کے فتاوی بھی ایڈ کیے ہیں مثلاً شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین، شیخ عبداللہ روڑی، شیخ البانی اور لجنہ دائمہ کمیٹی سعودی عرب۔

حافظ ثناالله مدنی کی ''الوصائل فی شرح الشمائل'' کا منہج استدلال

اس کتاب کا منہج استدلال کچھ یوں ہے:

i۔ حدیث سے جو کچھ مستفید ہوتا ہے اس کو وضاحت سے لکھا گیا ہے۔

ii۔ تمام احادیث کی تشریح سے محدثانہ استدلال کیا گیا ہے۔

iii۔ اس کتاب میں ضعیف اور غیر ثابت روایات ہیں ان سے استدلال نہیں کیا گیا۔

iv۔ استدلال کرتے وقت دیگر دلائل و براہین کو بھی نقل کیا گیا اور استدلال میں ان کا بھی اعتبار کیا گیا ہے۔

۹۔ مولانا منیر احمد معاویہ کی کتاب '' تجلیات اسمِ محمد '' کی خصوصیات

اس کتاب کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

i۔ یہ کتاب درج ذیل ابواب پر مشتمل ہے۔ اسم محمد کا معنی، اسم محمد سے معجزات، اسماء صاحب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم، القابات و صفات اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حصہ نعت

ii۔ اس کتاب میں گردانوں سے بہت کام لیا گیا مثلاً اذان میں اللہ کا نام ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی ہے۔ تشہد میں اللہ کا نام ہے تو ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی ہے۔ زبور میں اللہ کا نام ہے تو ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی ہے۔ اس طرح کی بہت سی گردانیں موجود ہیں۔ نصف سے زائد کتاب گردانوں پر مشتمل ہے۔۔

iii۔ یہ کتاب خطیبانہ انداز میں لکھی گئی ہے، علمی و تحقیقی انداز نہیں پہنایا گیا۔

iv۔ اس کتاب میں قرآن و حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ نیز اشعار سے بھی بہت فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

v۔ اس کتاب کے کل صفحات ۲۰۷ ہیں نیز یہ کتاب جامعہ عثمانی اڈہ تلونڈی ضلع قصور نے ۲۰۰۹ء میں شائع کی۔

مولانا منیر احمد معاویہ کی کتاب '' تجلیات اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم '' میں منہج استدلال۔

اس کتاب میں درج ذیل منہج استدلال اپنایا گیا ہے:

i۔ ہر موضوع کے شروع میں چند حوالے لکھنے کے بعد گردانیں شروع کر دی جاتی ہیں گویا مصنف کا مقصد سیرت کو گردانوں میں پیش کرنا ہے۔ یہ طریقہ استدلال بہت کم مصنفوں نے اپنایا ہے۔

ii۔ ادیبانہ انداز، الفاظی کو بہت استعمال کیا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر ادب اردو سے استدلال کیا گیا ہے۔

iii۔ نعتیہ کلام سے بھی بھرپور استدلال کیا گیا ہے۔

مولانا منیر احمد معاویہ کی کتاب ''خطباتِ منیر فی رفعت سراج منیر'' کی خصوصیت

اس کتاب کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

i۔ یہ کتاب تین جلدوں میں مطبوع ہے۔ پہلی جلد: ۲۵۴، دوسری جلد ۲۵۶ جبکہ تیسری جلد ۳۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

ii۔ پہلی دو جلدوں میں سیرت کے مختلف پہلو خطیبانہ انداز میں لکھے گئے ہیں جب کہ مکمل سیرت النبی صلی اللہ کا احاطہ کیا گیا ہے۔

iii۔ ہر موضوع قرآن کریم، احادیث نبویہ کے ساتھ ساتھ اشعار اور گردانوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔

iv۔ یہ کتاب ۲۰۱۲ء میں جامعہ عثمانیہ اڈہ تلونڈی ضلع قصور نے شائع کی۔

مولانا منیر احمد معاویہ کی کتاب ''خطباتِ منیر فی رفعت سراج منیر'' کا منہج استدلال

اس میں درج ذیل منہج استدلال اپنایا گیا ہے:

i۔ قرآن وحدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔

ii۔ سیرت کے مشہور واقعات سے استدلال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۰۔ ڈاکٹر عبداللہ قاضی کی کتاب ''امین کعبہ'' کی خصوصیات

اس کتاب کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

i۔ یہ کتاب نو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی نظر میں اور دوسرا باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں کی نظر میں'' مصنف نے تحریر کیے ہیں۔ یہ ابواب عام کتب سیرت میں نہیں پائے جاتے۔

ii۔ اس کتاب میں قرآن کریم، کتب احادیث، کتب سیرت، کتب تفسیر اور کتب تاریخ سے مواد لیا گیا ہے۔

iii۔ ہر باب باحوالہ کی گئی ہے تاکہ قاری اصل کی طرف مراجعت کر سکے۔

iv۔ ہر بات مکمل تحقیق سے کی گئی ہے۔ کمزور بات سے حتی الواسع اجتناب کیا گیا ہے۔

v۔ زبان فصیح اردو اور عام فہم استعمال کی گئی ہے۔

vi۔ اس کتاب کے کل صفحات ۵۹۶ ہیں نیز یہ کتاب شیخ عاصم مقصود اتحاد گروپ فیصل آباد نے ۲۰۱۷ء میں شائع کی۔

ڈاکٹر عبداللہ قاضی کی کتاب ''امین کعبہ'' کا منہج استدلال

اس کتاب میں درج ذیل منہج استدلال اپنایا گیا ہے:

i۔ کتاب کے شروع میں مفصل مقدمہ تحریر کیا گیا ہے جس میں قرآن مجید سے سیرت کے متعلق آیات کریمہ کو جمع کیا گیا ہے اور ان سے سیرت کی اہمیت کا استدلال کیا گیا ہے۔

ii۔ پہلے اور دوسرے باب میں بھی تورات اور انجیل سے مواد لیا گیا ہے۔ وہاں کئی ایک غیر مسلموں کی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے اور ان کے اقوال باحوالہ لکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

iii۔ باقی تمام ابواب میں سیرت کے ہر پہلو کو ثابت کرنے کے لیے سب سے پہلے قرآن کریم سے استدلال کیا گیا ہے۔ پھر احادیث مبارکہ سے اور پھر ان کی تائید و تفصیل میں کتب سیرت اور کتب تاریخ وغیرہ سے مواد اکٹا کرنے کی کوشش کی گئ ہے ۔ باب کے آخر میں اس باب کا خلاصہ بھی پیش کر دیا گیا ہے۔۔

۱۱۔ پروفیسر محمد سعید کی کتاب ''رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم'' کی خصوصیات

اس کتاب کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

i۔ یہ مختلف عناوین پر مشتمل ۵۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

ii۔ یہ سیرت کی واحد کتاب ہے جس کی فہرست نہیں بنائی گئ۔

iii۔ اس کتاب میں قرآن کریم سے بہت زیادہ استدلال کیا گیا ہے نیز حسب ضرورت احادیث بھی جمع کی گئ ہیں اور کتب سیرت سے بہت کم مواد لیا گیا ہے۔

iv۔ مکمل سیرت کا احاطہ کیا گیا ہے۔

v۔ یہ کتاب الجامعۃ السعیدیہ قصور نے شائع کی۔اس کتاب پر سن اشاعت نہیں لکھا گیا۔

پروفیسر محمد سعید کی کتاب ''رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم'' کا منہج استدلال

اس کتاب میں درج ذیل منہج استدلال اپنایا گیا ہے:

i۔ ہر موضوع کے تحت قرآنی آیات لکھ کر مصنف نے اپنے الفاظ میں استدلال کیا ہے۔۔

ii۔ اگر اس موضوع کے متعلق کوئی حدیث یا واقعہ ہے تو اس کو تحریر کرکے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کا استدلال کیا ہے۔

iii۔ سیرت کے جن پہلوؤں کو امت مسلمہ چھوڑ چکی ہے اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کا استدلال کیا ہے۔

۱۲۔ مولانا طیب ہمدانی رحمۃ اللہ نے ''سیرت کے انمول موتی''

نوٹ: یہ کتاب بہت کوشش کے باوجود قلمی یا مطبوعہ نہیں مل سکی ورنہ اس کی خصوصیات اور منہج استدلال پر بحث کرتے

دوسری فصل

ضلع قصور کے سیرت نگاروں کے کام کا تقابلی جائزہ

اس فصل میں ضلع قصور کے سیرت نگاروں کے کام کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ یہ دیکھا جائے گا کہ کس سیرت نگار نے سیرت کے کس کس پہلو کو اجاگر کیا ہے اور انھوں نے کیا نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان میں سے بہترین سیرت نگاروں کا انتخاب بھی اس باب کا مطمع نظر رہے گا۔

نیز یہ بھی دیکھا جائے گا کہ ان کتب کا پاکستان یا برصغیر میں کوئی مقام بھی ہے یا بس؟

اختصار کے ساتھ تمام کتب کا تقابلی جائزہ پیش خدمت ہے:

۱۔ مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ نے ۱۔''تحفہ رسولیہ صلی اللہ علیہ وسلم'' (فارسی) ۲۔''حلیہ مبارک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم'' قلمی اور ۳۔'دیوان حضوری قصوری''اشعار کی شکل میں مرتب کی ہیں۔

یہ کتب بلھے شاہ لائبریری قصور میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی الماری میں موجود ہیں۔

نوٹ: کاش یہ کتب مل جاتیں ہم ان کا تقابلی جائزہ لیتے۔

۲۔ مولانا اشرف سندھو رحمۃ اللہ کی کتب سیرت ۱۔''شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' ۲۔''سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' ہیں۔

۳۔ مولانا عبدالرحیم حسینوی رحمۃ اللہ نے ''سفر السعادۃ از مجد الدین فیروز آبادی'' کا ترجمہ کیا۔

تقابلی جائزہ: یہ فارسی کتاب کا ترجمہ ہے۔

۴۔ شیخ الحدیث محمد اسحاق حسینوی رحمۃ اللہ نے ''مختصر سیرت الرسول از محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ'' کا ترجمہ کیا۔

تقابلی جائزہ: یہ عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔

۵۔ مولانا عبدالحمید ازہر رحمۃ اللہ نے ''ترجمہ وشرح شمائل ترمذی از حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ'' کی نظر ثانی کی۔

تقابلی جائزہ: یہ نظر ثانی ہے۔

۶۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمۃ اللہ نے درج ذیل کتب لکھیں۔ ۱۔''خطبات ومقالات سیرت'' ۲۔''مرقع سیر

تقابلی جائزہ: یہ موصوف کے مختلف مقالات وکتب کے مقدمات پر مشتمل ہے۔

۷۔ مولانا عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی رحمۃاللہ نے ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ وسال کے آئینے میں'' لکھی۔

تقابلی جائزہ: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تاریخی اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔

۸۔ حافظ ثناء اللہ المدنی حفظہ اللہ نے ''شرح الشمائل للترمذی'' لکھی۔

۹۔ مولانا منیر احمد معاویہ حفظہ اللہ نے درج ذیل کتب لکھیں۔ا۔''خطبات منیر فی رفعت سراج منیر'' (تین جلد میں)، ۲۔''تجلیات اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم''۔

تقابلی جائزہ: ان کتب میں خطیبانہ انداز میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف موضوعات پر بحث کی گی ہے۔

۱۰۔ پروفیسر ڈاکٹر عبداللہ قاضی حفظہ اللہ نے ''امین کعبہ'' لکھی۔

تقابلی جائزہ: یہ علمی اور تحقیقی کتاب ہے جو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہے۔

۱۱۔ پروفیسر چوہدری محمد سعیدؒ نے ''رسول رحمت'' لکھی۔

تقابلی جائزہ: یہ کتاب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عام فہم پبلک کے لیے لکھی گئی ہے۔

۱۲۔ مولانا طیب ہمدانیؒ نے ''سیرت کے انمول موتی'' تالیف کی۔

تبصرہ کتب

کتاب کا نام: رسولِ رحمت

مصنف کا نام: چوہدری محمد سعید

ناشر: الجامعہ السعیدیہ قصور

یہ سیرت النبیؐ پر لکھی گئی نہایت خوبصورت اور آسان زبان ہیں کتاب ہے۔جس میں رسولؐ کی ولادت سے پہلے زمانہ جاہلیت کا بڑے خوبصورت انداز میں نقشہ کھنچا گیا ہے۔کتاب کا آغاز قرآن مجید کی آیت مبارکہ

وماآرسلناکَ الارحمت للعالمین ہ ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

سے کیا گیا ہے۔اِسی مناسبت سے کتاب کا نام رسولِ رحمت رکھا گیا ہے۔اِس کتاب میں زمانہ جاہلیت کی جغرافیائی شکل، عربوں کی حالت،آپؐکے آباؤاجداد، حضرت آدمؑ سے آنحضرتؐ کا شجرہ نسب،ازواج مطہرات،آپؐکی اولاد اور آپؐکی ولادت کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔

صفہ نمبر ۳۰ پر ولادت باسعادت کے بعد پیش آنیوالے واقعات، حلف الفضول میں شرکت، تعمیرِ کعبہ، آغازِ نبوت، اعلانِ نبوت، قرآنی آیات میں تبلیغ کے لئے تاکید۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنف نے یہ کتاب قرآن وحدیث کے حوالے سے لکھی ہے۔
ہجرتِ مدینہ کی وجوہات اور کفار کے مظالم کو نظموں اور اشعار کی شکل یں بیان کیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والا اپنا ذوق و شوق برقرار رکھ سکے اور پوری توجہ اور انہماک سے پڑھنے میں مشغول رہے۔
ہجرت مدینہ کے بعد صحابہؓ کی تعداد بھی بڑھ گئی، مہاجر تو ظلم و ستم کے ستائے ہوئے تھے۔اللہ نے حضورؐ کو جہاد کی اجازت مرحمت فرمائی اور اللہ نے فرشتوں کے ذریعے مسلمانوں کے مدد بھی فرمائی۔جہاد کے واقعات کو قرآنی آیات اور احادیث رسولؐ سے سجایا گیا ہے۔اور غزوات کے موقع پر صحابہ کرامؓ کے جذبہ ایثار کو بڑے احسن انداز سے بیان کیا گیا ہے۔واقعات کی ترتیب ایسے بیان کی گئی ہے جیسے اے ک کڑی کے بعد دوسری کڑی ہو یعنی واقعات کا مسلسل ربط اور تعلق ہے کہیں بھی کوئی وقفہ نہیں محسوس ہوتا۔
کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶۴ پر محمدؐ نے مختلف بادشاہوں کو لکھے گئے خطوط اور دعوت اسلام قبول کرنے اور خط لکھنے کا طریقہ کار بڑے احسن انداز میں بیان کیا ہے اور خطبہ حجتہ الوداع میں معاملات کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے اور آخر میں جب یہ آیت نازل ہوئی۔
"ترجمہ آج ہم نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے مذہب اسلام کا انتخاب کیا"۔
مصنف نے حجتہ الوداع کے تمام مسائل کو بااحسن طریق ترتیب وار بیان کیا ہے۔اس کے بعد مصنف نے آپؐ کے وصال مبارک کو احادیث کی روشنی میں مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔
"رسول رحمت" کتاب چونکہ آپؐ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں چاہے وہ انسان ہوں یا حیوانات یا نباتات سب پر آپؐ کی رحمت چھائی ہوئی ہے اور مصنف نے مختلف معجزات سے آپؐ کو رسول رحمت ثابت کیا ہے۔
اس کے بعد مصنّف نے رسول رحمتؐ کو قرآن وحدیث سے بھی واضع کیا ہے کہ آپؐ کیا ہیں جیسے آپؐ کو معراج پر بلانا، پانچ نمازوں کا تحفہ دینا اور سارے انبیاء کا آپؐ کو مرحبا کہنا اور آپؐ کو سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا جانا۔ان سب اوصاف کو ترتیب وار کتاب کا حصہ بتایا گیا ہے۔
معراج کے واقعات کو اشعار کی شکل میں بیان کیا گیا ہے تاکہ قاری کی دلچسپی برقرار رہے۔

کتاب کے آخر میں معمولات مقدسہ کو بیان کیا گیا ہے جن میں نمازوں کی ترتیب، تبلیغ دین، دعاؤں کا معمول، آداب ملاقات اور گھریلو معاملات کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔امانت و دیانت رحم و ترحم، تواضع، ایثار و تحمل، نرمی و شفقت، قناعت اور توکل، شجاعت و بہادری، ایفائے عہد، صبر و استقامت، پاکدامنی، شرم وحیا، عفو و کرم،

الغرض یہ کتاب ایسی کتاب ہے جس کو پڑھ کر آدمی کو معرفت ذات سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے، کسی کا قول ہے

''من عرف نفسہ فقد عرف ربہ''

اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پایا سراغِ زندگی

تو اگر میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن

جب انسان اپنی پہچان نہیں کرتا تو وہ خدا کو بھی نہیں پہچانتا اور پھر در در کے دھکے اور جگہ جگہ کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔

اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات

تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

کتاب نمبر ۲

نام کتاب: تجلیات اسم محمدؐ

تالیف: مولانا منیر احمد معاویہ

ناشر: ادارہ تالیفات ختم نبوت

اس کتاب " تجلیات اسم محمدؐ "کے بارے میں مصنف یوں رقم طراز ہے۔ یہ کتاب ستمبر ۲۰۰۵ کو مدینہ منورہ میں شروع کی گئی جس کا آغاز روضہ رسولؐ کے سامنے ریاض الجنہ میں کیا گیا۔ یہ کتاب بروز سوموار بتاریخ ۲۴ نمبر ۲۰۰۸ کو پایہ تکمیل کو پہنچی۔اس کتاب میں سید الرسل، خاتم النبیین حضرت محمدؐ کے اسماء صفاتی اور آپؐ کے القابات، آپؐ کے بے شمار فضائل کو مصنف نے بے حد خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔اس کتاب کے چار حصے ہیں۔

-۱اسم محمدؐ کی تاریخی حیثیت یعنی کہ اسم محمدؐ کہاں کہاں استعمال ہوا۔

-۲حضور نبی اکرم محمدؐ کے اسماء صفاتی

۔۳ حضور نبی اکرمؐ کے القاب و صفات
۔۴ چند منتخب شدہ نعتیں
باب اول یعنی اسم محمدؐ کی تاریخی حیثیت کے بارے میں مصنف یوں بیان کرتا ہے کہ آپؐ کے دو نام ذاتی ہیں یعنی محمدؐ اور احمدؐ باقی سب نام صفاتی ہیں۔ صفاتی ناموں کی تعریفات اور تسبیحات ائمہ کرام، محدثین اور صحابہ کرامؓ کے اقوال کو مثالوں سے واضع فرمایا ہے جیسے حضورؐ کی والدہ کا خواب اور دادا عبدالمطلب کا خواب حسین و جمیل انداز میں بیان کیا ہے اور اس زمانے کے علماء و فضلاء اور صلحاء اور خوابوں کی تعبیر کے ماہرین نے کہا اس نبی محمدؐ کی عظمت و شہرت کے جھنڈے چار دانگ عالم میں لہرائیں گے۔ آسمان کی بلندیوں اور زمین کی وسعتوں میں اس کی تعریفیں ہونگی۔ جو اس کی مخالفت کرے گا وہ نیست و نابود ہو جائے گا۔
مصنف نے اسم محمدؐ کی عظمت کو اس اندا میں بیان کیا ہے کہ اللہ نے قرآن میں ارشا فرمایا ہے
''ورفعنا لک ذکرکَ''
(ترجمہ: ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا ہے)
حضور نبی اکرمؐ کی رفعت اور بلندی اور مقام و مرتبہ مزید اونچا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورہ مبارکہ سورۃ محمدؐ نازل کی ہے سورۃ الفتح میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا
چوتھی جگہ سورۃ الاحزاب میں فرمایا۔
اس کتاب میں مصنف نے گردانوں اور تشبیہات کا استعمال بہت زیادہ کیا ہے اگر اللہ کا نام ہے تو محمدؐ کا نام بھی ہے، کلمہ شہادت میں اللہ کا نام ہے تو محمدؐ کا نام بھی، اذان میں، درود میں، عالم ارواح میں بھی ہے۔ مختلف علماء کرام کے اقوال اسم محمدؐ کے بارے میں نقل کیے گئے ہیں۔
مصنف نے مختلف چیزوں میں اسم محمدؐ کو ثابت کیا ہے۔
اس کے بعد مصنف نے حروف تہجی کے لحاظ سے محمدؐ کے ناموں کا خوبصورت انداز اپنایا ہے جسے دیکھ اور پڑھ کر قاری دنگ رہ جاتا ہے۔ اور بے ساختہ دل سے صدق و یقین کی صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں۔
کسی شاعر نے یوں بیان کیا ہے
''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''

اس کے ساتھ ہی مصنف نے محمدؐ کے القابات و صفات کو بھی حروف تہجی کے اعتبار سے اے ک کڑی میں پرو دیا ہے یعنی کہ نام اور صفات کو اے ک لڑی میں رکھ دیا ہے جس سے پڑھنے والے کا دل مچل جاتا ہے۔ اور روح تڑپ جاتی ہے۔

مصنف نے کتاب کے آخری حصے مے ں نعتیہ انداز اپنایا ہے۔ اسم محمدؐ کی تعریف نعت و منقبت، حضورؐ ساقی کوثر، محترم بعد از خدا تم ہو، صحنِ حرم میں، انوار مدینہ، مختصر قصیدہ بہاریہ، کون ثانی ہو شاہا تیرا؟ آفتاب آئے مہتاب آئے، دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تم ہی تو ہو ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تو تم ہی تو ہو، تجھ سا کوئی نہیں اے رسول امین خاتم المرسلین

کتاب نمبر ۳

نام کتاب: خطاب منیر فی رفعت سراج منیر (جلد اوّل، دوم)

ترتیب و تحقیق: مولانا منیر احمد معاویہ

تلمیذ حضرت مولانا محمد امین سہدر اوکاڑیؒ

اشاعت اول: دسمبر ۲۰۱۲

ناشر: جامعہ عثمانیہ اڈا تلونڈی تحصیل چونیاں ضلع قصور

خطبات منیر فی رفعت سراج منیر سیرت النبیؐ پر لکھی گئی اے ک انوکھی اور آسان زبان میں لکھی گئی کتاب ہے۔

بندہ ناچیز نے کتاب کا مطالعہ کیا بے حد مسرت ہوئی کی سیرت محمد مصطفیؐ اور آپ کے حسن و جمال پر بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ تحریر کی گئی ہے۔ یہ کتاب چند مستند حوالوں سے ترتیب دی گئی۔

اور پھر یہ اے سے خطبات ہیں جن کو بہت ہی مقبول اشعار سے مزین کیا گیا ہے۔ جس کو پڑھنے اور سننے سے سامعین جھومنے لگتے ہیں۔ آج کے پر فتن دور میں جہاں اسلام کے اصولوں پر حملے ہو رہے ہیں، موسیقی، بے حیائی، قتل و غارت، مغربی جمہوریت، شرک بدعت، ظلم و ستم اور مہنگائی نے زہرے لے جراثیم پھیلا رکھے ہیں۔ ایسے مولانا منیر احمد معاویہ کی کتاب اس بے دینی سے لاب کے آگے بند باندھے گے۔

مولانا منیر احمد معاویہ اپنی پاکیزہ تحریر کی طرح پر کشش شخصیت ہیں۔ چہرے پر مسکراہٹ، لباس میں نفاست، اخلاق میں شرافت ہاتھوں میں سخاوت، اللہ اے سے لوگوں کو ہمیشہ دین کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر ذوق شوق نیز دلجمعی کے ساتھ یہ کتاب کو پڑھا جائے تو ہر تحریر پر لطف آتا ہے کسی جگہ مولف کے دلچسپ مطالعہ کی داد دینی پڑتی ہے۔

مولانا موصوف نے اپنی اس کتاب میں جناب نبی اکرمؐ کی مدحت منقبت کے حوالے سے اپنے مختلف خطبات میں عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے جو ان کے حسن ذوق کی علامت ہیں۔ یہ خطاب تین جلدوں میں کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ جو کم و بیش نو سو صفحات پر مشتمل ہیں ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس عقیدت و محبت کو قبولیت سے نوازیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لئے نفع بخش بنائیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ: (اور ہم نے یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)

عالم اسباب میں اس کی حفاظت وانتظام یوں فرمایا کہ ہر دور میں اپنے خاص بندوں کو چن لیا ہے جو ہر دور میں دین کا بول بالا کرتے رہیں گے اور اس کی اشاعت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے انہیں نیک و مقبول ہستیوں میں مولانا منیر احمد معاویہ بھی ہیں جنہوں نے یہ کتاب بہت ہی موثر اور عمدہ انداز سے مرتب کی ہے

حضورؐ کی محبت آپؐ کی سیرت پڑھنے سے دل میں آتی ہے آج کل مسلمانوں میں اس محبت کی کمی کی وجہ شریعت سے دوری ہے اس کمی کو پورا کرنے کیلئے ''خطباتِ منیر فی رفعتِ سراج منیر'' ایک انمول نسخہ کیمیا ہے۔ اس میں حضورؐ کے مبشرات، ولادت پاک اور آپؐ کی زندگی کے ان واقعات کا انتخاب فرمایا ہے جن کے پڑھنے اور بیان کرنے سے آنحضرتؐ کی عظمت اور افضل الانبیاء اور بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا نقش انشاء اللہ دل پر جم جائے گا آخر میں معجزات جو وکیل نبوت ہیں ان کا بھی تذکرہ کیا ہے تاکہ مطالعہ کرنے والوں کے پاس صرف اپنا اطمینان قلبی نہیں بلکہ منکرین شان رسالت کے مقابلہ کے لئے ہتھیار بھی ہوں۔ یہ کتاب صرف خطباء کے لئے ہی نہیں بلکہ عوام الناس کیلئے بھی مفید ہے اللہ تعالیٰ مولف کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور مسلمانوں میں حب نبوی اور اطاعت نبوی کا ذریعہ بنائے۔

مولانا موصوف کی تصنیف اس اعتبار سے اس کا انداز مروجہ واعظانہ نہیں بلکہ عالمانہ ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت جو بندہ نے محسوس کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ کتاب علماء دیوبند کے بارے میں کیے جانے والے پراپیگنڈہ کا بہترین دفاع ہے کہ علماء دیوبند بہترین عاشقان رسول نہیں ہیں۔

کتاب سلاست وترتیب اور بیان کے اعتبار سے بے نظیر ہے اور اپنی افادیت کے اعتبار سے بھی بے مثل ہے۔ اور دور جدید کے تقاضوں کیمطابق ہے۔ مصنف نے ایک نیا انداز خطابت اور بیان کا سلیقہ دیا ہے جو دلکش بھی ہے اور دل رُبا بھی ہے اور عوام وخواص کے لئے مفید بھی خصوصاً خطباء حضرات کے لئے۔

اپنے موضوع کی تنزین وآرائش کے لئے آیات قرآنی اور احادیث نبویہؐ اکابرین امت اور تاریخی حوالہ جات کا ذکر کیا گیا ہے اس لحاظ سے اس خاصا مواد بھی جمع ہے جو مشہور سیرت کی کتابوں سے لیا گیا ہے مثلاََ سیرت حلبیہ، سیرت المصطفیٰ الرحیق المختوم وغیرہ وغیرہ سے لیا گیا ہے۔

کتاب کے کل دس عنوانات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:۔

۱۔تذکرے سراج منیر

۲۔چرچے سراج منیر

۳۔آمد سراج منیر

۴۔جمال سراج منیر

۵۔اسم سراج منیر

۶مقام سراج منیر

۷۔عظمتِ سراج منیر

۸۔رفعتِ سراج منیر

۹۔رحمتِ سراج منیر

۱۰۔معجزاتِ سراج منیر

حضور نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ہر لحاظ سے اعلیٰ وارفع پیدا فرمایا ہے۔ مصنف نے آپؐ سے نسبت کو قائم ودائم رکھنے کے لئے شان اقدس کو خطابت اشعار اور قصیدوں کی شکل میں بیان کیا ہے اور اپنی ایمانی تازگی کا سامان مہیا کیا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔